اسلام کا

نظامِ بیت المال

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد بخش مسلم، بی اے خطیب مسلم مسجد لاہور،

DEPT. OF ISLAMIC STUDIES
11550
No.
3.4.74.

مکتبہ خاور، مسلم مسجد چوک مینار - لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا
نظام بیت المال

مولانا محمد بخش مسلم، بی اے خطیب مسلم مسجد لاہور

DEPTT. OF ISLAMIC STUDIES
No. 11550
3.4.74
UNIVERSITY LAHORE

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ خاور، مسلم مسجد چوک مینار - لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

با

جملہ حقوق محفوظ

11550

طبع اول ———— دسمبر ۱۹۷۲ء

تعداد ———— ایک ہزار

مطبع ———— اشرف پریس - لاہور

طابع ———— محمد سلیم

قیمت : ۵/۵۰ روپے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہدیہ

بہ جمہوریہ اسلامیہ پاکستان جس کے لیے میں
بیت المالی نظام پسند کرتا ہوں، دعا ہے
کہ پاکستان میں آئین اسلام اور بیت المالی
نظام نافذ و رائج ہو، آمین۔

(متکلم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عرضِ حال

بذریعہ تقریر و تحریر ملت اسلامیہ کی والہانہ خدمت میرا وظیفۂ حیات اور وسیلۂ نجات ہے، میں یہ کام حسبِ ضرورت، وموافق تقاضائے وقت کرنا ضروری تصور کرتا ہوں، مسلمانانِ پنجاب کی اقتصادی درماندگی سے اثر پذیر ہو کر میں نے ۱۹۳۵ء میں بعنوان "مقروض قوم" ایک کتاب تحریر کی، اس میں بیماری کی تشخیص کی، اور اس کا مفید علاج سپردِ قلم کیا، ۱۹۴۸ء میں "آزاد پاکستان" کے نام سے ایک تصنیف شائع کی واضح کیا کہ مملکتِ خداداد پاکستان کو نظامِ اسلام ہی شاد کام اور فائز المرام کر سکتا ہے۔ آزادیٔ کشمیر کی تحریک میں تحریری جہاد کی غرض سے ایک کتابچہ بہ نام "جہاد" لکھا۔

۱۹۵۳ء میں یہ بحث چھڑی، کہ علامہ اقبالؒ کس نوعیت کا پاکستان چاہتے تھے، میں نے اپنا زاویۂ نگاہ ایک تصنیف "اقبال اور پاکستان" کے عنوان سے پیش کیا، عوام خواص کا بصدقِ دل شکریہ، کہ انہوں نے مذکورہ بالا تالیفات کو پسند فرمایا جزاھم اللہ سبحانہ احسن الجزاء، ان دنوں عام تقاضا یہ ہے، کہ اسلام کے معاشی نظام کی وضاحت کی جائے، اس ارشاد کی تعمیل میں اس عاجز نے کتاب "بیت المالی نظام" لکھی ہے، اس میں اس نظام کا عہدِ حاضرہ کے راس المالی نظام اور اشتمالی نظام سے مقابلہ کیا ہے اور گذارش کی ہے کہ

اسلامیہ جمہوریہ پاکستانیہ کے لئے بیت المالی نظام مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اسے اپنانے کی توفیق سے نوازے۔

ناشرین کا شکریہ، کہ وہ بیت المالی نظام کے شائع کرنے پر آمادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸

ہو گے -

مسلم

۱۱ $\frac{۵}{۲}$

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
تمہید	ج
عرض حال	۱
معاشی نظام اسلام، مشاہدات، تجربات واقعات	۳
عام مشاہدہ	″
اے ذوق اس جہاں کو زیب اختلاف سے	۴
خوردونوش	۵
بنگلے، محل، عشرت کدے	۶
انسان کی فضیلت	″
انسان اور حیوان	۷
ایک اور نظارہ	۸
رنگ، قد، ذوق	″
تقسیم کار	۹
تین مشہور ترین نظام	۱۰
انسان کیا ہے؟	۱۱
افق مادیات کے آفتاب	۱۲
ارتقاء کے بعد کیا ہے؟	۱۴
عجیب وغریب اتفاق	۱۵
ہماری شخصیت	۱۶
ہمارے مشاہدات، ہماری معلومات	۱۷

عنوان	صفحہ
صاحب اختیار ہستی	۱۸
سب سے بڑی تمنا	۱۹
تضاد اور اتحاد	۲۰
امریکہ، روس اور چین	۲۲
راس المالی نظام، اشتمالی نظام	۲۵
معاشی نظام کیا ہے؟	۲۶
ضروریات یا خواہشات کا اجمالی خاکہ	۲۸
تعلیمات اسلامی	۲۹
حیات اسلامی	۳۱
اشتمالی نظام اور دولت	۳۲
اقوام عالم اور ہم	۳۴
قائداعظمؒ کے ارشادات	۳۶
اسلام کا اصول عدل عمرانی	۳۷
جداگانہ ملت	۳۸
آخری اہم تقریر	۳۹
دنیا، دولت اور اسلام	۴۰
رزق، متاع، خیر، فضل، مال	″
مال کیا ہے؟	۴۲
قابل غور حقائق	۴۳
تاریخی شواہد	″

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
ہندوستان کی مثال	۴۵
تاریخ اور مشاہدہ کا فیصلہ	۴۶
بیت المالی نظام کے بنیادی اصول	۴۷
ملکیت کا سوال	۵۰
خالق، رازق، مالک، حاکم اللہ ہے	۵۲
زمین اور زراعت	۵۵
زمیندار اور کاشتکار	۵۷
مہاجرین کا عشقِ دین	۵۸
انصار کا کردار اور ایثار	۵۹
آنحضرتؐ کا ارشاد	۶۰
اخوت و مساوات	۶۱
انفرادی، شخصی ملکیت	۶۲
حقائق و شواہدِ اسلام	۶۴
زمین کی تنظیم و تقسیم	۶۵
شام و عراق کی زمین	۶۷
بیوگان اور ناداروں کی کفالت	״
مزارعت	۶۸
رعایا کی فارغ البالی اور خوشحالی	۶۹
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا فرمان	۷۰
ترقی کے امکانات	۷۲
صنعتی ترقی اور فوجی قوت	۷۴
رعب و دبدبہ	۷۶

عنوان	صفحہ
تجارت	۷۸
اسلامی روایات	۸۰
مال کا استعمال	۸۱
ہمارا کاروباری شعار	۸۳
قرضِ حسنہ، صدقات اور سود	۸۴
تذکرۂ ربا	״
بیع اور ربا	۸۵
سود کے مضرات، صدقات کے برکات	۸۷
مردود یہود اور ہنود	״
سود اور جنگ	۸۸
ارشاداتِ نبویؐ	۸۹
تقویٰ اور احتیاط	۹۰
قرضِ حسنہ و کریم النفسی	۹۲
چند روایاتِ صحابہؓ	۹۳
چند روایاتِ تابعینؒ و ائمہ دینؒ	۹۵
اسلامی بنک، شرکت و مضاربت	۹۷
اسلامی بنک کاری	۹۹
زرعی بنک، تجارتی بنک	۱۰۰
نظام ہائے مادی کی نشر و اشاعت	۱۰۲
عملی اور پیشِ نظر صورت کیا ہے	۱۰۳
کتاب و سنت	۱۰۴
برکاتِ زکوٰۃ	۱۰۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
فرمانِ یزداں بنام ہادیٔ دوراں	۱۰۶
ارشاداتِ رسولؐ	۱۰۸
نصابِ زکوٰۃ	۱۰۹
زکوٰۃ کے مصارفِ ثمانیہ	۱۱۰
غور طلب حقائق	//
آنحضرتؐ کی سنت	۱۱۲
ہماری زریں روایات	۱۱۵
ایک بصیرت افروز ایمان آموز واقعہ	۱۱۶
بیت المال کے شعبے	۱۱۷
اوقاف	۱۱۸
ذرائع آمدن	//
نظامِ وراثت	۱۲۰
تقسیمِ وراثت	//
تفصیلِ تقسیم	۱۲۱
مقداریں اور حصے	۱۲۲
مہر کا نظام	۱۲۳
مصارف پر پابندیاں	۱۲۴
بخیلی دوزخ کی کنجی ہے	۱۲۶
بیت المالی نظام اور ہم	۱۲۹
اشتمالی نظام کی غایت	//
بنیادی سوال	۱۳۱
علامہ اقبالؒ کی تصریحات	۱۳۳
راس المالی نظام کی غایت	۱۳۵
بیت المالی نظام اور اسلامی تعلیم	۱۳۶
فقر اختیاری و اضطراری	۱۳۷
اسلام کی تعلیم اور دولت کی تقسیم	۱۳۸
اسلامی فقر	۱۴۰
اسلامی فقیروں کا دین اور آئین	//
آدمؑ اور علم	۱۴۲
مشاہدہ آیاتِ تکوینی	//
افلاس اور محتاجگی	//
غیر اسلامی فقر	۱۴۳
فقر محمود	۱۴۴
قرضۂ حسنہ	۱۴۶
راہِ خدا میں خرچ ہونے والے مال کی نشانی	۱۴۸
اپنا مال وارثوں کا مال	۱۴۹
ایک درہم اور لاکھ درہم	//
تاریخ کی شہادت	۱۵۰
بیت المالی نظام کے امام و سردار	۱۵۱
بہترین امت بہترین خدمت	۱۵۳
ریاست کی ذمہ داریاں	۱۵۴
قیامِ نظامِ زکوٰۃ	۱۵۷
حکومت اور ضروری اخراجات کی کفالت	۱۵۸
دولت کی گردش	۱۶۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حقائق، شواہد، نظائر	۱۶۱	اسلامی مملکت کے فرائض	۱۸۲
تمام شہریوں کی سرپرستی	۱۶۲	اشتمالی راس المال	//
سنت صدیقیؓ	۱۶۳	پاکستان کی مختصر تاریخ	۱۸۳
فاروقی طرز عمل	//	اسلامی معاشی ہدایات و تصریحات	۱۸۴
فیاضیوں کے چند نمونے	۱۶۵	عمر بن عبدالعزیز کی اشکباری کفالت عامہ	۱۸۶
بیت المالی معاشرہ	۱۶۷	کی ذمہ داری ۔	
صلہ رحمی اور حسن سلوک	۱۶۸	سرکاری فرمان	۱۸۷
اختیاری نیکی کی خوبی	۱۷۱	ممتاز علماء فقہاء و ائمہ کی تصریحات	۱۸۸
صاحب اختیار و دولت کی سادگی	//	معاشی کفالت	//
حضرت عثمان ذی النورینؓ	۱۷۴	آئینی تدبیر	۱۸۹
شہنشاہ ولایت علی المرتضیٰؓ	۱۷۵	مسلمان اور ہندوستان	//
جہاد شام کے سپہ سالار اعظم	//	پاکستان کے مسلمان	۱۹۰
جیسا حاکم ویسے محکوم	۱۷۷	ملت اسلامیہ کی خصوصیت	۱۹۲
بیت المالی نظام اور پاکستان	//	آنحضرتؐ کی بیان کردہ تمثیل	۱۹۳
واقعات حقہ	۱۷۹	خیر معروف و منکر	۱۹۴
قابل توجہ حقیقت	۱۸۱	بدکاری، میخواری، قماربازی	//
حیات طیبہ	۱۹۶	شراب خانہ خراب	۱۹۵

مطبوعہ :- اشرف پریس لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ،
اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (پارہ ۳ آلِ عمران)

معاشی نظام اسلام

مشاہدات ، تجربات ، واقعات

یہ دورِ عصرِ تحقیق کہلاتا ہے ، آج ہر اقدام ، پیام اور کام کو حکمت و منطق کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ، مشاہدے ، اور تجربے کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے ، وقت کی پکار ، عقل کا تقاضا ، اور سائنس کا منشا یہ ہے ، کہ ہم کسی ضابطہ ، عقیدہ ، یا نظریہ کو اپنانے یا ٹھکرانے سے پہلے یہ دیکھیں ، کہ ہمیں کیا نظر آرہا ہے ؟ واقعہ کیا ہے ؟ منطق کا فیصلہ کیا ہے ؟ خرد کی رائے کیا ہے ؟ ہم انسان ہیں ، مسلمان ہیں ، ایک آزاد اسلامی اقلیم کے باشندے ہیں ، ہمیں زندگی مطلوب ہے ، ہمارا مقصود آبرو ہے ، راحت ہے عافیت ہے ، ہمیں عاقبت کی بھی فکر ہے ، ہمارے سامنے ہماری ماضی بھی ہے ، حال بھی ہے ، ہم اپنے مستقبل کو بھی بہتر بنانا چاہتے ہیں ، ہمیں یہ دیکھنا ہے ، بہ حیثیت انسان ، مسلمان ، ساکن پاکستان ہمارا معاشی نظام کیا ہونا چاہیئے ، کونسا لائحہ عمل ہمارے لیے کارآمد ہے نافع ہے ۔

عام مشاہدہ

ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے جب ہم اپنے آپ پر غور کرتے ہیں ، تو یہ حقیقت اُبھر کر ، نکھر کر ، ہمارے سامنے آجاتی ہے ، کہ ہم موجود ہیں ، ہم حواسِ خمسہ سے بہرہ ور ہیں ، ہم مفلوج نہیں ہیں ، ماؤف نہیں ہیں ۔ ہمارے قدموں کے نیچے زمین ہے ، ہمارے اُوپر افلاک ہیں ، افق پر ان گنت ستارے جھلملا رہے ہیں ، کرۂ ارضی پر جمادات ہیں ، نباتات ہیں ، حیوانات ہیں ، بنی نوعِ انسان ہیں ، ہوا ، فضا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خلا میں اُڑنے والی مخلوق کی کیفیت جُداگانہ ہے، جمادات کے حُسن و جمال کی شان نرالی ہے، نباتات کا سراپا انوکھا ہے، پرند، چرند، درند اور آدمؑ کے فرزند مخصوص ممتاز کمالات کے پیکر ہیں، ہر ایک کا حلیہ علیحدہ ہے۔

اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

مشاہدہ نے دکھایا، تجربہ نے بتایا، کہ موجودات میں بہت بڑا تفاوت جلوہ نما ہے، کارفرما ہے، ہم آدمی ہیں، ہماری خودی ہم پر آئینہ کرتی ہے، کہ کئی خوبیوں اور صلاحیتوں کے اعتبار سے ہمارا مقام فرشتوں سے بھی اونچا ہے، غیر ناطق حیوانوں، پودوں، درختوں، پہاڑوں اور دریاؤں میں زندگی کی لہر رواں دواں ہے، ان کے پاس اچھے خاصے جواہرات ہیں، مگر ان کے پاس علوم، فنون، معارف، جذبات و احساسات کے وہ خزانے نہیں ہیں، جو انسان کی دولت ہیں، اس کے لئے سرمایہ شرافت و عظمت ہیں، ان میں سے کسی کا دل بھی ایسا دردمند، اور آرزو آشنا نہیں ہے، جیسا ہمارا ہے، ہم نے ایک کتے پر ایک اینٹ زور سے پھینکی، اُسے لگی وہ زخمی ہو گیا، مجروح کتا چیخا، چلّایا، بھاگا، ہم نے ایک بچے کو پیٹا، وہ ہمارا لخت جگر ہے، وہ ہم سے لپٹ گیا چمٹ گیا، یا اپنی ماں کی آغوش میں چلا گیا، سانپ نے ڈسنے کے لئے اپنا رُخ ہماری طرف کیا، ہم پر نمایاں ہو گیا، کہ پرندے میں، بچے میں سانپ میں جان ہے، شعور ہے، ان کی سمجھ میں فتور نہیں ہے، ہم نے غنچے توڑے، کھیت لتاڑے، درخت کاٹے، پھلوں سے رس نچوڑے، ان کے ٹکڑے کئے، اپنے گیند پر بلے سے کاری ضرب لگائی، اس نے ہم سے بچنے بھاگنے کی تدبیر اختیار نہ کی، وہ دوبارہ ہمارے قریب آ گیا، ہماری زد میں آ گیا، پھل، پھول، غنچے، پودے، کسی قدر جنبش میں ضرور آئے، مگر اپنے بچاؤ کے لئے عملاً غیر متحرک رہے، انہوں نے ہم سے دور ہو جانے کا قصد نہ کیا، خیال ہوا کہ انہیں وہ دکھ نہیں ہوا، جو حیوانوں اور انسانوں کو ہوتا ہے، وہ روئے نہ ہم ان کے لئے روئے، یہ صحیح ہے کہ انہوں نے برملا قول نہیں مگر بزبانِ حال یہ ضرور کہا، ؎

اگر یہ جانتے چُن چُن کے ہم کو توڑیں گے
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے

وہ انسانوں کی مانند لیوں شکوہ سنج نہ ہو سکے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھی نماز جنازہ کی میری غیروں نے
مرے تھے واسطے جن کے رہے وضو کرتے

ہمارے کان اونچے شور، آہ و فغاں، نالہ و شیون سے متاثر ہونے کے خوگر ہیں، گُل کے رنجیدہ نوحے سے آج تک کوئی اثر پذیر نہیں ہوا، حیوان اور انسان میں جان ہے، احساس ہے، اپنے تحفظ کا جذبہ ہے، میٹھے، کھٹے، پھیکے میووں سے ہم بھی لطف اندوز ہوتے، پرندوں اور چرندوں نے بھی حظ اٹھایا، مگر باغبانی، قلبہ رانی، کشت کاری کا فریضہ آدمؑ کے بیٹوں ہی نے سرانجام دیا، اور یہ دعوےٰ انہی کو زیبا ہے، ع

بلائیں زلفِ جاناں کی اگر لیں گے تو ہم لیں گے

خورد و نوش

ہم نے اپنے آپ کو دیکھا، پرندوں، چرندوں اور درندوں کو بھی دیکھا، بعض امور میں ہم ان سے ملتے ہیں بعض میں منفرد ہیں، جداگانہ حیثیت کے مالک ہیں، انسانیت کا چراغ ہماری خصوصیات کے روغن سے جل رہا ہے، ہم نے محسوس کیا کہ حیوانی زندگی کے لئے اُس کے بقا و ارتقار کے لئے ستھری ہوا، خوش گوار فضا، صحت و قوت بخش غذا لازمی ہے، جس فاقے نے ہمیں نڈھال کیا، اُس نے حیوان کو بھی بدحال کیا، اچھی اور کافی خوراک نے ہم دونوں کو شاد کیا، آباد کیا، ہم نے یہ بھی ملاحظہ کیا، کہ عقاب، شاہین، چیتے، شیر، ہم سے بہت زیادہ کھاتے ہیں، خورد و نوش میں ہم بیلوں، گھوڑوں، اونٹوں، ہاتھیوں، ریچھوں، بازوں، گدھوں سے کم ہیں، اسی دوڑ میں ہم مگرمچھوں، چیتوں، شیروں وغیرہ سے بہت پیچھے ہیں، واضح ہوا کہ اگر ارجمندی اور سربلندی کا معیار خوراک ہے، تو ہمارا مقام بہت پست ہے، لباس آدمی کی علامتی وردی ہے، پرندوں کی زینت ان کے پر ہیں، ان کے دوشالے ہیں، ان کے رکھوالے ان کے بال ہیں، ان کی جلد ہے، وہ پوشاک کے محتاج نہیں ہیں، ظاہر ہے کہ جو غیر محتاج ہے، وہ آزاد ہے، اور جو اسیرِ احتیاج ہے، وہ مقید ہے، آزاد نہیں ہے، اگر شرافت کی کسوٹی لباس ہے، تو ہمارا فیصلہ ہمارے خلاف ہوگا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنگلے، محل، عشرت کدے

یہ امر سولہ سوے درست ہے اور سولہ آنے صحیح ہے، کہ اچھے مکان کی ضرورت سب محسوس کرتے ہیں، ہماری عمارات، ہمارے محل، ہمارے مقبرے، ہمارے بنگلے لاجواب ہیں، اگر بنگاہِ غور دیکھا جائے تو اس خصوص میں ہم بے شمار پرندوں، کیڑوں، مکوڑوں، شہد کی مکھیوں، پتنگوں، دیمکوں، عنکبوتوں، سانپوں اور لومڑیوں سے زیادہ خوش قسمت نہیں ہیں، ہر انسان معمار نہیں، ہر بشر اپنا گھر خود تعمیر نہیں کر سکتا، مگر ننھے پرندے یہ کام کر سکتے ہیں، ہر چڑیا اپنا گھونسلا خود بنا سکتی ہے، بیا ایک نہایت ہی چھوٹا سا پرندہ ہے، مگر اس کا گھر دیکھ کر انجینئر بھی حیرت ہو جاتا ہے، اس میں متعدد کمرے ہوتے ہیں، بچوں کے الگ، بڑوں کے علیحدہ، ننھوں کے لئے جھولا بھی ہوتا ہے، اس بلڈنگ کا مصالحہ ہے، گھاس کے چند تنکے، بس چار تار، چیونٹی کی دانشوری، دور اندیشی، اور کاریگری کا کیا کہنا، شہد کی مکھی کا چھتہ ہر انسانی آشیانہ، اور کاشانہ سے زیادہ شاندار ہے، پائدار ہے، عنکبوت کی ہستی کیا ہے! مگر اس کا جالا اعلٰی ہے، نرالا ہے، سانپ کی کوٹھی مٹی اور ریت کی ہوتی ہے، مگر ہوتی لاجواب ہے، لومڑ کا بھٹ اس کی فطرت کا عکس ہے، اس کی خصلت کا مرقع ہے، دلالت کرتا ہے کہ اس کا بنانے والا اس میں زندگی بسر کرنے والا بڑا ناٹ کھٹ ہے، مکڑی کے سفید خیمے جیسا خیمہ کسی عجائب گھر میں بھی دکھائی نہیں دیتا، ظاہر ہوا، کہ ہم اپنے گھروں کی رنگینی و سنگینی کی بنا پر اشرف و افضل نہیں ہیں، البتہ ہم میں اور ان میں ایک نمایاں فرق ضرور ہے، کہ ان کے بھٹ، ان کے جالے، ان کے چھتے، ان کی ضروریات کے مطابق ہیں، ان کی کوئی شے زائد از احتیاج نہیں ہوتی، ان میں غیر ضروری پھیلاؤ نہیں ہوتا، وہ میکدے اور عشرت کدے تعمیر کرنے سے عاری ہیں۔

انسان کی فضیلت

انسان کی عمر اکثر مخلوقات سے بہت کم، یہ مخلوقات کا محتاج، مگر مخلوقات اس کی محتاج نہیں، بایں ہمہ کہا جاتا ہے، کہ آدمی مادرِ ارتقا کا آخری فرزند ہے، اس کی نمود کے بعد ارتقا کی کوکھ بانجھ ہوگئی ہے، یہ قدرت کا شاہکار ہے، اشرف المخلوقات ہے، سوال یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، کہ اس کی فضیلت کا سبب کیا ہے؟ اس کی شرافت کی بنیاد کیا ہے؟ ابر، باد، آسمان، زمین اس کے لیے پھل، پھول، اجناس خوردنی کا اہتمام کرتی ہے، اگر انسان نہ ہوتا، تو جمادات، حیوانات، اور نباتات میں کیا کمی رونما ہوتی؟ اس سوال کے اطمینان بخش جواب کے لیے تعبیر کا دوسرا رخ ملاحظہ ہو،

انسان اور حیوان

مشاہدہ یہ ہے، کہ ایک بوڑھا انسان بھی ایک سو اونٹوں کو ایک قطار میں کھڑا کرنے پر مجبور کر سکتا ہے، ان کی نکیل اس کے ساتھ ہی ہوتی ہے، ایک آدمی دنبوں، بکریوں کے ریوڑ کو ذبح کرنے پر قادر ہے بچے گھوڑوں کی پشت پر سوار نظر آتے ہیں، دیس میں آدمی ہاتھیوں سے کام لیتا ہوا دکھائی دیتا ہے، بیلوں، اور بھینسوں کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہیں، اور بچے ان کی پشتوں پر سامان لاد رہے ہیں، کمزور انسانوں کو دیکھا کہ انہوں نے ریچھوں کے بچوں کو قابو کر رکھا ہے، وہ اس کے سامنے رقص کر رہے ہیں، کبھی نہیں دیکھا، کبھی نہیں سنا، کسی جگہ نہیں پڑھا، کہ جانوروں نے انسانوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے کوئی جلسہ کیا ہو، یا وہ آدمیوں پر حملہ کرنے کے لیے اکٹھے ہوتے ہوں، وہ بے حد مضبوط ہیں، انسان ان سے غایت درجہ کا کمزور ہے، دانشوروں کی یہ بات ماننی پڑتی ہے، کہ انسان کو اپنی دماغی قوت کے لحاظ سے وحوش و طیور و بہائم پر فوقیت حاصل ہے، اس کی عقل زیادہ ہے، اگر ان سے یہ پوچھا جائے، کہ جب انسان بھی انہی ذرات کا پتلا ہے، جن سے حیوانات کا ہیولی طیار ہوا ہے، ہاتھی کا وجود ان گنت ذرات کا مجموعہ ہے، انسان اتنا بھاری نہیں، اتنا جسیم نہیں، کیا وجہ ہے، کہ ہاتھی میں اور اونٹ میں آدمی کے مقابلہ میں دانش کم ہے؟ ذرات کی فلاسفی، یا مادیت کی زبان اس کا قطعی جواب نہیں دے سکتی، یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے، کہ مشاہدہ ایسا ہے، سوال یہ ہے کہ مشاہدہ ایسا کیوں ہے؟ اگر ان میں سے کسی ایک میں بھی یہ شعور ہوتا، کہ انسان اس سے زیادہ جری اور قوی نہیں ہے، تو نقشہ دیگر گوں ہوتا، اگر حیوان مقابلہ میں کم عقل نہ ہوتا، تو انسان کبھی جانوروں کا گوشت نہ کھا سکتا، انھیں ذبح نہ کر سکتا، انہیں سواری نہ بنا سکتا، ان کی ناک میں نکیل نہ ڈال سکتا، ان کا دودھ نہ پی سکتا، اور ان کے بالوں سے، ان کی اون سے اپنا لباس نہ تیار کر سکتا، ہمارا کام ان کی مقابلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے دانشی نے سنوارا، عقل و علم کے باعث ہم نے معاشی شطرنج کی یہ ...... بازی جیت لی؟

ایک اور لقمان

دُنیا میں بے شمار عبادت گاہیں ہیں، مدرسے ہیں، کالج ہیں، ان میں انسان ہی پڑھتے اور پڑھاتے دکھائی دیتے ہیں، عبادت انسان ہی کرتے ہیں، مذہب بنی نوعِ انسان کے لئے ہی ہے کوئی پرندہ شاعر نہیں، کوئی حیوان مصنف نہیں، فلسفی، صرفی، نحوی، واعظ اور صوفی نہیں، ہر قسم کی پابندیاں، ضابطے، قاعدے، قانون اولادِ آدمؑ کے لئے ہیں، کتا (؟) ہے، اپنے مالک کا وفادار ہے، مگر اپنی قوم کا غدار ہے، وہ ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ ایک ہڈی بھی دوسرے کتے کے منہ میں چلی جائے، بلی کو دیکھا، اس نے آنکھ کھولی، تو اسے کبوتر نظر آیا، اس نے اس کی گردن کا خون چوس لیا، اس سے فارغ ہوئی، تو ایک چوہے پر جھپٹی، اسے بھی کھا گئی، اس کے سامنے ایک بلی بھوکی کھڑی تھی، اسے یہ گوارا نہ تھا کہ اس چوہے کو ادھر بھگا دے تاکہ دوسری بلی اسے کھا لے، مرغی اپنے چوزوں کے لئے بڑے جتن کرتی ہے، مگر اسے دوسری مرغی کی کوئی پروا نہیں ہے، ہر پرندہ، ہر چرندہ، ہر درندہ اپنی غرض میں مگن ہے، بھینس کو دیکھا کہ اس کا فریضۂ حیات ہی یہ ہے کہ کھاتی رہے اور جگالی کرتی رہے، جن اوصاف کو خلق، مروت، ہمدردی، ایثار سے موسوم کیا جاتا ہے، حیوانات کا ان سے کوئی واسطہ ہی نہیں، حیوان کی تمام زندگی حیوانیت کے لئے وقف ہے، انسان میں حیوانیت بھی ہے، اور انسانیت بھی ہے، اس کے لئے زندگی کا دستور وہی موزوں ہو سکتا ہے، جو اس کی انسانیت کو پروان چڑھا سکتا ہو۔

رنگ، قد، ذوق

عام مشاہدہ یہ بھی ہے کہ انسانوں کے رنگ، قد، اور ذوق میں بڑا فرق ہے، کوئی شخص سانولا ہے، کوئی سرخ رو ہے، کوئی سفید مو ہے، کوئی نیلا ہے، کوئی پیلا ہے، کوئی گورا ہے کوئی سرو قد ہے، صنوبر نما ہے، کوئی بالشتیہ ہے، کوئی متوسط حیثیت کا ہے، کوئی دھان پان کا انسان اتنا ہلکا پھلکا ہے، کہ ایک پھلکا بھی نہیں کھا سکتا، کوئی اتنا لحیم و شحیم و جسیم ہے، کہ درجنوں روٹیاں کھا جانے کے بعد بھی یہی شکوہ کرتا ہے، کہ اس کی اشتہا پوری نہیں ہوئی، ایسے ہی ذوق اور انتخاب کا اختلاف بھی نمایاں نظر آتا ہے، لباس بھی وہی فٹ ہے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کے قد و قامت کے لئے موزوں ہو، معاشرہ یہ چاہتا ہے کہ اس بنا پر پوری مساوات ہو کہ کھانا سب کو ملے، کافی ملے، حسب منشا ملے، مگر یہ نہیں کہ جو ایک پھلکا ہضم نہیں کر سکتا، اسے دو روٹیاں کھانے پر مجبور کیا جائے، اور جو چاول کی آدھ پلیٹوں کا طالب ہے، اسے صرف ایک پلیٹ سے پیٹ بھرنے کو کہا جائے۔ طعام میں انتخاب اور ذوق کی رعایت بھی لازمی ہے، آدمی آزادی کو ٹھنڈے پانی اور پلاؤ کی رکابی سے زیادہ پسند کرتا ہے، وہ جانور نہیں ہے، آدمی ہے۔

تقسیم کار

انسانوں میں تقسیم کار بھی کارفرما ہے، کوئی زراعت کار ہے، کوئی صنعت کار ہے، کسی کا شغل تجارت ہے، کسی کا ذریعہ معاش ملازمت ہے، کوئی مزدور کار ہے، کوئی اجیر ہے، کسی کا دھندا صنعت ہے، کوئی سرمایہ کار ہے، کوئی خدمت گزار ہے، کسی کو روٹی اس کی مہارت کے باعث ملتی ہے، ملک کے لئے حکومت، زراعت، تجارت، ملازمت، صنعت، محنت اور مہارت کی اشد ضرورت ہے، حکومت کا کارپرداز اگر خط و کتابت کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے، تو وہ صبح آٹھ سے دو بجے تک وقت اپنے گھر کوئی خط روانہ کرنے میں صرف نہیں کرتا، بلکہ دوسروں کے لئے یہ کام کرتا ہے، کسان کو اگر محض اپنے کنبے کے لئے غلّہ کاشت کرنا ہوتا، تو اس کے لئے دن رات کاشت میں مصروف رہنے کی قطعاً ضرورت نہیں تھی، اسے تو بھارا ان داتا اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اسے ملک کا مفاد پیش نظر ہوتا ہے، یہی حال خیاط کا ہے، وہ بھی اپنے بچوں کے لئے ہی کپڑے نہیں سیتا، دوسروں کے لئے یہ کام کرتا ہے، کام کے دام وصول کرتا ہے اور اسی سے اپنی ضروریات خریدتا ہے، یہی کیفیت آہنگر، اور بافندے کی ہے، ہر فرد اپنی نجی شخصی ضرورت سے زیادہ محنت معاشرہ کے لئے کرتا ہے، وافر وقت، زائد محنت، فالتو مصروفیت، کا تبادلہ ہوتا ہے، مصنوعات بیچی جاتی ہیں، خریدی جاتی ہیں، پیداوار کی تقدیر بھی وہی ہے، کہ جو قسمت مصنوعات کی ہے، جس پل پر سے گزر کے ذریعے اسے بازار معاش میں آنا جانا ہوتا ہے، اور جس کشتی سے اس دریا کو عبور کیا جاتا ہے، اس کا نام ہے سکّہ، سرمایہ، دولت،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین مشہور ترین نظام

دیکھنا یہ ہے، کہ منڈی میں زراعت کا موزوں بھاؤ کیا ہو؟ دہقان اور صارفین کا لین دین بلاواسطہ طریق پر ہو، یا اس کے درمیانی اشخاص کی بھی حاجت ہے؟ وہ کون ہوں؟ ان کا مناسب حق الخدمت کیا ہو؟ اس سٹم میں سٹے بازوں کو بھی داخل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بازار میں تجارت کی واجبی نیت کیا ہو؟ کارخانہ میں سرمایہ کار کی حیثیت کیا ہو؟ صنعت کار، پختہ کار، خام کار کی اُجرت کیا ہو؟ مزدکار کس مُزد کا مستحق ہے؟ ارباب ملازمت کے لئے دفتر کیا انتظام کرے، ملازموں کے درجات کا معیار کیا ہو؟ کارپردازان حکومت کی تنخواہ کیا ہو؟ ہر شخص سے وہی کام لیا جائے، جس کی اس میں صلاحیت ہے، جسے وہ بہ سہولت سرانجام دے سکتا ہو، کیا اجرت، قیمت، بھاؤ، تنخواہ، صلہ میں کامل مساوات ہو، یا تفاوت ہو؟ تفاوت ہو تو اس کی بنیاد کیا ہو؟ علم کی رائے کیا ہے؟ جذبہ کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے؟ ان تمام امور کو جس نظام کے ماتحت سطے کیا جاتا ہے، اور ان الجھاؤ کا سلجھاؤ جس دستور کے ناخنِ تدبیر میں ہے، اس کا نام ہے معاشی نظام، اس وقت دُنیا میں زیر بحث یا مشہور ترین نظام تین ہیں، ایک ہے راس المالی (Capitalism) دوسرا ہے اشتمالی اور تیسرا ہے بیت المالی نظام، دیکھنا یہ ہے کہ چند دن حیوانوں کے لئے نہیں انسانوں کے لئے کونسا نظام فائدہ رساں ہے؟ معیار ہے انسان کی ہمہ گیر فلاح، یہ تصور غلط ہے کہ انسان کچھ نہیں، وہ بڑا کچھ ہے، ان نظاموں کی ماضی کیا ہے؟ ان کے داعیوں کا اعمال کیا ہے خیال کیا ہے؟ اور ان سے کس مستقبل کی توقع کی جاسکتی ہے؟ عملاً ہر نظام اس کا قائل ہے کہ

جو کچھ کہ جہاں میں ہے سب انسان کے لئے ہے،
آراستہ یہ گھر اسی مہمان کے لئے ہے،

ضرورت ہے، کہ انسان کو کچھ سمجھ لیا جائے، ایسا نہ ہو کہ کوئی شکوہ سنج ہو،

اے بعشقِ دیگراں دل باختہ،
جلوہ ہائے خویش را نشناختہ،

تو دوسروں کے عشق میں دل ہرا بیٹھا، تو نے یہ نہ دیکھا، کہ تو کیا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کیا ہے؟

اقبالؒ فرماتے ہیں ؎

بینی جہاں را و خود را نہ بینی (نوراً)
تا چند نادان غافل نشینی

تو جہاں کو دیکھتا ہے، مگر اپنے آپ کو نہیں دیکھتا، تو کب تک غافل بیٹھا رہے گا۔ یہ غفلت جہالت ہے۔ کسی نظام کو صرف اسی بنیاد پر اپنایا یا ٹھکرایا جا سکتا ہے، کہ وہ انسان کے لئے مفید ہے یا مضرت رساں ہے؟ اگر نافع ہے تو اسے اپنانا چاہئے، اگر باعث آزار ہے تو اس سے دامن بچانا چاہئے۔ اس کے لئے لازمی ہے، کہ یہ دیکھا جائے، انسان کیا ہے؟ مرض کی تشخیص بھی ضروری ہوتی ہے، اس سے بھی زیادہ یہ ضروری ہے، کہ مریض کی عادت، افتادِ طبیعت، مزاجی کیفیت، اور بدنی قوت کو ملحوظ رکھا جائے، بیسویں صدی کے مغربی مفکرین گذشتہ دو وحشت انگیز جنگوں کے آنکھوں دیکھے احوال، اور اثرات کے پیشِ نظر اس رائے کا اظہار کرتے ہیں، کہ اگر تیسری لڑائی ہوئی اور اس میں وہ آلاتِ حرب استعمال کئے گئے، جو دانشِ حاضر نے تیار کئے ہیں، تو تمدن اُجڑ جائے گا، تہذیب کا گھر تعذیب و تخریب کا شکار ہو جائے گا، ان کے نزدیک مصیبت کی علت یہ ہے، کہ انسان جہان سے آشنا ہو گیا ہے، مگر اس کی علمی نگاہوں سے اس کا اپنا وجود مستور ہو گیا ہے، اس نے فطرت کے اسرار کو بے نقاب کر دیا ہے مگر اس کی اپنی فطرت حجاب میں ہے، اس میں روح بھی ہے اور یہ صحیح ہے، کہ زندگی کے ڈرامے کا ہیرو روح ہے، وہ برات کا دولہا ہے، وہ انتظام قابلِ ستائش نہیں جس میں براتیوں کے لئے پُر لطف کھانوں، مزیدار چٹنیوں، اور شیریں و سرد پانیوں کا اہتمام ہو، مگر دولہا کے لئے کھانے کے ایک لقمے اور پانی کے چند قطروں کا بندوبست نہ ہو، راس المالی نظام، یا اشتمالی نظام فلسفۂ مادیت کے شجر کا پھل ہے، ان کی صورت مختلف ہے، اصل ایک ہے، ان نظاموں کے نزدیک انسان ایک ترقی یافتہ حیوان ہے، پروانۂ شمعِ جنسیت حیوان ہے، اقتدار کا شیدائی حیوان ہے، فخر اور بڑائی کا فدائی حیوان ہے، حیوان اور انسان دونوں ہی ایک شاخ کے غنچے ہیں، ان میں فرق صرف درجے کا ہے، جنس یا نوع کا اختلاف نہیں ہے، انسان اعلیٰ درجے کا حیوان ہے

ISLAMIC STUDIES UNIVERSITY 11550 3.4.74

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حیوان ادنیٰ حیثیت کا انسان ہے ، آدمی کی نوع الگ نہیں ، بنی نوعِ انسان کہنا ضابطہ مادیت کے رُو سے جائز نہیں ، یہ امر خلافِ منطق ہے ، مشاہدہ اس کی تائید نہیں کرتا ، نظر کی دوڑ ظاہر ہے ، باطن ہے ہی نہیں ، لہٰذا جس کا تعلق باطن سے بتایا جاتا ہے ، وہ قابلِ تسلیم نہیں ، کھری بات اور سچی حقیقت یہ ہے ، کہ حیوان اور انسان میں مساوات ہے ،

یکساں ہی رہی عاشق و معشوق کی قسمت ،
بلبل کا بھی دل چاک ہے ٹکڑے گلِ تر بھی ،

اُفقِ مادیت کے آفتاب

انیسویں صدی میں مادیت کا سورج غایت درجے کا چمکا دمکا ، نصف النہار پر پہنچا ، اس کا ایک روشن ستارہ تھا ، فاضل دانشور سر چارلس ڈاروِن (Darwin) آن کی تحقیق یہ ہے ، ایسے زمانے کی بات ہے ، کہ جو تصور میں آسکتا ہے ، نہ شمار میں لایا جا سکتا ہے ، برقی قوت کی ان گنت ، خیال تصور و وہم کی حد سے غایت درجہ کی مقدار کی لہریں نامعلوم فضا میں پھیلی ہوئی تھیں ، ان کا رنگ ، روپ ، سراپا ایک جیسا تھا ، یکایک ، ان میں اتفاقاً یونہی ایک جنبش جوش زن ہوئی ، اسی اتفاق ، اسی حادثہ ، کا نتیجہ یہ کارنامہ ہے ، ان لہروں میں اچانک گھراؤ اور سمٹاؤ نمودار ہوا ، ان سے دو قسم کی بجلی چمکی ابھری ، ایک مثبت (Positive) کہلائی ، دوسری منفی (Negative) کے نام سے مشہور ہوئی ، چمک دمک کی بولی میں مثبت سے نکلے پروتان (Proton) اور منفی سے برآمد ہوگئے الکتران ،

ان کے بیچ میں تھا ایک مرکز ، (Nucleus) ان کے ایسے ہی میل ملاپ سے ظاہر ہوگئے ، جو سنے سالمات (Molecules) ہر عالم کے سینہ کو چیر گیا ، اس سے نمودار ہوئے ذرّے ، جواہر (atoms) آجکل عالموں کے نزدیک ہر جوہر کے اجزاء ہیں کم و بیش ۱۵۰ ڈیڑھ سو ، اس دنیا میں جو اضطراب ہے ، انقلاب ہے ! پیچ و تاب ہے جو پریشانی ہے ، قصہ ہے کہانی ہے جولانی ہے ، سب کے پردے میں ذرّات جگمگا رہے ہیں ، نہیں معلوم کب سے ، ایسے ہی سمجھ لیجئے ، ابتدا میں مادّے کے یہ برقیے ، یہ پارے ، یہ ذرّے ، دھوئیں یا گیس کے گھومتے ہوئے گرجتے ہوئے ابدی بادل تھے ، یہ بادل اِدھر اُدھر ہٹ گیا ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھٹ گیا، اپنے محور کے طواف پر ڈٹ گیا، اس کا ایک ٹکڑا دوسرے سے کٹ گیا،
یہ ٹوٹ کوٹ کر سکڑتے سکڑتے ستاروں کے زرق برق لباس میں چمکے، ان کے بیچوں
بیچ سورج نے جھانکنا شروع کر دیا، کہیں آفتاب ہے، ماہتاب ہے، شہاب ہے، سیارے
ہیں، ان کا ایک چھوٹا سا پارہ ہے، زمین، یہ خشک تھی، اس کی سطح پر دریا تھے نہ سمندر،
نہ ندی نہ جھیل، اس کا غصہ فرو ہوا، شعلہ سرد ہوا، گرمی ٹھنڈی ہوئی، تو پانی کی جولانی
دیکھنے میں آئی، سمندر کے ساحل پہ تھا کیچڑ، پانی اس سے دور ہٹ جاتا، تو یہ خشک ہو جاتا،
پانی کی بوندیں اس کے قریب آئیں تو ان کے امتزاج سے زندگی کی تابندگی آغاز پذیر ہوئی،
ہوتے ہوتے نباتات اُگی، سمندری جانور تیرنے لگ گئے، پرندے محوِ پرواز ہوئے، زمین پہ
رینگنے والے کیڑے مکوڑے سانپ، دوڑے، حیوانات بڑے ظاہر ہوئے، ان کے بعد
اسی پلیٹ فارم پر انسان دکھائی دیا، اس کے ہونے کا مقصد کیا ہے؟ مادہ اس سے آگاہ
نہیں، وہ بے شعور ہے، اس موکل کا وکیل اور ترجمان ہے، علامہ دہیا مرزا دل،
جب موکل کو اپنی خبر نہیں، تو وکیل کیا کہے، ؟ حافظ شیرازی فرماتے ہیں،

حدیث از مطرب و مے گو و رازِ دہر کمتر جو،
کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت این معما را،

پینے پلانے کی بات کر، کوئی نغمہ چھیڑ، زمانہ کی اصلیت کی ڈھونڈھ ٹٹول میں فضول وقت
ضائع نہ کر، فلسفہ کی انگلی اس گتھی کو نہیں سلجھا سکتی، اکبر آبادی نے کیا پتے کی بات کہی ہے،

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں،
ڈور کو سلجھا رہا ہے پر سرا ملتا نہیں،

اسی عہد کے ایک اور ممتاز عالم نامور حکیم نفسیات میکڈوگل نے اپنی معرکۃ الآراء
تصنیف سوشل سائیکلوجی میں ثابت کیا ہے، کہ انسان ایک حیوان ہے، وہی کرتا ہے جو
اس کی سرشت میں ہے، سرشت از خود ہے، محقق ایڈلر فرماتے ہیں،
انسان دیوانہ اقتدار حیوان ہے، وہ غلبہ چاہتا ہے، محقق فرائیڈ رقم طراز ہے،
انسان اونچے پایے کا حیوان ہے، اس کا مدعا ئے حیات ہے جنسی رغبت کی بلا روک ٹوک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسکین ہے،

ارتقاء کے بعد کیا ہے؟

ان مفکروں، دانشوروں، فاضلوں، حکیموں نے یہ نہ بتایا کہ ارتقاء کے بعد کیا ہے، اس عُقدہ کو حل کرنے کے لئے فاضل کارل مارکس میدانِ تحقیق میں گامزن ہوئے انہوں نے فرمایا، کہ انسان ایک معاشی حیوان ہے، اقتصادی جانور ہے، کائنات نے انسانی مرحلہ کی چوٹی پر اپنا رُخ معاشی و اقتصادی ارتقاء کی جانب کر لیا ہے، انسان ذرات کی ساختہ پرداختہ ایک کل ہے، جسے روٹی کا ٹکڑا، کپڑا، اور جھونپڑا نہ ملے، تو بے کل ہو جاتی ہے، اس بے چینی کو دور کرنے، اور اپنے آپ کو اطمینان سے محظوظ و مسرور کرنے کے لئے یہ اتفاق و حادثہ سے بنی ہوئی مشین عالمگیر اشتراکی و اشتمالی انقلاب کی جانب رواں ہے دواں ہے، یہ فاضل اشتمالی نظام کا بانی اور داعی ہے، فرائیڈ فحاشی عیاشی کی منزل کا راہبر ہے، ایڈلر مُوجد نظریۂ اقتدار و غلبہ و وقار ہے، یہ بجمالِ خولیش دانائے راز، ممتاز حضرات رأس المالی نظام کے مادہ پرست سرپرست ہیں، ان کے جلائے ہوئے چراغ بجھے نہیں، ان کی روشنی دُنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے پھیلتی جا رہی ہے، انہوں نے انسانی جسم و روح کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔

انہوں نے بتایا کہ "ذہن کے اربوں خانے ہیں، دل کے خانوں کی انتہا نہیں، معدہ کے خلیات شمار میں نہیں لائے جا سکتے، ان نظام ہائے فلسفہ، نظریہ ہائے فکر و نظر کا مغز، نچوڑ، خلاصہ اور عطر یہ ہے کہ کامل انسان وہ ہے، کہ جس کا معیارِ حیات بے حد اونچا ہے، یہ فلسفے مختلف دریا ہیں، جو مسرت، لذت، قوت، شوکت، اعتبار، اقتدار کے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں، مقصد یہ ہے کہ انسان کو زیادہ سے زیادہ لذت و راحت میسر ہو، عقاب کا سرور اس میں ہے کہ کبوتر اس کے سامنے تڑپے، شیر اس وقت سیر ہوتا ہے، جب ہرنی کا خون پی لیتا ہے، بڑے درخت کا نشو و نما اس میں ہے، کہ چھوٹے چھوٹے پودے، اور ان کی جڑیں اس میں جذب ہو جائیں) وہ ان کے اور سورج کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، ان کی خوراک بڑے درختوں کی پھینکی ہوئی ہڈیاں ہیں، جو ہے کے ذرات کچھ اس ڈھب سے ایک دوسرے سے مرتبط ہو گئے ہیں، کہ ان سے جو ہیولیٰ طیار ہو، وہ بلی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوراک بن جائے، گھاس نے مٹی کھائی، گھاس بکری کا کھاجا بنی، چیتا بکری کو کھا گیا، زندہ وہی رہے گا، جو زندہ رہنے کی صلاحیت سے بہرہ مند ہوگا، ڈاکو حق رکھتا ہے، کہ اپنے سے جسمی لحاظ سے کمزور فلسفی منطقی کو لوٹ لے، وجہ یہ ہے، کہ ڈاکو کے بدن اور ذہنی جن سالمات سے طیار ہوا، ان کا طبعی تقاضا یہ ہے، کہ لوٹ کھسوٹ سے کام لیا جائے، فلسفی اپنی ہستی کا بقا چاہتے ہیں، تو وہ دوسروں کو فنا کے گھاٹ اتارنے کی طاقت پیدا کریں، جو کچھ ہوا ہے، جو ہو رہا ہے، جو ہوگا، مادے کی بنا پہ ہوا، برقی پارے ہی اس کشتی کے ناخدا ہیں، روح ہے ہی نہیں، تو اس کے اطمینان کا سوال ہی وہم ہے، جنون ہے، افیون ہے اخلاق خواب ہے، سراب ہے، یہ مشین یوں ہی چل رہی ہے، اس کا کوئی محکمہ نہیں جس کا بازو قوی تر ہے، وہ اس کی ہستی کو مٹا سکتا ہے، اور دوسروں کو پرے ہٹا سکتا ہے ایک کہتا ہے، اصل شے ہے روٹی کا ٹکڑا، کپڑا، جھونپڑا، دوسرا گویا ہوا یہ تنگ نظری ہے اصل شے ہے لذیذ ترین روٹی، شراب و کباب، فطری لباس ہے عریانی، بے حجابی، سر چھپانے کے جھونپڑے نہیں میکدے، نعمت کدے، عشرت کدے مطلوب ہیں، چوتھے کا دعوے یہ ہے، اصل شے ہے اختیار، تم کہتے ہو، کیوں ایک پلاؤ اڑائے، اور دوسرا خشک روٹی کھائے، ہم کہتے ہیں کیوں ایک گورنر ہو اور دوسرا اردلی ہو، عیاشی، پوشاک، اور خوراک، اور اقتدار و اختیار میں مساوات کلی کے بغیر امن ممکن نہیں،

عجیب و غریب اتفاق ؟!

دنیا بنتے ہوئے ڈارون صاحب نے نہیں دیکھی، ہم نے بھی نہیں دیکھی، سورج کو ہم نے بھی دیکھا ہے، دیکھ رہے ہیں، یہی حال ان فاضلوں کا تھا، علم والے بتلاتے ہیں، کہ آفتاب زمین سے نو کروڑ تیس لاکھ میل دور ہے، اس کی روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی ثانیہ کی رفتار سے آٹھ منٹ میں ہم تک پہنچ جاتی ہے، اس کے بغیر ہمارا کوئی کاج نہیں ہو سکتا، بتایا جاتا ہے، کہ یہ نیرِ اعظم یہ آفتاب عالم تاب، کہکشاں، کا ایک معمولی سا ستارا ہے جو ہماری زمین سے نزدیک ہے، ویسے ہم سے قریب ترین ماہتاب ہے، جو ان دنوں روسی، اور امریکی خلا نوردوں، فضا گردوں کی زد میں ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی حیثیت کچھ نہیں، ایک کہکشاں میں کروڑوں سورج ہیں، اور کہکشاں اتنی ہیں کہ ان کو مبصرینِ فلکیات گن نہیں سکے، ایسے مہرِ تاباں و درخشاں بھی ہیں، جن کی ضیا کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار فی سیکنڈ ہے، مگر وہ ہم تک لاکھوں سال کے بعد پہنچتی ہے، اور ہماری زندگی کا عام اندازہ تیس سال سے زائد نہیں ہے، اگر سورج اپنے مقام سے ہٹ کر ہماری طرف آجائے، تو اس کی ہلکی سی حرکت ہمیں فنا کے گھاٹ اتار دے، ہم جل جائیں، دنیا بھسم ہو جائے، راکھ ہو جائے، اگر پیچھے کو رُخ کر لے، تو ہم شل جائیں، دنیا برف کی بن جائے، ہم جس ہوا میں سانس لیتے ہیں، اس میں دو گیسیں، ایک کا نام ہے آکسیجن اور دوسری کو کہتے ہیں، ہائیڈروجن، ان دو اجزا کی ایک مقررہ مقدار ہے، اس میں ہلکی سی کمی بیشی ہوا کو نابود کر سکتی ہے، اور ہماری ہوا اکھاڑ سکتی ہے، ہماری ایماندارانہ رائے یہ ہے ہم کبھی نہیں مان سکتے، کہ زمین، سورج، کہکشاں، سیاروں، ستاروں، ماہتابوں، شہابوں، پانی، ہوا، آگ، مٹی کی ہستی کسی حادثہ یا اتفاق کا نتیجہ ہے، جو حضرات ان اشیاء اور اس نظامِ کائنات کو اتفاقِ محض کا کرشمہ قرار دیتے ہیں، ان سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

ہماری شخصیت

ہم جانتے ہیں، کہ کسی مقام پہ ہمارا تعارف یہ ہے، کہ ہم فلاں دفتر یا ادارہ میں کام کرتے ہیں، ایسے بھی ہیں، جو ہمیں اس لئے پہچانتے ہیں، کہ ہم اس خاندان کے ارکان ہیں، کوئی ہمیں باپ، کوئی بیٹا، کوئی بھائی، کوئی بھانجا، کوئی داماد کے لحاظ سے پہچانتا ہے، اگر ان نسبتوں، اضافتوں، رابطوں کو ہٹا دیا جائے، تو ہماری جان مبتلائے عذاب ہو جائے، ہم نے اپنا بچپن بھی دیکھا، آنی جانی جوانی بھی دیکھی، آ کر نہ جانے والا بڑھاپا بھی دیکھ رہے ہیں، ہمارے جسم میں پدم ہا خلیے ہیں، ہر خلیہ خون کی وجہ سے زندہ ہے، تابندہ ہے، ہم بھی ذرات سے بنے ہیں، اس وقت ہمارے جو ذرے ہیں وہ ان سے جداگانہ نشان رکھتے ہیں، جو جوانی میں تھے، ہمیں ذاتی تجربہ بتاتا ہے، کہ طفولیت کے اثرات کیا تھے، جوانی کے جذبات کیا تھے، اور پیری کے تفکرات کیا ہیں، ہم سے ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص کہتا ہے، یہ ہے آپ کی دستاویز، یہ ہے آپ کا عہد، کہ آپ اسے فلاں تاریخ کو ایک ہزار روپیہ ادا کر دیں گے، ہم جانتے ہیں، کہ یہ وعدہ ہم نے ۱۹۴۷ء میں کیا تھا، اس وقت برطانیہ کا روپیہ ملک کا سکہ تھا، ہماری عمر اس وقت ۲۵ سال کی تھی، ہم جسم ذاتی لحاظ سے ۱۹۷۱ء میں وہ نہیں ہیں جو ۱۹۴۷ء میں تھے، تاہم ہمارا فرض ہے، کہ ہم روپیہ ادا کر دیں، اس لیے کہ اس وقت بھی ہم تھے اور اس وقت بھی ہم ہی ہیں، ہم سے مقصود ہماری روح ہے۔ ۲۰ ویں صدی کے مغربی منکرین کہتے ہیں، کہ دنیا اتفاق کا ثمرہ نہیں ہے، مادہ توانائی میں تبدیل ہو جاتا ہے، توانائی کی اصلیت قوت ہے، یہ نظر نہیں آتا، کہ قوت کس کی ہے؟ لیکن یہ ماننا لابدی ہے، کہ کوئی قدیر ہے، دنیا میں نظم ہے، اس کا خالق علیم ہے، حکیم ہے، وہ کون ہے وہ ہم نہیں جانتے۔

ہمارے مشاہدات ہماری معلومات

(۱) ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم زندہ ہیں (۲) ہم پورے وثوق سے یہ کہتے ہیں، کہ ہمارا مشاہدہ درست ہے، ہمارا تجربہ صحیح ہے، کہ ہر شے میں کچھ صلاحیتیں ہیں، ان صلاحیتوں کا نشوونما وارتقا ہی زندگی ہے، جو درخت پھل نہیں دیتا وہ مردہ ہے، جو کھیت ہرا بھرا ہے وہ زندہ ہے، (۳) جس نظام کے ذریعے زندگی حاصل ہوتی ہے اسے کہتے ہیں نظام حیات (۴) ترقی، زندگی کے لئے لابدی ہے، کہ ایک شے کا دوسری شے سے ربط ہو، اس کا کوئی ضابطہ ہو، کسی شے کے لیے بھی وزن موزوں ہے، اس میں کمی بیشی اس کی افادیت وصلاحیت پر اثر انداز ہوتی ہے (۵) اچھا انجام، اچھا اقدام وہی ہے جو ہمیں پروان چڑھائے، ہمیں آگے بڑھائے، ہر ایک کی ایک منزل ہے کوئی زندگی بے مقصد نہیں، لہٰذا یہ ثمرہ اتفاق یا نتیجہ حادثہ نہیں ہے (۶) ہمارا مشاہدہ ہے کہ بطخ کا بچہ پیدا ہوتے ہی پانی کی طرف لپکتا ہے، ماہی (مچھلی) کو پانی سے جدا کر دیا جائے، تو مضطرب ہو جاتی ہے، ہم اسے کھاتے ہیں، اس کے ایک ذرے کا انجذاب جسم میں ہوتا ہے، ہمیں پیاس کا احساس ہوتا ہے، یہ اس محبت کا اثر ہے جو ماہی کو آب سے ہے، (۷) مرغی کا چوزہ انڈے سے باہر آتے ہی تھوڑے عرصے کے اندر زمین سے دانا دنکا چگنے کے قابل ہو جاتا ہے (۸) بکری، گائے، بھینس گوشت نہیں کھاتی، (۹) چیتا اور شیر بھوکے مر جائیں گے، مگر گھاس کے تنکے، پھل کے چھلکے اور پیڑ کے پتے کو منہ نہیں لگائیں گے، سوال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے، ایسا کیوں ہے؟ جواب یہ ہے، ان کی سرشت، ان کی جبلّت، اور ان کی فطرت ایسی ہی ہے، ان کی زندگی اس سے ہے، کیا یہ فطرت نوزائیدوں کے اتفاقی امتزاج کا ثمرہ ہے؟ صحیح جواب یہ ہے: اس میں کسی فاطرِ فطرت کا یدِ قدرت و حکمت کارفرما ہے،

صاحبِ اختیار ہستی

پانی ہمیشہ جانبِ نشیب بہتا ہے، ٹھنڈک کے ایک خاص درجہ پر جم جاتا ہے، ایک خاص درجہ حرارت پر بھاپ بن جاتا ہے، بخارات بن کر اوپر اڑتا ہے، جہاں تک جا سکتا ہے جاتا ہے رُک جاتا ہے، تو برستا ہے، جانور کی جو خواہش ہے، وہ بہرصورت اس کی تکمیل کے درپے ہوتا ہے، اس کا اضطراب یہی ہے، کہ اس کی فطری رغبت بہرصورت پوری ہو، اس کی رغبت، جبلت ناقابلِ تغیر ہے، اس میں لچک نہیں، اس بہاؤ میں کوئی رکاوٹ نہیں، اسے اپنا بقا مطلوب ہے؛ اپنی طبعی حس کو بروئے کار لانا اس کا وظیفۂ حیات ہے، اسے جبراً روکا جا سکتا ہے، وہ اپنی خوشی سے نہیں رکتا، جو جذبہ قوی ہے، وہ کمزور جذبہ پر حاوی ہے، انسان بھی خوراک، پانی، بقائے نسل، حفظِ خودی، بقائے حیات کے لئے قدرتی صلاحیتوں سے بہرہ ور ہے، لیکن وہ طبعی خواہشات کو روک بھی سکتا ہے، وہ صاحبِ اختیار ہستی ہے، اس کی ہر حرکت اضطراری نہیں، ارادی ہے، وہ رعشہ زدہ ہاتھ نہیں، کہ ہر وقت خواہ مخواہ کانپتا ہی رہے، وہ مقصد کے لئے بھوک بھی گوارا کر سکتا ہے، وہ جان بھی دے سکتا ہے، اور اس پر اظہارِ فخر کر سکتا ہے، وہ ایثار کا پیکر ہے، ہمدردی کا مجسمہ ہے، اس میں درد ہے، صرف انسان ہی یہ کہہ سکتا ہے،

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر،
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے،

انسان کی زندگی بڑے ضابطہ اور اصول کی زندگی ہے، وہ اپنے بچوں کے لئے، عزیزوں کے لئے، کنبے کے لئے، دوستوں کے لئے، ملک کے لئے، قوم کے لئے قربانی کر سکتا ہے، غلط ہے وہ فلسفہ جو انسان کو اعلیٰ درجے کا حیوان تصور کرتا ہے، غیر مفید ہے، وہ نظام جو آدمی کو اس کے مقام سے گراتا ہے، نہایت ہی ضروری ہے، کہ انسانی زندگی کا مقصد ملحوظ رکھا جائے، دیکھا جائے، وہ کیوں افضل ہے، اکمل ہے، اعلیٰ ہے، اشرف ہے، دنیا کی پوری تاریخ شاہد ہے، کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان ہی ہے جس نے نصب العین کے لئے اپنا آرام، اپنی جان، اپنا مال، قربان کیا ہے، اس کی اس امتیازی خصوصیت سے فائدہ اٹھانا ہر اس انسان کا فرض ہے، جو انسان کا خادم اور بہی خواہ ہونا موجب فخر تصور کرتا ہے، ظاہر و باہر ہے، کہ اگر انسان کا فطری تقاضا صرف یہی ہے، اور یہی اس کی زندگی کا مدعا ہے، کہ وہ اچھی سے اچھی روٹی کھائے، بہترین پوشاک پہنے، دوسروں پر اپنا اقتدار جمائے، سب کو مغلوب کرے، اور خود غالب بن جائے، اقتدار اس کی مٹھی میں ہو، اختیار پر تصرف اس کا ہو، حکومت اس کی ہو، تو اس سے دنیا میں ناقابل اختتام جنگ وجدل کے دروازے کھل جائیں گے، انسان اس صورت میں لازمی ہوگا کہ مادی حسی لذائذ کو اپنا مدعا بنالے، فرائیڈ کے فلسفہ کے مطابق انسان جنس اشتہا کا انتہا درجے کا بھوکا حیوان ہے، اوّل تو وہ اس باب میں پرندوں، چرندوں، اور درندوں سے بڑھ نہیں سکتا، دوسرے یہ ہوگا، کہ انسان نہایت ہی ذلیل قسم کا جانور بن جائے گا، کسی ملک کے وسائل اتنے نہیں ہو سکتے، کہ اس کے ہر باشندہ کو عیاشانہ خوراک، اور جنسی اشتہا کی بلا روک ٹوک تسکین کے سامان میسّر آجائیں، یا اس کا تمام دیگر ممالک واقوام پر غلبہ ہو جائے، یہ نقطہ بے ہولناک فسادات کا موجب بن جائیں گے: دل نہیں بدلیں گے، تو جذبات میں تبدیلی نہیں ہوگی، اگر جذبات کا مقصد مادی عروج وسرور ہی رہا، تو تیسری جنگ ضرور ہوگی، آج ٹھنڈی ہے کل گرم ہوگی۔

سب سے بڑی تمنا

انسان کائنات کا خلاصہ ہے، سب کچھ اس میں سمایا ہوا ہے، یہ ادراک کا پتلا ہے فہم و فراست کا پیکر ہے، کونسی تصویر ہے، جس کا عکس اس کے حافظہ کے کیمرہ کے دائرہ سے باہر ہے، اس کی قوت فیصلہ لاجواب، اس کا مادہ غور و فکر بے نظیر، اس کے جذبات محبت، نفرت، غیرت، حمیت کے سمندر کی گہرائیوں کو کون ناپے، کس میں طاقت ہے کہ وہ ان کی تہ تک پہنچے، اس کی قوت ارادی اپنی مثال آپ، اس کا دل، اس کا ذہن، اس کی روح جیسی نعمت کسی اور مخلوق کو میسر نہیں، اس کی تمناؤں کا دائرہ بے حد وسیع، اس کی صلاحیتیں، خاصیتیں، حیرت انگیز، ہر بشر کی آرزو یہ، کہ اس کی جوانی سلامت رہے، اس کی عمر بہت زیادہ ہو، مگر بڑھاپا اس کے دامن کو چھونے نہ پائے، وہ دائماً زندہ رہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائندہ رہے، تابندہ رہے، درخشندہ رہے، فرخندہ رہے، تندرست رہے، چاق و چوبند، چست رہے، غم اس کے نزدیک نہ آئے، وہ کبھی افسردہ، پژمردہ اور آزردہ نہ ہو، سب چاہتے ہیں کہ نہ مریں، مگر مرتے سب ہیں، ہر ایک کی خواہش ہے کہ وہ دکھی نہ ہو، مگر دکھ سے مفر نہیں، انسان نے ہر دور میں سعی کی کہ اسے موت سے نجات مل جائے، مگر ایسا نہیں ہو سکا، ایسا نہیں ہو رہا، اس کی وجہ کیا ہے؟ ماننا پڑتا ہے کہ کوئی وجود ایسا ہے کہ جس کی قوت تمام گذشتہ، موجودہ، انسانوں کی مجموعی قوت سے بہت ہی زیادہ ہے، وہ جو چاہے کر سکتا ہے، اس سوال سے ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے، کیا ہم اپنی مرضی سے دنیا میں آئے ہیں؟ ہم نے اپنے آپ کو بنایا ہے؟ جس سانچے میں ہم ڈھلے ہوئے نظر آتے ہیں، کیا وہ ہماری اپنی ساخت ہے؟ واقعہ یہی ہے، جس کا اظہار شاعر نے یوں کیا ہے، ؎

لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے،
اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے،

یہ حیات کیا ہے؟ یہ قضا کیا ہے؟ ہاں لیا ہم خود نہیں آئے، اپنی مرضی سے جائیں گے نہیں، مگر کہاں سے آئے ہیں؟ ہمیں کون لایا ہے؟ شاعر نے سچ کہا، ؎

تمناؤں میں الجھایا گیا ہوں،
کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں،
میرے آنے کا مطلب ان سے پوچھو،
میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں،

تضاد اور اتحاد

راس المالی اور اشتمالی نظام ہائے معاش کے مفکروں اور دانشوروں کے تصورات اور ارشادات میں غایت درجے کے اختلافات ہیں، ان میں تضاد کے باوجود یہ اتحاد بھی ہے، کہ ان کا مدعا یہ ہے، کہ حیات مادی کو بہتر، برتر اور خوشگوار بنایا جائے، مقصد میں وحدت ہے، طریقہ ہائے حصول مدعا میں غضب کا تفاوت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے ، راس المالی بوژوا جمہور خدا ، روح ، عقبیٰ کے یکسر منکر نہیں ہیں ، ان کے ارادت کیش صاحبانِ اختیار اپنے مذہب کی اشاعت پر اربوں ، کھربوں روپیہ صرف کرتے ہیں ، ان کے اذہان دینی اقدار سے مطلقاً خالی نہیں ہیں ، مگر ان کے معاشی نظریوں کا کوئی جزو بھی ان کے اس مذہب کی تعلیمات اور ان کے اکابر کے اعمال و اقوال پر مبنی نہیں ہے ، انہوں نے اپنی عقل ، اپنے مشاہدات ، اپنے تجربات اور سائنسی معلومات کی روشنی میں اپنی منازل مقرر کی ہیں ، سائنس کی نظر صرف ان حقائق پر ہے جو دکھائی دیتے ہیں ، جو محسوسات کے دائرے میں ہیں ، ان کی توجہ کا مرکز ظاہر ہے ، مرئی ہے ، باطن اور غیب سے ان کا واسطہ نہیں ہے ، ان کے نظام کے اشد دشمن اشتمالی نظام کے مفکرین اور محققین ہیں ، ان کی تحقیق یہ ہے ، کہ اول الذکر فلاسفروں ، معاشی فاضلوں ، سیاست کاروں نے دُنیا کو پامال کر دیا ہے ، چند ایک نفوس کو نہال کر دیا ہے ، اور اکثریت پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا ہے ، انہوں نے مزدکاروں ، صنعت کاروں ، کشت کاروں کو لوٹنے کھسوٹنے کے لئے جو تباہ کن حربے استعمال کئے ہیں ، ان میں ایک حربہ کلیسا ، مذہب ، آخرت ، اور نام نہاد روحانی کردار کا چرچا ہے ، اس دُنیا کے سوا کوئی اور دُنیا نہیں ، کائنات محض مادہ ہے ، جو کچھ ہے ذرات کے اتفاقی میل ملاپ کا کرشمہ ہے کوئی عاقبت نہیں ، کوئی روحانیت نہیں ، جب تک تمام ملکی دولت پر ارباب محنت کا تسلط نہیں ہوگا ، انسانوں کو عافیت کا سانس بھی نصیب نہیں ہو سکتا ، کھانے پینے پہننے رہنے سہنے میں کامل مساوات چاہیئے ، ان کا فلسفہ یہ ہے ، کہ حکومت کا وجود بھی نابود ہونا چاہیئے ، سیاسی مساوات ، اختیار و اقتدار میں مساوات کے بغیر معدے اور پیٹ کی مساوات بے معنی ہے ، سرمایہ کار ، اشتراکی ، مذہب کے علمبردار کی ہستی ناقابل برداشت ہے ، اس بین اختلاف کے باوصف دونوں کے نزدیک دنیوی زندگی سے مراد یہ ہے ، کہ انسان کو زیادہ سے زیادہ حسی لذت ، مادی راحت ، جسمانی صحت ، عشرت و مسرت میسر ہو ، دونوں نظاموں کے دلدادگان جن معاشی مفکرین کو اپنے قائدین مانتے ہیں ، انہیں تسلیم ہے کہ آدمیوں میں ایسے جذبات ہیں جو دیگر حیوانوں سے متفاوت ہیں ، ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہستی جداگانہ معلوم ہوتی ہے، انہیں حیوانات کو مسخر کرنے کا حق ہے، ان کا جانوروں کا گوشت کھانا کوئی معاشی ظلم نہیں ہے، ان کی پیٹھوں پر سوار ہونا اقتصادی جرم نہیں ہے، خلاف آئین نہیں ہے، یہ بھی صحیح ہے، کہ دنیا میں آنے اور دنیا سے جانے میں آدمی کی اپنی مرضی اور اپنے انتخاب کا کوئی دخل نہیں ہے، انسان کا وجود اس کے ارادہ کی تخلیق نہیں ہے، جیسے کائنات کی ہر شے کرشمۂ اتفاق ہے، ثمرۂ حادثہ ہے، ایسے ہی انسان کا حال بھی ہے، راس المالیوں اور اشتمالیوں کے اس عمل میں وحدت کی جھلکیاں عکس ریز ہیں، کہ ان کے نزدیک ان کے فلسفہ کی صداقت و معقولیت کی واضح برہان یہ ہے، کہ ان کی بری، البحری، فضائی، خلائی، ہوائی فوج اپنا جواب نہیں رکھتی، خلانوردی، فضا گشتی، تسخیر شمس و قمر کی مہمات میں ان کا قدم سب سے آگے ان کی پرواز سب سے اونچی ہے، دنیا کی ہر قوم ان کی محتاج ہے، دستِ نگر ہے، ان کا مقابلہ اس میں ہے، کہ کس کے ہاں کی پیداوار فی ایکڑ مقابلۃً زیادہ ہے، کس کی مصنوعات زیادہ پائدار، زیادہ شاندار ہیں، کس کے باشندے رقص، سرود، شراب، کباب، عریانی، بے حجابی، قمار بازی، سگرٹ نوشی، آرائش، زیبائش، میں گوئے سبقت لے گئے ہیں، کس کا لباس زیادہ دلفریب ہے، دیدہ زیب ہے، کون گوشت، مٹھائی پھل، زیادہ کھاتا ہے، مے زیادہ پیتا ہے، کسے زیادہ آزادی، بے باکی، اور خود آرائی میسر ہے، بیشتر دولت کس کے پاس ہے، بلندی کا معیار تموّل ہے، اختیار ہے، حکومت ہے، حریت ہے، عشرت ہے، دائرہ اثر و رسوخ کی وسعت ہے، جدید ترین مہلک ترین آلات حرب کی کثرت ہے، درآمد، برآمد کے میدان میں سبقت ہے۔

امریکہ، روس اور چین

امریکہ دنیا کا سب سے بڑا عیسائی ملک ہے، عیسائیت کی نشر و اشاعت پر کوئی ملک اس سے زیادہ اپنے مذہب کی تبلیغ پر روپیہ صرف نہیں کرتا، اس کے ساتھ ہی وہ ممتاز ترین راس المالی اقلیم ہے اس کے سیاسی فلسفہ یا معاشی نظام کا کوئی جز و بھی نصرانیت پر مبنی نہیں ہے، متی کی انجیل شریف کے ۱۹ ویں باب میں ہے،

"یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا، میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ دولتمند کا آسمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بادشاہی میں داخل ہونا مشکل ہے، اور پھر تم سے کہتا ہوں، کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے آسان ہے، کہ دولتمند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو،
شاگرد یہ سن کر بہت ہی حیران ہوئے، اور کہنے لگے، پھر کون نجات پا سکتا ہے؟
یسوع نے ان کی طرف دیکھ کر کہا، یہ آدمیوں سے تو نہیں ہو سکتا، لیکن خدا سے سب کچھ ہو سکتا ہے"!

الفاظ واضح ہیں، اس عبارت کا مفہوم وہی ہے، جو مقدس یسوع کے مقدس شاگردوں (حواریوں) نے سمجھا، حضرت یسوع نے بھی اس مفہوم کی تصدیق فرمائی۔

سیدھی بات ہے، کہ اس ہدایت نصرانیت کے رُو سے امریکہ کی نجات مشکل ہے، ظاہر و باہر ہے، کہ اس کے راس المالی نظام کو نصرانیت کی تصدیق حاصل نہیں ہے، اس مقدس کتاب کے ۲۲ ویں باب میں ہے، کہ جناب یسوع سے پوچھا گیا "قیصر کو جزیہ دینا روا ہے یا نہیں؟ یسوع نے ان کی شرارت جان کر کہا، اے ریاکارو، مجھے کیوں آزماتے ہو؟ جزیہ کا سکہ مجھے دکھاؤ، وہ ایک دینار اس کے پاس لائے، اس نے اُن سے کہا، یہ صورت اور نام کس کا ہے؟ انہوں نے اس سے کہا، قیصر کا، اس پر اس نے ان سے کہا، جو قیصر کا ہے قیصر کو، اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو"۔ یہ عبارت بھی واضح الدلالت ہے، یسوع کی بادشاہت روحانی یا آسمانی نوعیت کی تھی، وہ قیصر کو جائز حاکم تصور فرماتے تھے، حکومت اس کا حق تھا، اس کا بھی حصہ تھا، خدا کا بھی حصہ تھا، یہاں یہ دکھانا مطلوب ہے، کہ مسیح دُنیوی فرمانروا نہیں تھے، اُن کے عہد میں حکومت قیصر کی تھی، ان کی نہیں تھی، وہ بھی ضوابطِ قیصر کے پابند تھے، وہ قیصریت کو تسلیم فرماتے ہیں، امریکہ کا سیاسی نظام ابراہام لنکن ایسے مفکرین کے افکار پر استوار کیا گیا ہے، اس میں یسوع مسیح کی تعلیم کا کوئی شائبہ بھی کارفرما نہیں ہے، راس المالی دستور کا فخر اس کی عشرت آفرینی اور تعیش آبادی ہے، مگر مقدس انجیل متی باب ۵ کا بیان ہے، کہ یسوع مسیح نے ارشاد فرمایا۔

"جس کسی نے بری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔ پس اگر تیری دہنی آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے، تو اسے نکال کر اپنے پاس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھینک دے، کیونکہ تیرے لیے یہی بہتر ہے، کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا رہے، اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ ڈالا جائے، اور اگر تیرا دہنا ہاتھ تجھے ٹھوکر کھلائے، تو اس کو کاٹ کر اپنے پاس سے پھینک دے، کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے، کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا رہے، اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ جائے۔"

یہ عبارت بھی اپنی وضاحت آپ فرما رہی ہے، کھلی بات ہے "امریکہ میں پردہ نہیں ہے" بے نوری عام ہے، عیسائی بھائی مستورات کے لئے پردہ کے قائل نہیں ہیں، کیا یہ ممکن ہے، کہ بزم میں عورتوں اور مردوں کا یکجا اجتماع ہو، پردہ نہ ہو، مرد کی آنکھ عورت پر نہ پڑے، اور عورت کسی مرد کو نہ دیکھے، کوئی کتاب یہ نہیں بتاتی، کہ کبھی کسی عیسائی بزرگ، کسی مقدس پادری نے ہی اپنی آنکھ نکال کر اپنے پاس سے پھینک دی ہو، کیا یہ صورت اس حقیقت کی مصداق نہیں ہے؟

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای،
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش،

کسی کو حکم دیا جائے، کہ اس وقت جبکہ دریا طغیانی پر آئے، وہ اس میں سے تیر کر دوسرے ساحل پر آ جائے، مگر نہ اس کا ہاتھ تر ہو، نہ اس کا کپڑا بھیگے، اس حکم پر بحث مطلوب نہیں، دکھانا یہ ہے، کہ اپنے کلچر، اپنے تمدن، اپنی عیاشی و بادہ نوشی پر ناز کرنے والا راس المالی نظام یہ دعوے کر سکتا ہے، کہ اس نظام میں کوئی چاشنی تعلیم انجیل کی جھلک ہے!

راس المالی نظام کا گھمنڈ یہ ہے، کہ وہ چاند پر متصرف ہے، آسمانوں سے بم باری کر سکتا ہے، اس کے راکٹ بے نظیر ہیں، اس کے میزائیل لاجواب ہیں، اس کی آبدوز کشتیاں عالم کے طیارے، اس کے ٹینک اپنی مثال آپ ہیں، یہ فخریہ ناز بے تکبر بجا ہے، اس کے ساتھ ہی یہ نظام انجیل کی اشاعت کے لئے پیسہ پانی کی مانند بہا رہا ہے، انجیل کا ارشاد ملاحظہ ہو، مسیح فرماتے ہیں،

"تم سن چکے ہو، کہ کہا گیا تھا آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت،

لیکن میں تم سے کہتا ہوں، کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا، بلکہ جو کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے، دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے، اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرا کرتا لینا چاہے، تو چوغہ بھی اسے لے لینے دے، جو تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے، اس کے ساتھ دو کوس چلا جا"۔ (متی شریف باب ۵)

راس المالی نظام

یورپ کی دو جنگوں کی روداد پڑھو، تیسری کی تیاری کے کوائف پر توجہ کرو، روز روشن کی مانند عیاں ہو جائے گا، کہ راس المالی نظام یسوع مسیح کے احکام اور اس کے پیام کو کس بے باکی اور بے التفاتی سے ٹھکرا رہا ہے، اور عوام کو انجیل شریف کے مطالعہ کی رغبت دلا رہا ہے، اس نظام کے ماتحت جو عہدالنبیں کار فرما ہیں، ان کے مقدمات کو پڑھو، اور ان کا مقابلہ ان ہدایات سے کرو، جن کی اشاعت پر لاتعداد ڈالر خرچ کیے جا رہے ہیں، سچ ہے، ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور، کھانے کے اور، عیسائیت رہبانیت ہے، اس کی تعلیم یہ ہے، کہ دنیا سے کنارہ کشی کی جائے، تجرد کو اپنایا جائے، آج یورپ میں علم و فضل کے لحاظ سے جو مقام جرمنی کو حاصل ہے، عیسائیت سے پہلے یونان کو میسر تھا، اس ملک کو فلسفہ، منطق، شاعری، موسیقی، ہیئت، سیاست، علم و حکمت کا گہوارا کہا جاتا تھا، جب اس دیار کے باشندے عیسائی نہیں تھے، علوم و فنون کے آفتاب و ماہتاب تھے، جب انہوں نے نصرانیت کو قبول کر لیا، ان میں سے ایک بھی نامور دانشور پیدا نہ ہوا، یورپ میں ۳ سو سال کے بعد روما کے فرمانروا قسطنطین نے دین مسیحی کا عَلم بلند کیا، اپنے مذہب کو جبر و تشدد سے پھیلایا، ترکِ دنیا کے بجائے طلبِ دنیا ملت مسیحی کا نصب العین قرار پایا، کبھی اس کا ایک ممتاز مرکز روسی کلیسا تھا، ان دنوں روس کا سرکاری مسلک دین سے بیزاری مادہ پرستی ہے، یہ برّاعظم، اشتمالی نظام کا داعی اور علمبردار ہے۔ اس کے نزدیک کائنات کا مبدا مادہ، تاریخ عالم معاشی دستور کا ارتقائی نظام ہے، ماضی مادہ، حال مادہ، مستقبل مادہ ہے: مقصدِ حیات کام و دہن، شکم و بطن ہے، معدہ ہے، گردہ ہے۔

اشتمالی نظام

آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک چین ہے، ۶۰ کروڑ نفوس کا یہ وطن ۱۹۴۹ء سے پیشتر بدھ مت کی شمع کا پروانہ تھا، ان دنوں اپنے محترم رہنما ماؤزے تنگ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریات کا پرستار رہے، اس کا ادعا ہے، کہ جس اشتمالی نظام کی دعوت اشتمالیت کے مفکر اعظم جناب کارل مارکس نے دی، اس کا داعی، فدائی، اور شیدائی چین ہے، روس نہیں ہے، بدھ کی تعلیم یہ تھی، کہ دنیا میں دکھ ہے، موت ہے، بیماری ہے، رقابت ہے، حسد ہے، ان تمام مصائب کی جڑ یہ ہے، کہ انسان کی خواہشات پوری نہیں ہوتیں، اس سے اذیت ہوتی ہے، مکتی (نجات) یہ ہے، کہ خواہشات کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے، انسانیت کا نشوونما یہ ہے کہ آدمی زوال (فنا) حاصل کرے، آنکھ کی فلاح یہ ہے، کہ وہ بینائی سے محروم ہو جائے کان کا عروج یہ ہے، کہ شنوائی سے محروم ہو جائے، اس مذہب کا خلاصہ اور نچوڑ یہ ہے،

تو کو اتنا مٹا کہ تو نہ رہے

تیری ہستی کی تجھ میں بو نہ رہے

عملاً یہ مذہب نابود ہو گیا ہے، حقیقت یہ ہے، کہ نصرانیت، بدھ مت اور ہندو دھرم رہبانیت دنیا سے بیزاری، دنیا سے رستگاری پر مبنی ہے، ہندو دھرم کہتا ہے، دنیا فریب ہے، خواب ہے، سراب ہے، ملک صرف پندارت (وہم) ہے، خدا یا پرماتما ہے، مگر وہ کائنات کا خالق نہیں ہے، چونکہ وہ مادہ اور روح دونوں سے قوت میں زیادہ ہے، اس لئے وہ دھرتی کا مالک ہے، پرماتما تین ہیں، ایک مارتا ہے، ایک جوڑتا ہے، ایک پرورش کرتا ہے، وہ جنم لیتا ہے، جتنے رشی گذرے ہیں، ہندوستان میں گذرے ہیں، برہمن اس کے منہ سے نکلا ہے، شودر اس کے پاؤں سے ابھرا ہے، جو کچھ ہے برہمن کا ہے،

معاشی نظام کیا ہے؟

انسان کی کاروباری زندگی کا دستور معاشی نظام کہلاتا ہے، انسان بلاشبہ اپنی خواہشات کی تکمیل کا خواہاں ہے، تمنائیں غیر محدود ہیں، وسائل حیات محدود ہیں، معاشیات میں اس پر بحث نہیں کی جاتی، دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے، کہ معاشیات کا موضوع یہ نہیں ہے، کہ کوئی فرد واحد کیا کرتا ہے، اس کا مقصود اس امر کا گہرا مطالعہ ہے، کہ متمدن مرد جماعتی زندگی بسر کرنے کے لئے کس اجتماعی طرز عمل کے درپے ہے، جماعت کیا کرتی ہے، جو مذاہب یا جو فلسفے محض درویشی، رہبانیت، یا ترک دنیا کی ہدایت کرتے ہیں، ان پر عمل کرنے والے افراد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اعمال کو معاشیات میں درخورِ اعتنا یا قابلِ بحث تصور نہیں کیا جاتا، ظاہر ہے، کہ معاشرہ یا کوئی انسانی جماعت اپنے مقاصد کے حصول کے لئے چیزوں کو استعمال میں لاتا ہے، اشیاء دو قسموں کی ہیں، ایک ہیں قدرتی اشیاء، مثلاً سورج کی تابانی گرمی، چاند کی چاندنی، ہوا، دھوپ، روشنی، بارش کا پانی، یہ نعمتیں زندگی کے لئے لابدی ہیں، ان کے بغیر حیات کا تصور محال ہے، یہ نعمتیں مفت ملتی ہیں، کثرت سے ملتی ہیں، ان کا فیضان عام ہے، ان کے دامن میں سمٹاؤ نہیں ہے، پھیلاؤ ہے، دوسری چیزیں ہیں غیر قدرتی، یہ ہیں مقابلۃً محدود، یہ بلا قیمت دستیاب نہیں ملتیں، ان کی قیمت ادا کرنی ہوتی ہے، ہماری خوراک ہے گندم، چاول، سبزی، گوشت، اجناس خوردنی بہ کثرت ہیں، مگر انہیں خریدنا پڑتا ہے، ہوا خریدی نہیں جاتی، پانی جو ہمارے گاؤں یا قصبہ یا شہر کے کنواں میں ہے، وہ مفت مل سکتا ہے، مگر جو کمیٹی یا کارپوریشن کے نلکوں کی وساطت سے میسر آتا ہے، اس کے لئے بل ادا کرنے ہوتے ہیں، ہوا، انس کی آمد و رفت کے لئے کارآمد ہے، یہ قدرتی اہم ترین شے ہے مفت ملتی ہے ہم روپیہ یا نوٹ سے چاہیں غیر قدرتی اشیاء مٹھائی، روٹی یا کباب یا کپڑا یا لاری، ریلوے کا ٹکٹ، یا تماشے کا ٹکٹ خرید سکتے ہیں، یا اپنے کسی عزیز کو بطور ہدیہ ضیافت پیش کر سکتے ہیں، یا کسی قومی فنڈ میں داخل کر سکتے ہیں، اگر غیر قدرتی اشیاء سورج کی شعاعوں، کرنوں، ہوا، پانی کی مانند غیر معمولی بہتات ہوتی، اور ہم جب چاہتے، جہاں چاہتے، جتنی مقدار میں چاہتے، ان کو اپنے پاس مستعد خادم کی طرح حاضر پاتے، تو کوئی معاشی نظام ہوتا، نہ علم معاشیات، نہ دستور اقتصادیات، کوئی معاشی مسئلہ ہی رونما ہوتا، اور کیفیت یہ ہوتی، کہ

زندہ ہوں اس لئے مجھے لکھنا پڑا ہے حال
کیا مختصر جواب یہ ہوتا کہ مر گیا

معاملہ یوں سمٹ گیا، کہ خواہشات ہی غیر محدود، وسائل ہیں محدود، اگر خواہشات ہی کو فنا کر دیا جاتے، تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اگر ہم دنیا میں رہنا چاہتے ہیں، اچھی خوراک، اچھی پوشاک، اچھا مکان چاہتے ہیں، زینت کے خواہاں ہیں، آسائش کے طالب ہیں، دوسروں سے مل جل کر عمدہ متمدن زندگی بسر کرنے کی تمنا رکھتے ہیں، ہمیں ذوقِ جمال بھی ہے، اور اس کی تسکین کی تڑپ بھی ہمارے دل میں انگڑائیاں لے رہی ہے، تو خواہشات کو محدود کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑے گا، ضروری اور غیر ضروری میں فرق کرنا پڑے گا، وسائل کی محدودیت کو ملحوظ رکھنا ہوگا، اس کے لیے کوئی پروگرام مرتب کرنا پڑے گا، کوئی دستور بنانا ہوگا، اس پروگرام یا لائحہ عمل یا دستور کو معاشی نظام کے نام سے موسوم کیا جائے گا،

ضروریات یا خواہشات کا اجمالی خاکہ

اولین ضروریات وہ ہیں، کہ جن کے بغیر انسان کا وجود نابود ہو جاتا ہے، یہ حوائج انسانی بقا وارتقا کے لیے لابدی ہیں، کھانا، پینا، لباس، مکان، دوسرے نمبر پر وہ ضروریات ہیں، جن سے انسان تنومند، صحت مند اور خورسند ہوتا ہے، ان سے کام کرنے کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے، اچھا کھانا، اچھا لباس، کھلا ہوا دار مکان، تیسرے نمبر پر رسمی ضروریات، خوشی کی تقریبات، قومی ملکی تہواروں پر نفیس لباس پہننا، پر تکلف کھانا کھانا، دوستوں کے لیے دعوت کا اہتمام کرنا، چوتھے درجے پر ہیں، ذوقی وشوقی ضروریات، منشیات کا استعمال، سینما بینی، کھیل تماشا، ان کی عادت ہو جاتی ہے، انسان ان کا خوگر ہو جاتا ہے، تو ان سے چھٹکارا محال،

اسے ذوق نہ کیوں دختر رز کو منہ لگا،

چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی،

حقہ، پان، تمباکو، سگرٹ، سگار، بھنگ، چرس کے شیدائیوں کو دیکھا، کہ ان چیزوں کی عدم دستیابی کے باعث اتنے مضطرب ہوتے ہیں کہ اتنے پریشان روٹی اور سالن کے نہ ملنے سے نہیں ہوتے،

پانچویں منزل کی اشیاء ہیں، آسائشات، اعلیٰ درجے کا لذیذ طعام، نہایت درجے کا دیدہ زیب لباس، ریشم، کمخواب، مخمل، پانچویں منزل کی چیزوں میں خرچ زیادہ ہے، اور ان سے قوئی پر جو اثر پڑتا ہے، ان سے کارکردگی، اور صلاحیت میں خاص اضافہ نہیں ہوتا، مستعدی کم ہو جاتی ہے، محنت سے بیزاری بڑھتی ہے، اور راحت سے محبت بڑھتی ہے،

چھٹا مقام اسباب عیش وعشرت کا ہے، کروفر، ٹیپ ٹاپ، انواع واقسام کے کھانے، غیر معمولی قیمتی لباس، بیش بہا فرنیچر، ان سے فائدے کی امید موہوم، خیر کی توقع عبث نقصان حتمی ویقینی، اسی فیشن پرستی، تعیش، آرائش وزیبائش سے امارت کی بو، ریا ونمود کی خو،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکبر اور تفاخر کی جستجو پیدا ہوتی ہے، سیدھی، کھری، اور روزمرہ کی بات یہ ہے، کہ ضرورتوں، حاجتوں، آسائشوں، آرائشوں، نمائشوں، عشرتوں کے لئے دولت درکار ہے، ضرورت کا جام اسی کے آبِ حیات سے بھرپور ہوتا ہے، بنا بریں علم معاشیات کا ربط وضبط دولت کی پیدائش، دولت کی تحصیل، دولت کے استعمال اور دولت کی تقسیم سے ہے، اس خصوص میں راس المالی نظام، اشتمالی نظام، اور بیت المالی نظام کا علیحدہ ممتاز اور مخصوص زاویہ نگاہ ہے، دنیا، دولت ضرورت، زیب وزینت، رسم وعادت، عیش وعشرت کے متعلق بیت المالی نظام یا معاشی نظام اسلام سے واقفیت اور آگاہی حاصل کرنا ان فرزندانِ توحید کے لئے لازمی ہے لابدی ہے، جن کا وطن اسلامی مملکت کہلاتا ہے، جمہوریہ اسلامیہ پاکستان سے موسوم کیا جاتا ہے، اس اقلیم کا ریاستی یا حکومتی مسلک ہے اسلام، اور ان کا نصب العین ہے حیاتِ اسلامی،

تعلیمات اسلامی

بروئے اسلام انسان بے جان، بے شعور، مادہ کا اتفاقی ثمرہ، بکھرے ہوئے ذرات کی حادثاتی تدریجی ارتقا کا کرشمہ نہیں، بلکہ علیم وقدیر، حی، قیوم، اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، یہ یونہی ابھرا نہیں، بلکہ پیدا ہوا ہے، ارشاد باری ہے،

یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون (پارہ پہلا سورۂ بقرہ)

اے بنی نوع انسان اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے جو پہلے تھے ان کو پیدا کیا ہے، عبادت کرو گے تو نکوکار بن جاؤ گے،

دنیا میں سب سے زیادہ اکرام واحترام بانیانِ مذہب کا ملحوظ رکھا جاتا ہے، یہودی، عیسائی، مسلمان انبیاءؑ کو مانتے ہیں، ہندو اپنے رشیوں کے ارادت کیش ہیں، پارسی، سکھ وغیرہ اپنے پیشواؤں کے عقیدتمند ہیں، پروردگار کو کسی نے آسمانی باپ کہا، کسی نے یہوداہ کے نام سے اسے پکارا، کسی نے اسے یزدان کہا، خدا کہا، کوئی اسے اللہ کہتا ہے، اس کا تصور ہر بشر کی فطرت میں ہے، قرآن نے فرمایا وہ ہے اللہ، جامع الصفات، تمام حمد وثنا کا مستحق وہ ہے اس لئے کہ وہ رب العالمین ہے، الحمد للہ رب العالمین، رب کا مفہوم ہے، پیدا کرنے والا، اسباب بہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچانے والا، پروان چڑھانے والا، قرآن کا بیان ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون،
ہم سب اللہ کے لیئے ہیں اور اس کی جانب ہماری بازگشت ہے (پارہ ۲ سورۃ بقر)
انتیسویں پارے سورۃ ملک میں ہے، تبارک الذی بیدہ الملک وھو علی کل
شیئ قدیر الذی خلق الموت والحیاۃ، بڑی برکتوں والا ہے وہ جس کے
ید قدرت میں ہے ہر نوعیت کا تصرف، وہ اپنی ہر چاہی ہوئی چیز پر قادر ہے، وہ موت کا
خالق ہے، حیات کا خالق ہے، ہر شخص اپنی مرضی سے اس لئے نہیں آیا اور اپنی خوشی سے اس لئے
نہیں جائے گا، کہ آنا جانا اس کے اپنے اختیار میں نہیں، یہ خدا کے اختیار میں ہے، اس لئے
آج تک کوئی انسان اپنی دلی خواہش اور انتہائی کوشش کے باوجود زندہ نہیں رہ سکا، مرنا ہر
ایک کو ہے، موت کا تلخ گھونٹ سب کو پینا ہے، اسلام کی تعلیم یہ ہے، کہ یہ دنیا عارضی ہے
وقتی ہے، ہنگامی ہے، مگر بے حد اہم ہے، اس کے بعد آخرت ہے، وہ دائمی ہے، ابدی ہے
جنت ہے، جس میں موت نہیں، بیماری نہیں، جھگڑا نہیں، دکھ نہیں، فساد نہیں، پریشانی
نہیں، وہاں اطمینان ہے، امن و امان ہے، ہر راحت کا سامان ہے، ستارے اُڑ جائیں گے
سورج فنا ہو جائے گا، چاند ہمیشہ کے لئے غروب ہو جائے گا، مگر انسان رہے گا، اسے اس
موت کے بعد موت نہیں آئے گی، وہ اس لئے اشرف ہے کہ وہ مظہر صفات یزداں ہے،
آنحضرتؐ کا ارشاد ہے، تخلقوا باخلاق اللہ، اے لوگو! اپنے آپ کو اخلاقِ ربانی سے
مزین کرو، یہ قدرت فرشتوں میں ہے، نہ پرندوں میں، نہ چرندوں میں، نہ درندوں میں،
انسان باشندہ جنت ہے، دنیا اس کے لئے ہے، وہ خدا کے لئے ہے، دنیا میں جمادات،
نباتات، حیوانات، زمین کی ہر شئے آسمان کی ہر چیز، فضا، خلا، میں پیدا شدہ ہر مخلوق سے
انسان ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے، اس کی صلاحیت اسی میں ہے، کسی اور میں نہیں، اس لئے یہ
اشرف ہے، بروئے قرآن، انسان نمائندۂ قدرت ہے، نائب رحمان ہے، قرآن کی تصریح
ہے، ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم، خدا نے انسان کو بہترین
صورت میں پیدا کیا ہے، انسان حسین ہے، جمیل ہے، اجمل ہے، دنیا اس لئے اہم ہے،
کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے، الدنیا مزرعۃ الآخرۃ، اگلی دنیا دار العمل نہیں ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں کوئی کام نہیں، دُنیا دار العمل ہے، اس لیے اس کا ایک ثانیہ بھی غیر مفید کام میں صرف نہیں کرنا چاہیے، یہ جہان اگلے جہان کی کھیتی ہے، جو یہاں بیجیں گے وہی وہاں کاٹیں گے،

علامہ اقبال نے اسی حدیثِ نبوی کا تشریحی ترجمہ یوں بیان فرمایا ہے،

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی،

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

جو کچھ کاشت نہیں کرے گا، کھیت سے بھاگ جائے گا، اس کی انسانیت فنا ہو جائے گی، وہ ہر نعمتِ خداوندی سے محروم ہو جائے گا، اسلام دُنیا کو آباد کرنے کی ہدایت کرتا ہے، ترکِ دُنیا کو لغو اور جہالت قرار دیتا ہے

حیاتِ اسلامی

جب ہم اللہ کے ارادے سے آئے ہیں اور اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں، اس کی مخلوق ہیں، تو ہماری نجات، ہماری سعادت، اسی میں ہے، کہ اپنی زندگی اسی کی منشار کے مطابق بسر کریں، ہمارا مدعا اس کی رضا ہے، ہماری بہبودی اس کی خوشنودی سے ہے، اس کا شکریہ، اس کی حمد، اس کی ثنا کہ اس نے یہ کرم کیا، کہ ایک برگزیدہ ترین ہستی ایسی پیدا فرمائی، کہ جس کی زندگی مثالی زندگی ہے، قرآن مجید نے بنی نوع انسان کو اس بشارت سے شاد کام اور فائز المرام فرمایا، لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (پارہ ۲۱ سورہ احزاب)

تمہارے لیے رسولِ خدا کی زندگی بہترین نمونہ ہے، اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ سے فرمایا،

قل ان صلوٰتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین (پارہ ۸ سورۃ انعام)

اے رسولؐ کہہ دے، میری نماز، اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لیے جو کائنات کا پروردگار ہے، حیاتِ نبوی حیاتِ اسلامی ہے، فرمانِ الٰہی کا مرقع ہے قرآن جس کا دوسرا نام ہے کتاب، حیاتِ نبوی کا فوٹو ہے سنتِ نبوی، اس لیے پاکستان کا نصب العین ہے، اتباعِ کتاب و سنت، ۳۰ ویں پارے سورۃ بینہ میں ہے، ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ، جزاھم عند ربھم جنات عدن تجری تحتھا الانھار خالدین فیھا ابداً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ، ذالک لمن خشی ربہ، جن لوگوں نے دعوت ایمانی کو قبول کر لیا، اور وہ اعمال شائستہ بجا لائے، وہ یہی بہترین خلائق، ان کی اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے، ان کے لئے جنت ہے، جس کے نیچے نہریں جاری ہیں، وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا ہے، اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں، ان کے دل میں یہ خدشہ تھا کہ کہیں ان کا پروردگار ان سے ناراض نہ ہو جائے، اس لئے دنیا، دولت، ضرورت، وغیرہ کے متعلق ان کا زاویہ نگاہ وہی رہا ہے جو کتاب وسنت کا ہے۔ مختصر یہ کہ معاشی نظام اسلام احکام کتاب وسنت پر مبنی ہے، ہمارے نظام کی بنیاد کسی مفکر، کسی مدبر کی تحقیق، یا اس کے علمی مشاہدات وتاریخی تجارب پر نہیں ہے، بلکہ اس کی اساس وحی ربانی ہے، ہم اخلاق، عاقبت، روحانیت سے بے نیاز نہیں ہو سکتے، ہمارے تمدن کا کوئی جز رہبانیت نہیں، اس لئے ہر کلمہ گو، فرزند توحید، دلدادۂ نبوت، اسلام سے یوں خطاب کرتا ہے، ع

مجھے تو ہے منظور، مجنوں کو لیلیٰ،
پسند اپنی اپنی، خیال اپنا اپنا،

اور وہ اپنے اسلامی بھائی سے یہ عرض کرتا ہے، برادر مکرم اسلام کے سوا، دین فطرت کے منافی، کسی نظریہ کو اپنانا میرے لئے ممکن نہیں ہے، اس کے تصور سے دکھ ہوتا ہے ع

آنا جو مری قبر پہ غیروں کو بلانا
مُردے کو مسلمان جلایا نہیں کرتے

اشتمالی نظام اور دولت

اشتمالی نظام کے نزدیک اس دنیا کے سوا کوئی اور دنیا نہیں ہے، اس کے نزدیک دنیا کی تمام دولت کل وسائل پیداوار پر تصرف کا حق دار صنعت کار ہے، سرمایہ کار کو ختم کئے بغیر صنعت کار کی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں، صنعت کار کے سوا باقیوں کو زندہ درگور کر دیا جائے، اور ان میں دولت مساوات کی بنیاد پر بانٹ دی جائے، ان میں ایسے بھی ہیں، جو اس کے مدعی ہیں کہ دولت کی مساوات کے ساتھ ہی اختیار واقتدار کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مساوات بھی درکار ہے، سرکار کا وجود مضر ہے، اسے بھی مٹا دینا چاہیئے، عبادت، مذہب روحانیت، اخلاق، سب ڈھکوسلے ہیں، حکومت، ریاست زحمت ہے، معاشرہ کے ہر فرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ برابر کا حاکم ہو، ہر شئے کا مالک ہو، اس کے بغیر اطمینان محال ہے، واہمہ ہے، آخر الذکر گروہ کو کہتے ہیں انارکسٹ، ان کے معاشی پیشوا کا نام نامی ہے، شہزادہ کروپاٹکن، (Prince Kropotken) یہ لکھا جا چکا ہے، کہ اشتمالی نظام کے بانی اور معمار ہیں فاضل کارل مارکس آپ نسلی اعتبار سے یہودی ہیں، اور آپ کا وطن جرمنی ہے، آپ نے ۱۸۴۸ء میں بلجیم کے دار السلطنت برسلز سے یہ اعلان فرمایا اور ایک منشور شائع کیا، کہ وہ صنعت کاروں کی حکومت قائم کریں گے، آپ فوت ہو گئے، حکومت پر قائم نہ ہو سکے، آپ کے وصال سے ۹۰ سال بعد روس کے نجات دہندہ جناب لینن نے ۱۹۱۷ء میں یہ ارشاد فرمایا، ع

بلائیں زلفِ جاناں کی اگر لیں گے تو ہم لیں گے

آپ نے زندگی کے آخری ایام میں اعتراف فرمایا، انہیں رنج ہے، کہ وہ روس میں صنعت کار کی سلطانی اور حکمرانی قائم نہیں کر سکے، ان کی گدی پر سٹالن (Stalin) متمکن ہوئے، انہوں نے کہا، جیسے ایک نیام میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں، ایسے ہی صنعت کار اور سرمایہ کار ایک مقام پر قیام آرا نہیں ہو سکتے، ؎

ہم اور غیر دونوں یک جا بہم نہ ہوں گے
ہم ہوں گے وہ نہ ہوں گے وہ ہوں گے ہم نہ ہوں گے

جب ان کی زندگی کا بلب فیوز ہونے کو تھا، وہ بھی سرمایہ دار کے ساتھ قیام آرا ہونے پر راضی ہو گئے، وہ بھی رخصت ہو گئے، ان کی جانشینی کروشیف کے حصہ میں آئی، انہوں نے کھل کر فرمایا، ہم سرمایہ کار کے ساتھ زندہ رہ سکتے ہیں، وہ ہمیں نہ چھیڑے، ہم اس سے تعرض نہیں کریں گے، وہ بھی چل دیئے ہیں، ان کی تدفین کے وقت کل ۸۰ افراد تھے جن میں سے ۵۰ غیر ملکی صحافی تھے، بقایا ان کے قریبی رشتہ دار یا چند ایک دوست تھے، وہ غالب کی ہم نوائی میں یہ ضرور فرما سکتے تھے ؎

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا،
نہ کہیں جنازہ اٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انہیں سپردِ خاک کر دیا گیا ، لیکن ان کی حکمت عملی زندہ ہے ، اسے دفن نہیں کیا گیا ، جمہوریہ شورائیہ روس کا ہر فرزند کار ، صنعت کا ربہ کہنے پر مجبور ہے ، ہ

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال کہ اب آرزو یہ ہے کہ کوئی آرزو نہ ہو

رأس المالی نظام مطلق آزادی کا حامی ہے ، آسائش کا طالب ہے ، آرائش کا خواہاں ہے ، عیاشی کا دلدادہ ہے ، بظاہر خُدا ، روحانیت ، اور اخلاق کا منکر نہیں ہے ، مگر اس کا نظام معاشی ان کے اقتصادی فاضلوں کے تصورات و تفکرات کا مغز ہے ، اس میں ان کے مذہب نصرانیت کا قطعاً کوئی حصہ یا شائبہ تک نہیں ہے ۔

اقوامِ عالم اور ہم ،

ہم نے اپنی زندگی میں جرمنی کے مایۂ ناز رہبر ہٹلر کی نازیت کو دیکھا شعلہ بن کر چمکی ، بجلی بن کر گرجی ، صاعقہ بن کر کڑکی ، مگر ایسی بجھی ، کہ اس کی راکھ تک دکھائی نہیں دیتی ، اٹلی کا نامور دانشور مسولینی خوب ابھرا ، پھلا ، پھولا ، اس نے ایک تحریک کا پرچم بلند کیا ، دیکھتے ہی دیکھتے سرنگوں ہو گیا ، ہندوستان کے افق پر مہاتما گاندھی کا آفتاب طلوع ہوا ، انہوں نے فرمایا ، وہ ہند میں رام راج ، اور کرشن راج کا سوراج قائم کریں گے ، بتاریخ ۲۷ جولائی ۱۹۳۷ء مہاتما جی بمقام پونہ تقریر ارشاد فرما رہے تھے ، ان سے گذارش کی گئی ، کہ آپ واضح فرمائیں ، کہ رام چندر جی مہاراج ، اور کرشن جی مہاراج نے جو خدا کے اوتار تھے ، اپنی بادشاہت میں سادگی کے کیا نمونے پیش فرمائے ، مہاتما گاندھی نے جواب دیا ،

'Simplicity is not the monopoly of Congressites. I am not going to mention the names of Rama and Krishna. They were not the historical personalities. I am compelled to mention the names of Abu Bekr and Umar. Though they were the masters of vast empire, yet they lived the life of paupers.' (August, 1937 Young India)

www.KitaboSunnat.com

مہاتما جی کا پرچہ "ینگ انڈیا" ماہِ اگست ۱۹۳۷ء

"سادگی پر کانگریسیوں کا اجارہ نہیں ہے، میں راما اور کرشنا کا نام لینے کو تیار نہیں، کیونکہ ان کی شخصیتیں تاریخی نہیں ہیں، میں مجبور ہوں کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ کا نام لوں، جنہوں نے وسیع قلمرو پر متصرف ہونے کے باوجود مفلسانہ زندگی بسر کی"

مقام غور ہے، ایک شخص ہے، جو مہاتما، عظیم الشان روحانی کہاتا ہے، اس نے برملا یہ اعلان کیا، کہ وہ دیار ہند میں ایسا راج قائم کرے گا جس سے مہاراج رام و کرشن کے نظام حکمرانی کی جھلکیاں دکھائی دیں گی، پوچھا گیا، ان شعاعوں کا کچھ نقشہ تو پیش کرو، فرمایا، حقیقت یہ ہے کہ ہمارے بزرگوں نے اپنے تخیل سے ایک مورت اور صورت تیار کی، اس میں اپنی عقیدت کا رنگ بھر دیا، تاریخ میں کسی رام یا کرشن کا تذکرہ نہیں ہے، تاریخی شخصیت تو حضرت ابوبکرؓ کی ہے حضرت عمرؓ کی ہے، وہ بڑے بادشاہ تھے، اس کے ساتھ ہی ان کی حیات سادگی کا حسین ترین مرقع تھی، اقبالؒ نے کیا صحیح فرمایا ہے،

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند

در شہنشاہی فقیری کردہ اند

وہ مقتدر و مقدس مسلمان جنہوں نے میری (حکومت) کی، انہوں نے شاہنشاہی میں فقیری کی۔

ہند ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو آزاد ہوا، یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو مہاتما گاندھی اس دنیا سے چل بسے، ہند کے تمام ہندو لیڈروں نے بہ اتفاق طے کیا، کہ بھارت کا نظام حکومت دھرم پر مبنی نہیں ہوگا، ان کے سب سے بڑے لیڈر اور وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے ارشاد فرمایا، کہ ساری دنیا مذاہب سے منحرف ہو چکی ہے، مگر صرف محمد علی جناح کا دعویٰ ہے، کہ اس کے پاکستان کا نظام سیاسی و نظام معاشی اسلام کی اساس پر قائم کیا جائے گا، قائد اعظمؒ نے جواب میں ارشاد فرمایا، پنڈت صاحب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"There are religions and religious. Islamic principles are as fresh today as they were fourteen hundred years ago."

مذہب مذہب میں فرق ہے، اسلام کے اصول آج بھی ایسے ہی تر و تازہ اثر بخش ہیں، جیسے آج سے ۱۴ سو سال پیشتر تھے، ؎

نازہے گل کو نزاکت پہ چمن کی اے ذوق
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

قائدِ اعظم کے ارشادات

ہندوؤں کے مذہبی پیشوا جناب کرشن ہیں، جناب رام چندر ہیں، دونوں صاحبِ اقتدار تھے، گاندھی جی فرماتے ہیں، ان کا وجود تاریخی نہیں ہے، افسانوی ہے، بہر نوع یہ صحیح ہے، کہ ہندوؤں کی کسی مذہبی کتاب میں مذکور نہیں، کہ انہوں نے فلاں ملک پر حکومت کی، وہاں وہ قومیں آباد تھیں، ان سے ان کے پیشواؤں کا حاکمانہ طرزِ عمل کیا تھا، ان کی کتابوں میں یہ ہدایات و تعلیمات ہیں کہ سب کچھ برہمنوں کا ایک ہے، اکثر آبادی شودروں پر مشتمل ہوتی ہے شودر مذہبی کتابیں سننے کے پڑھنے کے مجاز نہیں ہیں، ان کی جائدادوں پر برہمن قابض ہو سکتے ہیں، ان سے جو چاہیں خدمت لے سکتے ہیں، برہمن اگر کسی شودر کو ختم کر دے، تو اس کی سزا یہ ہے، کہ برہمن کا سر مونڈھ دیا جائے، براہمنوں کو حکومت کرنے کی اجازت نہیں ہے، لنکا میں ایک فاضل رودھوان برہمن راج کرتا تھا، وہ اتنا عالم تھا کہ اس نے ہندوؤں کے چاروں ویدوں کا ترجمہ کیا، پرماتما اتنا ناراض ہوا کہ اس نے رام چندر کے وجود میں جنم لیا، اور لنکا پر حملہ کیا، اور کل لنکا کو جلا دیا، ہندو اپنی مذہبی تعلیم کے برعکس برہمنوں کی حکومت میں زندگی بسر کر رہے ہیں، ایسے ہی برطانیہ، امریکہ وغیرہ نصرانی ممالک کے فرمانروا بھی اپنے مفکروں کے تجویز کردہ نظام ہائے حکومت و معیشت پر عمل پیرا ہیں، اسی لئے کہ ان کے ہادی جناب مسیح علیہ السلام کی حکومت نہیں رہی، ان کی تعلیم ہے، رہبانیت، تجرد، ترکِ دنیا، اس لئے معاشی نظام کا اس سے کوئی لگاؤ نہیں ہے، اشتمالی نظام کے بانی اور مفکر جناب کارل مارکس بھی حکومت سے محروم رہے ہے، اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا، کہ انہوں نے اپنے نظام کو عملی جامہ کیوں کر پہنایا، روس نے ایسا کرنے کا عزم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا، مگر وہ ابھی تک ایسا کر نہیں سکا، اس لئے ایس نظام کی کوئی روایات نہیں ہیں، قائد اعظمؒ نے اسلام کے اصول کو اس لئے پیش فرمایا کہ ان پر عمل ہو چکا ہے، مسلمانوں کی روایات ہیں، ان کی تاریخ ہے، ہر قوم شاہد ہے، کہ مسلمانوں کے ہادی علیہ السلام اور ان کے خلفاء نے حکومت بھی کی، یہ خصوصیت ملّتِ اسلامیہ کا طغرائے امتیاز ہے۔

اسلام کا اصولِ عدلِ عمرانی

پاکستان بتاریخ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء قائم ہوا، بتاریخ ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء حکومتِ پاکستان کے افسران سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم حاکم اعلیٰ نے فرمایا۔

"The establishment of Pakistan, for which we have been striving for the last ten years, by the grace of God, is an established fact today, but the creation of a state of our own was means to an end, and not the end in itself. The idea was that we should have a state in which we could live and breathe as free man and in which we could develope according to our own lights and culture, and where principles of Islamic social justice could find free play.

(Voice of Islam" Karachi" June, 1966, 475)

پاکستان کا قیام جس کے لئے ہم نے گذشتہ دس سال جدوجہد کی، آج بفضلِ خدا ایک مسلمہ حقیقت ہے، لیکن اپنی مملکت کا حصول بذاتِ خود مدعا نہ تھا بلکہ وہ ایک نصب العین کا ذریعہ تھا، مقصود یہ تھا، کہ ہمیں ایسی ریاست حاصل ہو جائے جس میں ہم بحیثیت ایک آزاد انسان کے زندہ رہ سکیں، اور آزادی کا سانس لے سکیں، اور جس میں ہم زندگی کو اپنی روشنیوں اور اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہذیب کے مطابق پروان چڑھا سکیں، اور جہاں اسلامی عدلِ عمرانی کے اصول پوری آزادی سے بروئے کار لائے جاسکیں،

ان الفاظ سے صاف عیاں ہے کہ (۱) پاکستان انتہائی مقصد نہ تھا بلکہ ایک نصب العین کا مؤثر و کارآمد ذریعہ تھا (۲) مدعا تھا حریت، (۳) ہماری اپنی تہذیب ہے، ہمارے اپنے مینارہائے ہدایت ہیں، (۴) ایک خاص عدلِ عمرانی ہے، جو اسلامی ہے، ہم اسے بروئے کار لانا چاہتے ہیں، ظاہر و باہر ہے، اگر یہ تہذیب اس سے جداگانہ ہے، جس پر راس المالی، اشتمالی نظام مبنی ہے، ہم جن روشنیوں کے ذریعے اپنی منزل پر پہنچنا چاہتے ہیں، وہ روشنیاں دیگر نظام ہائے حیات سے جداگانہ حیثیت رکھتی ہیں، جس وصف، خوبی، فضا، کیفیت کو دوسرے عدلِ عمرانی سے تعبیر کرتے ہیں، وہ اس عدلِ عمرانی سے جداگانہ ہے، جس کی ہدایت اسلام کرتا ہے، آپ نے "اسلامک" کا لفظ اسلامی نظام کی ممتاز و منفرد حیثیت کو واضح کرنے کے لیے استعمال کیا ہے،

جداگانہ ملت

قائد اعظمؒ کے دعوئے پاکستان کی اساس یہ ہے، کہ ملتِ اسلامیہ دیگر ملتوں سے نرالی ہے، ہماری تہذیب انوکھی ہے، ہماری تاریخ جدا ہے، ہماری روایات الگ ہیں، ظاہر ہے، کہ ان کی مراد اسلامی تہذیب، اسلامی تاریخ، اسلامی روایات ہیں، اسلام کی ضد کفر ہے، منافقت ہے، دہریت ہے، مادیت ہے، اگر ہماری تاریخ ہی نہ ہوتی، تو کیوں کر کہا جاتا ہماری تاریخ الگ ہے، ظاہر ہے، آنحضرتؐ نے حکومت کی، آپ کے خلفاء نے حکومت کی، ان کا معاشی نظام تھا، ہم دوسروں کی مانند اندھیروں میں نہیں ہیں، ہم پاکستانیوں کے پاس بصورتِ قرآن توحید کا نور ہے، بصورتِ سنّت نبوت کا نور ہے، بصورتِ آئینۂ اسلام خلافت کا نور ہے، اپنی روایات کا نور ہے، اپنی تاریخ کا نور ہے، کیا یہ انوار راس المالی نظام اور اشتمالی نظام کے بابوں سے جداگانہ نہیں ہیں، ؟ اشتمالی نظام تو اس وقت تک کسی خطہ میں صحیح اور واقعی صورت میں نافذ ہی نہیں ہوا، اس کی روایات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، وہ دامن ہی نہیں رکھتا جو اچھے خار و خس سے، راس المالی نظام کی روایات خوش کن، اور امید افزا نہیں ہیں، یاس و حزن کا مرقع ہیں، قتل کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصے نہیں ہیں، ناانصافی کی کہانی ہیں،

آخری اہم تقریر

قائد اعظمؒ کی آخری اہم تقریر وہ ہے، جو آپ نے سٹیٹ بنک آف پاکستان (State Bank of Pakistan) کے افتتاح کے وقت ارشاد فرمائی، آپ نے ارشاد فرمایا،

"The adoption of western economic Theory and practice were not keep us in achieving our of creating a happy and contented people. We must work out our disting in our own way present to the world an economic system on the true Islamic concept of equality of manhood and social justice"

ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم ایسا معاشرہ پیدا کریں، جس کے ارکان مسرت و اطمینان سے بہرہ ور ہوں، مغربی نظریۂ معاشی و عمل، اقتصادی کو اپنانے سے ہم متذکرہ مقصد کے حصول میں کامیاب نہیں ہو سکتے، ان کا نظریہ و اسلوب ہمارا مدد و معاون نہیں ہو سکتا، ہمیں اپنی منزل پہ پہنچنے کے لیے خود اپنی راہیں تعمیر کرنی چاہیئے، اور دنیا کے سامنے ایک ایسا نظام معاشی پیش کرنا چاہیئے جس کی عمارت بنی اسلامی تصورِ مساوات انسانی وعدلِ عمرانی کی بنیادوں پر چنی گئی ہو،

قائد اعظمؒ نے تحریک قیام پاکستان و بعد از حصول پاکستان و استحکام پاکستان کے باب میں جو کچھ لکھا یا کہا، اس میں اسی پہ زور دیا کہ ہمارا مدعا اسلامی عدل، اسلامی مساوات، اسلامی تہذیب، اسلامی آئین، اسلامی جمہوریت، اسلامی حریت، اسلامی اخوت، اسلامی نظام سیاسی، روحانی، عمرانی و اسلامی دستور ہے، نصب العین اسلامی زندگی ہے،

۱۹۴۷ء میں آپ نے پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن (Punjab students federation) سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا،

" I warn the communists to keep their hands

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

off the Muslims. Islam is our guide and complete code of life. We do not want any ism.

(Essays on Pakistan page 60)

میں اشتراکیوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ انہیں مسلمانوں سے دور اور الگ رہنا چاہیئے، اسلام ہمارا راہنما ہے، اسلام مکمل دستورِ حیات ہے، ہمیں کوئی ازم درکار نہیں ہے۔

ما خدا داریم ما را ناخدا درکار نیست،

دنیا، دولت اور اسلام

عام بول چال میں دولت کا مفہوم ہے زر، سونا، چاندی، زمین، جائداد غیر منقولہ، فرنیچر، لباس، وغیرہ، یہ دیکھا جاتا ہے، کہ یہ اشیاء کس شخص کے پاس کتنی مقدار میں ہیں، معاشیات کے محاورہ میں سے مراد دولت ہے وہ تمام اشیاء جو بلاواسطہ یا بالواسطہ انسانی احتیاجات کے لئے باعث تسکین و اطمینان بن سکیں، عام کاروباری بازار میں دولت کی پانچ اقسام ہیں، (۱) شخصی یا نجی دولت، کسی شخص کی ملکیت میں جس قدر اشیاء ہوں اور اس کی شخصی، ذاتی، نجی دولت کہلاتی ہیں، مکان، زمین، باغ وغیرہ (۲) قومی یا ملکی دولت، ریاست کی مجموعی دولت کو قومی دولت سے تعبیر کیا جاتا ہے، پلیں، سڑکیں، نہریں وغیرہ (۳) بین الاقوامی دولت، کل دنیا کی مشترکہ دولت، سمندر، ہوا، خلا، فضا، آفتاب، ماہتاب، شہاب، تارے، سیارے، ادب، علم، سائنس، فن، (۴) امکانی دولت (اسے انگریزی میں potential wealth کہتے ہیں) معدنیات، زمین کے مخفی خزانے (۵) منفی دولت وہ قرضہ جات جو ادا کرنے ہوں، اسلام میں دولت کے لئے لفظ رزق، متاع، خیر، فضل، حسنہ، مال استعمال کیا گیا ہے۔

رزق، متاع، خیر، فضل، مال

رزق:- ارشاد باری ہے، ومما رزقنٰھم ینفقون (پارہ پہلا سورہ البقرہ) نیکوکار وہ ہیں جو اللہ کے اس رزق کو جو انہیں دیا گیا ہے اس کے کچھ حصہ کو خدا کی راہ میں صرف کرتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا ہے رزاق، رزق دینے والا، وہ حاجت سے بے نیاز ہے، لہٰذا مراد یہ ہے، کہ اللہ کے بندے مخلوقِ خدا پر خدا داد رزق کو خرچ کرتے ہیں، رزق غذا، اور ہر عطیۂ قدرت کو کہتے ہیں خدا کی رضا اس میں ہے، کہ انسان اپنا علم، اپنی قوت، اپنی دولت اپنے ارادے سے خوشی سے صرف کرتے ہیں، اپنے اختیار سے کرتے ہیں۔

متاع: پارہ ۳ آل عمران میں ہے، زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ، ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، طبعی لگاؤ ہے قدرتی میلان ہے۔ انسانوں کا عورتوں، بچوں، چاندی اور سونے کے انبار، اور نشان لگائے ہوئے گھوڑوں، مویشیوں اور کھیتوں کی طرف، یہ سب کچھ سامان (متاع) ہے دنیوی زندگی کا، قدرتی بات ہے، صاف سمجھ میں آجانے والی حقیقت ہے، کہ اگر انسان کے دل میں ان اشیاء کے ساتھ لگاؤ نہ ہوتا میلان نہ ہوتا، تو کون شادی کے مصارف برداشت کرتا، اپنی کمائی کا بیشتر حصہ اپنی رفیقۂ حیات پر خرچ کرتا، اپنے بچوں کی پرورش کرتا، اپنا سب کچھ ان کے لئے خرچ کرنے پر آمادہ ہوجاتا، کون سونے اور چاندی کو زمین سے نکالتا، ان کے حصول کے لئے جدوجہد کرتا، گھوڑوں کی نمود و پرداخت کیوں کی جاتی، مویشیوں کے کھلانے پلانے، ان کی حفاظت کرنے کی زحمت کون برداشت کرتا، کشت کاری کے لئے انتہا درجے کی محنت کیوں گوارا کی جاتی، چوتھے پارے کی ابتدا میں واضح کیا، لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ، تم جب تک اپنی محبوب اشیاء مخلوقِ خدا کے لئے خرچ نہیں کروگے، نیکی حاصل نہیں کرسکوگے، ظاہر ہوا، اسلامی زندگی کا مدعا ہے، نیکی اور یہ نعمت پیاری سے پیاری شئے بندگانِ خدا کی بہتری، بھلائی اور حاجت روائی پہ صرف کرنے سے حاصل ہوتی ہے، اگر ہم کوئی ایسی چیز کسی کو دیتے ہیں، جسے ہم نکمی اور ناکارہ تصور کرتے ہیں، مثلاً سوکھی باسی روٹی، پھٹا ہوا بوسیدہ کپڑا، کرم آلودہ سالن کسی انسان کو دیتے ہیں، تو ہمارا یہ اقدام نیکی کا مصداق نہیں ہے،

خیر: ہر محبوب، مطلوب، مرغوب، نفیس اور مفید چیز کو خیر سے تعبیر کیا گیا ہے، عقل خیر ہے، عدل خیر ہے، علم خیر ہے، فضل خیر ہے، قرآن مجید میں اس کا اطلاق دولت پہ بھی کیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے پارہ سورۂ بقرہ میں ہے، قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ کہہ دے اے رسولؐ جو کچھ تم دولت میں سے خرچ کرتے ہو، اسی پارے میں دوسرے مقام پر ہے، اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرًا، جب تم میں سے کسی ایک کی موت کا وقت آئے، اگر وہ مال چھوڑے، دونوں مقامات پر دولت کی تعبیر خیر سے کی گئی ہے، دولت کو فضل بھی کہا گیا ہے، ۲۶ ویں پارے سورۂ فتح میں آنحضرتؐ کے صحابہؓ کی نسبت بیان کیا گیا ہے، یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا، وہ اللہ سے فضل اور رضا طلب کرتے ہیں، دنیا میں پاک کمائی، دولت چاہتے ہیں، اور خدا کی رضا کے خواہاں ہیں، سورۂ جمعہ پارہ ۲۸ میں ہے، فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ، جب نماز ہو چکے، اپنی راہ لو، زمین میں پھیل جاؤ اور روزی کی جستجو میں مصروف ہو جاؤ، مسلم شریف میں حدیث ہے جس کے راوی ہیں حضرت امامہؓ، آنحضرتؐ نے فرمایا، یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنْ تَبْذُلِ الْفَضْلَ خَیْرٌ لَّکَ، اے آدم کے بیٹے اگر تو اپنا زائد از ضرورت مال راہ خدا میں صرف کر دے، تو یہ تیرے لئے بہتر ہے، فضل کو دولت کے مترادف ٹھہرایا گیا ہے

مال کیا ہے؟

قرآن نے فرمایا، مال باعث قیام حیات ہے، بخاری شریف میں حضرت حکیم ابن حزامؓ کا بیان مذکور ہے، فرماتے ہیں، سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُہٗ فَاَعْطَانِیْ، ثُمَّ قَالَ یَا حَکِیْمُ اِنَّ ہٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ اَخَذَہٗ بِسَخَاوَۃِ نَفْسٍ بُوْرِکَ لَہٗ فِیْہِ وَمَنْ اَخَذَہٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ یُبَارَکْ لَہٗ فِیْہِ، وَکَانَ کَالَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ، اے حکیم یہ مال دیکھنے میں بڑا خوشنما ہے، اس کا مزہ میٹھا ہے، جو اسے سیر چشمی سے لیتا ہے، اللہ اس کے لئے اس میں برکت پیدا فرما دیتا ہے، اور جو اسے حرص و طمع کے باعث لیتا ہے، اللہ اس کے لئے اس برکت نہیں پیدا فرماتا، اور اس کی کیفیت اس شخص کی مانند ہو جاتی ہے، جو کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا، عیاں ہوا لالچی اور حریص کا مال اس کے لئے برکت سے خالی ہے، اس کے لئے وہ باعث عذاب ہے، اس کا عذاب اس شخص جیسا ہے، جس کا خواہ وہ کچھ کھائے مگر اس کا پیٹ کبھی بھی نہیں بھرتا، آنحضرتؐ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے خادم حضرت انس بن مالکؓ کے لئے دعا فرمائی، اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَبَارِکْ لَہٗ فِیْمَا اَعْطَیْتَہٗ، اے پروردگار اس کو کثرت سے مال دے، اولاد دے، اور جو کچھ اسے دے اس میں برکت پیدا فرما، (بخاری شریف)، حضرت انسؓ مفلس تھے، کثیر المال اور کثیر الاولاد ہو گئے قرآن نے فرمایا، یُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ، اللہ تعالیٰ مدد کرے گا تمہاری مال سے اولاد سے، آنحضرتؐ نے پیشگوئی فرمائی، حضرت کعب بن عیاضؓ کا بیان ہے، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ فِتْنَۃً وَّفِتْنَۃُ اُمَّتِیْ الْمَالُ (ترمذی، مشکوٰۃ) میں نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، ہر قوم کا امتحان لیا گیا، اور میری امت کا امتحان مال کے باب میں لیا جائے گا،

قابل غور حقائق

جس چیز کو قرآن نے خیر، حسنہ، فضل، نعمت، متاع سے تعبیر فرمایا ہے، وہ بری نہیں ہے اچھی ہے، جس کے لئے آنحضرتؐ نے دعا فرمائی، وہ اچھی شئے ہے، بری نہیں ہے، جس سے اللہ انسانوں کی مدد فرماتا ہے، وہ قابل نفرت نہیں، زکوٰۃ کا ثواب ثروت والا ہی حاصل کر سکتا ہے حج کی نعمت سے وہی بہرہ ور ہو سکتا ہے، کہ جو صاحب حیثیت ہے، راہِ خدا میں مال وہی خرچ کر سکتا ہے، جو مال رکھتا ہے، خداوند تعالیٰ کی مخلوق کے لئے خوراک، پوشاک کا اہتمام وہی کر سکتا ہے ان کی ضروریات کا کفیل وہی ہو سکتا ہے، جو تونگر ہے، قومی، ملکی کاموں میں دل کھول کر وہی روپیہ صرف کر سکتا ہے، جو مالدار ہے، اس لئے حصول مال نیکی ہے خوبی ہے،

تاریخی شواہد

آنحضرتؐ نے اسلام کی تبلیغ کا آغاز مکہ مکرمہ سے فرمایا، ابتداء میں جو ایمان لائے، ان میں اکثریت مالداروں کی تھی، حضرت خدیجہؓ آنحضرتؐ کی رفیقہ حیات تھیں، عرب کی ممتاز تاجرہ تھیں، صاحب ثروت تھیں، ایمان لانے میں انہوں نے سبقت فرمائی، وہ آپ کی صداقت، یتامیٰ پروری، مہمان نوازی، خدا کی مخلوق پر شفقت، اور ان کی مالی اعانت سے متاثر ہوئیں، مشہور ترین زیرک، مردم شناس، حضرت ابوبکرؓ ممتاز تاجر تھے، انہوں نے اسلام قبول کیا، اپنا تمام اثاثہ ان مظلومین پر صرف کیا، جن کو ایمان کے باعث ستایا جاتا تھا، انہیں جابروں کی غلامی سے نجات دلائی، حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت بہر نوع خوش کن تھی، ان کا معاشی نظام بیت المالی نظام تھا، آزادی گئی، غلامی آئی، وہ افلاس اپنے ساتھ لائی، مسلمان بحیثیت قوم قلاش ہوگئے، مقروض ہوگئے، انگریزوں کے غلام اور ہندو ساہوکاروں، مہاجنوں کے محتاج، اور دست نگر ہوگئے۔

تاریخ اور مشاہدہ کا فیصلہ

فاضل بکن کہتا ہے

دنیا کی کوئی منطق واقعات کو نہیں جھٹلا سکتی، خدارا سوچو، تاریخ کی شہادت کیا ہے؟ مشاہدہ کیا ہے؟ واقعہ کیا ہے؟ شدید تنقید، عمیق تجزیہ اور ٹھنڈی منطق بھی گرمجوشی سے یہ بیان کرنے پر مجبور ہے، کہ بیت المالی نظام کی روایات ازبس شاندار ہیں، نصرانیت، بدھ مت، ہندو مت، مادیت، نازیت اشتراکیت، اور اشتمالیت کا دامن روایات سے یکسر تہی ہے، روحانیت، اخلاق کی طہارت تو ملت اسلامیہ کی خصوصی، امتیازی علامت ہے، آج کی دنیا ہر شے کو معاشی، اقتصادی اور مادی نگاہ سے دیکھنے کی عادی ہے، ایک نظام وہ ہے کہ جس سے مسلمانوں نے ایک ہزار سے زائد مدت تک بیش بہا فوائد حاصل کئے ہیں، یہ شاعری نہیں، فسانہ نہیں، کہانی نہیں، یہ حقیقت ہے، اس کے نقوش تاریخ کے اوراق پر ثبت ہیں، کیونکہ اس نظام کو چھوڑ کر کسی ایسے نظام کو اپنایا جائے، جو ابھی تجربہ کے گہوارہ سے باہر نہیں نکلا، جس دستور کو جامہ عمل پہنانے کے لئے روس نے اپنے آپ کو پیش کیا تھا، کیا اس کا کوئی مثبت پہلو روس میں ہے؟ پاکستان کا قول بے خبری، اور تعصب پر محمول کیا جا سکتا ہے، علانیہ یہ ظلم ہوگا، کذب بیانی ہوگی، مگر چین تو گھر کا بھیدی ہے، منزل کا ساتھی ہے، وہ برملا کہہ رہا ہے، کہ روس کارل مارکس سے منحرف ہوگیا ہے؟ وہ اشتراکی نہیں ہے؟ اشتمالی نہیں ہے؟ سامراجی ہے؟ بیت المالی نظام آزمایا ہوا نسخہ ہے، کامیاب ترین نسخہ ہے، ہماری مزاج کے مطابق ہے، ہماری روایات کے مطابق ہے، ہماری افتاد طبیعت کے مطابق ہے، اس سے ہماری عقیدت وابستہ ہے یہ نظام ہمارے اسلاف کا ترکہ ہے، ہماری وراثت ہے، ہم اس سے روگشتہ ہو کر راس المالی نظام کے گرویدہ کیسے ہوسکتے ہیں، اس نظام میں حلال وحرام کی کوئی تمیز نہیں ہے یہ نظام عیاشی کی دعوت ہے، مےخواری کا جام ہے، اوباشی کا پیام ہے، اس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رقص و سرود ہے، بے حجابی ہے، عریانی ہے، بور ہے، لوٹ ہے، کھسوٹ ہے اس بیج کی کاشت سے الحاد کی فصل تیار ہوتا ہے، اس کی کوکھ سے فسق پیدا ہوتا ہے مسلمان کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو، اسے فسق سے طبعی نفرت ہے، اس کی فطرت فسق کو پسند نہیں کرتی، اس نظام کے علم برداروں نے ہماری آزادی کھوٹی، ہماری تہذیب کو پامال کیا، اس نے ہمیں اسلام سے روگش ہونے پر ابھارا، اس نے ہندو کو نوازا، یہود کی پرورش کی اور مسلمان کو ہر رنگ تباہ کرنے کی سعی کی، ہم اسے کیوں پسند کر سکتے ہیں؟ ہم مردہ نہیں ہیں، فالج زدہ نہیں ہیں، ہمارا احساس زندہ ہے، ضمیر بیدار ہے،

بیت المالی نظام کے بنیادی اصول

کائنات کا رب اللہ ہے، وہ ہر جاندار اور بے جان کی تربیت کرتا ہے، اس کے بقا اور نشو و نما کے اسباب مہیا فرماتا ہے، ہر چیز کا مالک اللہ ہے، انسان خدا کا شاہکار ہے، اس کی بہترین مخلوق ہے، انسان کا معبود، اور مقصود اللہ ہے، اللہ تعالیٰ نے آنحضرت سے فرمایا، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ (پ۳۰ سورہ ناس) اے رسول کہہ دے، آدمیوں کا رب اللہ ہے، بنی نوع انسان کا مالک، حاکم اللہ ہے فرزندان آدم کا معبود اللہ ہے، سورہ طٰہٰ پارہ ۱۶ میں فرمایا لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى، اسی کا ہے جو آسمانوں میں، زمین میں، جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے، اور جو کچھ زمین کی مٹی کے نیچے ہے،

چھٹے پارے سورہ مائدہ میں فرمایا، وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ، جو لوگ اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہیں دیتے، وہ لوگ کافر ہیں، وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ جو اللہ کے فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہیں دیتے وہ ظالم ہیں، وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ، جو لوگ اللہ کے فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہیں دیتے، وہ فاسق ہیں، واضح ہو گیا کہ اللہ کو کفر، ظلم، اور فسق پسند نہیں، اللہ نے صرف فرمایا کہ ان لوگوں کی نشاندہی فرما دی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق حکومت کرتے ہیں، برسے ہیں، جو اللہ کے فرمان کے مطابق حکم نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ نظر نہیں آتا، وہ رازق ہے، مگر وہ رزق عطا فرماتے ہوئے، اس طرح دکھائی نہیں دیتا، جیسے دفتر، یا بینک کا خزانچی ملازموں یا چیک والوں کو روپیہ دیتے ہوئے نظر آتا ہے، کھیتوں کو پیدا وہی فرماتا ہے، مگر وہ یوں آنکھوں کے سامنے نہیں آتا جیسے کسان ہل جوتتے ہوئے ہماری نظر کے سامنے ہوتا ہے، وہ حاکم ہے مگر غیر مرئی ہے، وہ حاکم اس شکل میں جلوہ فرما نہیں ہوتا، جیسے جج عدالت کی کرسی پر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد فرمایا، وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط، وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (پارہ ۵ سورہ نساء) اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب نازل فرمائی ہے اور دانائی نازل فرمائی ہے، اور آپ کو وہ باتیں سکھائی ہیں جو آپ نہیں جانتے تھے، اور آپ پر خدا کا بڑا فضل ہے، تاریخ عالم شاہد ہے، کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، اس زمانے میں اس شہر میں کوئی مدرسہ تھا نہ مکتب، عرب دنیا سے الگ تھلگ ایک جزیرہ نما ہے ان دنوں وہاں آمد و رفت کے لیے اونٹ اور گھوڑے استعمال میں لائے جاتے تھے، آنحضرت نے قرآن پیش فرمایا، جو عربی نثر کی اولین کتاب ہے، آپ کی ہر بات پر حکمت تھی، حکمت بھی آپ پر بارگاہ ایزدی سے نازل کی گئی، آپ کو قرآن کا شارح اور معلم بنایا گیا، آپ کو علم سے نوازا گیا، آپ پر بڑا ہی فضل کیا گیا، فرمایا، ان حاکموں کی بات نہ ماننا جو کافر ہیں، ظالم ہیں، فاسق ہیں، اس لئے کہ وہ اپنی معلومات کی بنا پر، اپنے اختیار سے حکم کرتے ہیں، ان کے برعکس ایک ذات اقدس وہ بھی ہے، جس کی نسبت فرمایا، فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا، اور تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ خدا کے ماننے والے نہیں کہلا سکتے تاوقتیکہ اپنے تمام تنازعات میں آپ کو حاکم نہ مانیں، اور جو فیصلہ آپ کریں، اس کے باب میں اپنے دل کی گہرائیوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں، بلکہ اس کو خوشی سے اس طرح مان لیں کہ جیسے مان لینے کا حق ہوتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم سے مراد ہوتی ہے، واضح دلیل جس سے مدعا کو ثابت کیا جاتا ہے، عربوں کا مشاہدہ تھا کہ نبی کریمؐ کا کوئی استاد نہ تھا، تاریخ عالم تسلیم کرتی ہے۔ کہ کوئی ایسا استاد نہ تھا جس کے سامنے آنحضرتؐ نے زانوئے ادب طے کیا ہو گویا آپ کا اُمّی ہونا ایک مسلمہ حقیقت ہے، آپ کو رسولؐ اور حاکم اللہ نے بنایا، آپ کو قرآن سکھایا، حکمت سکھائی، علم سے نوازا، اپنے فضلِ عظیم کا مورد بنایا، واضح کیا، آپ کا ہر فیصلہ الٰہی فیصلہ ہے، اس میں ایمان کا نور ہے، اس میں کفر، ظلم، فسق کا شائبہ تک نہیں ہے، یہ فیصلہ دلوں کو مطمئن کرنے والا ہے، اس سے کوئی اضطراب پیدا ہونے کا امکان نہیں ہے، یہ مہر نبوت قابل تسلیم ہے، ظاہر و باہر ہے، کہ لوگوں نے آپ کو فیصلہ کرتے ہوئے دیکھا، آپ کے ارشادات اپنے کانوں سے سنے، ۲۶ پارے سورۂ حجرات میں واضح کیا جنہوں نے آپ کو اعتقاد کی نگاہوں سے دیکھا، آپ کی ہدایات کو گوش ارادت سے سنا، ان کی کیفیت یہ ہو گئی، وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اور جان لو کہ تم میں اللہ کا رسولؐ ہے، عیاں ہوا، ایسے لوگ بھی تھے، جن میں رسولؐ مقبول جلوہ آرا تھے، خدا فرماتا ہے، حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم، اے لوگو تم میں رسول ہے تمہارے دلوں میں خدا نے ایمان کی محبت کو جاگزین کر دیا ہے، اور تمہارے دلوں میں ایمان کو نگینہ کی مانند جڑ دیا گیا ہے، کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان، تمہارے دلوں میں کفر سے فسق سے گناہ و لغزش سے نفرت پیدا کر دی گئی ہے، رسولؐ پر خدا کے فضل کا یہ عالم ہے، کہ جن پر اس کی نگاہ پڑ گئی، جنہیں ازراہِ ادب و عقیدت اس کے ارشادات کی سماعت نصیب ہوئی۔ وہ مومن ہو گئے، ان کے دلوں میں ایمان کی محبت جاگزین ہو گئی، ان کے ذہنوں کی انگوٹھیوں میں ایمان کے نگینے جڑ دئے گئے، ان کو کفر سے فسق سے گناہ سے نفرت ہو گئی، اللہ معبود ہے۔ اس نے ہمیں عبادت کا حکم دیا ہے، مگر اس نے نماز پڑھ کر ہمیں نہیں دکھائی، خدا معبود ہے عابد بندہ ہے، آنحضرتؐ عبد ہیں، آپؐ نے صحابہؓ کو نماز سکھائی، پڑھ کر دکھائی، یہ اس دانائی کے باعث تھا، جسے قدرت نے حکمت سے تعبیر فرمایا، ظاہر ہوا، کہ بیت المالی نظام کے ماننے والوں کے لئے لازمی ہے، کہ اپنے نظام کو کتاب، سنتؐ، اور صحابہؓ کی سنت کے سانچے میں ڈھالیں، خدا نے ہمیں حکم دیا ہے، کہ جب ہم حاکم بنیں، تو انصاف سے حکومت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں، ہمارے سامنے تعلیم نبوی موجود ہے، ہمیں اس کے مطابق اس فریضہ کو سرانجام دینا ہے،
۳۰ ویں پارے سورۃ والتین میں فرمایا، اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ، کیا اللہ تعالیٰ حاکموں کا حاکم نہیں ہے، عیاں ہوا کہ دوسرے بھی حاکم ہیں، مگر سب حاکموں کا حاکم اللہ تعالیٰ ہے، حاکم اچھے بھی ہیں بُرے بھی ہیں، قرآن کی تصریحات کے مطابق اچھے حاکم وہ ہیں جو کتاب وسنّت کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں، آنحضرتؐ نے واضح فرمایا، کہ ان کے صحابہؓ کتاب و سنّت کے مطابق فیصلہ کرتے تھے، آپ نے اپنے صحابی معاذ بن جبلؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا، آپؐ نے ان سے فرمایا، کیف تقضی یا معاذ، اسے معاذ آپ معاملات کا تصفیہ کیسے کریں گے؟ انہوں نے عرض کی قرآن مجید کے مطابق، حضورؐ نے پوچھا، فان لم تجد فی کتاب اللہ، اگر تجھے قرآن مجید کا حل نظر نہ آئے تو آپ کیا کریں گے، انہوں نے گذارش کی اس صورت میں وہ احادیث پر متوجہ ہوں گے، حضورؐ نے فرمایا، اگر ان میں بھی حل نظر نہ آئے، تو آپ کا طرز عمل کیا ہوگا، حضرت معاذؓ بولے، وہ اپنے اجتہاد (اپنی عقل) سے کام لیں گے، آپؐ نے ان کے افکار کو پسند فرمایا، اور اس کی تصدیق کی کہ وہ آپ کے واقعی ترجمان اور نمائندہ ہیں، اس سے عیاں ہوا کہ حضورؐ نے حاکم بنائے، اور انہوں نے واضح کیا، کہ وہ کتاب وسنت و اجتہاد کے مطابق فیصلہ کریں گے، قرآن نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میاں بیوی میں جھگڑا ہو، تو اس کے لئے حَکم مقرر کرنے چاہئیے، ایک نمائندہ مرد کی طرف سے ہو، دوسرا ترجمان عورت کا ہو، تیسرا ثالث ہو یہ ہدایت پانچویں سپارے سورۃ نساء میں مذکور ہے، یہ حقائق واضح کرتے ہیں، کہ اللہ کو حاکم ماننے کا اعلیٰ طریق یہ ہے، کہ کتاب وسنّت واجتہاد کے نظام کو تسلیم کیا جائے۔

ملکیت کا سوال

قرآن وحدیث میں بے شمار مرتبہ اس کا بیان ہے، کہ ہر شے کا مالک اللہ ہے، چنانچہ تیسرے پارے میں ہے اللہ مالک الملک، اس میں یہ بھی ہے، تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء، تو جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے، جس سے چاہتا ہے، ملک چھین لیتا ہے، یہ بھی فرمایا ہے، لا یشرک فی حکمہ احدًا وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں بناتا، دلیل یہ ہے، لہ الخلق والامر، دنیا کو پیدا اس نے کیا ہے، لہٰذا حکم بھی اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ہے، آثار دلالت کرتے ہیں، کہ وہ خالق ہے، اور آثار ہی کا علم نافع ہے، مگر کسی نے اپنی آنکھوں سے رب العزت کو دنیا کو پیدا کرتے ہوئے نہیں دیکھا، ایسے ہی یہ صحیح ہے، کہ ایک ذرہ سے لیکر آفتاب تک، قطرہ سے لے کر سمندر تک، ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے، نظریہ اسلام کے معترض بعض دعوہ دارانِ نظام اشتمالی یہ ارشاد فرماتے ہیں، کہ اللہ کی مالکیت کا مفہوم یہ ہے، کہ ہر شے کی مالک ریاست ہے، ریاست کا ایک ہے حاکم اعلیٰ یا آمر یا ڈکٹیٹر یا مختار مطلق، وہ ریاست کی ہر مملوکہ شے کا مالک ہے، ان کے نزدیک، اللہ کو مالک ماننے کی عملی صورت یہ ہے، کہ آمر کو مالک ہر شے مان لیا جائے، سوال یہ ہے، کہ اللہ ایشیا، افریقہ، یورپ، اور امریکہ کا مالک ہے یا نہیں؟ تو کیا اس مالکیت کو تسلیم کرنے کی صورت یہ ہے، کہ کسی آمر کو ان براعظموں کا واحد مالک تسلیم کر لیا جائے، اس مفہوم کو صحیح اور واجب العمل مان لینے کی صورت میں کیا دنیا کو امن کا ایک سانس بھی نصیب ہو سکتا ہے؟ آمر تو وہی ہوگا جو سب کو اپنا غلام اور محکوم بنا لے گا، ہم نے عملی طور پر یہی دیکھا، کہ جب لینن زندہ تھا، سارا روس اس کا تھا، علم پر اس کا قبضہ تھا، ذہن پر اس کا تسلط تھا، رائے اس کی تھی، حقیقت کا مذاق اڑانے کو کہہ دیا جاتا تھا، کہ وہ روسی عوام کا لیڈر ہے، وہ فوت ہو گیا، سٹالن آیا، اس کے عہد میں بھی یہی تھا، کہ روس سے مراد اس کی ذات تھی، جو اس کی نہیں مانتا تھا، اسے گولی سے اڑا دیا جاتا تھا، وہ مر گیا تو اس کا اقتدار کروشیف کو مل گیا، اس کا سٹالن کی لحد پر بھی تصرف تھا، روس کے ہم نواؤں نے اس کے اقتدار کو مان لیا، اس نے اشتراکی ملک چین سے کہا، کہ وہ اپنی چند بندرگاہیں روسی بیڑے کے حوالے کر دے، چین نے انکار کر دیا، کروشیف نے کہا، چین سرمایہ دار ہو گیا ہے، چین نے کہا، روس ہی اشتراکی سامراج ہے یہ مثال اس کو ظاہر کرنے کو پیش کی گئی ہے، کہ اللہ کی مالکیت کا یہ معنی نہیں ہے، کہ ہر چیز کی مالک ریاست ہے، دنیا میں تو بے شمار ریاستیں ہیں، اگر ہر ریاست کا یہ دعوے متذکرہ معنی کے رو سے صحیح ہے، کہ وہ ہر شے کی مالک ہے، تو وہ کیونکر گوارا کر سکتی ہے، کہ دوسری ریاست ایک اور ملک کے اشخاص اور اس کے کل ذرائع آمد پر متصرف ہو جائے، اور یہ کہنا کہ اس کی جائز مالک وہ ہے، یہ مفہوم تو ایک دائمی اور مستقل کشمکش کی بنیاد ڈالتا ہے۔ امریکہ کی زمین کی مالکہ اگر امریکہ بھی ہے، اور ایسے ہی ہر شخص ہر شے کا مالک ہے، کسی دوسرے کو یہ حق نہیں کہ اسے ٹوک دے، کون مان سکتا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہر شے کا وہ بھی مالک ہے، اور ساری دُنیا بھی مالک ہے، دو ذبح کرنے والوں میں ایک سا مرغی حرام ہو جاتی ہے، تو دنیا کی ہر اینٹ فساد کا اکھاڑا کیوں نہیں بن سکتی، اس لئے قرآن کا اصول ماننا پڑے گا، کہ خدا دنیا کا مالک اس لئے ہے کہ وہ دنیا کا خالق ہے، یہ حق واحد خدا کا ہے، خالق ہونے میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے، عدم سے وجود میں لانا اس کا کام ہے، کوئی آمر یا کوئی بادشاہ کسی ریاست کا مالک نہیں ہے، اللہ نے قانونِ وراثت بنا دیا ہے، اور یہ ساری اشیاء بنی نوع انسان کو بہ حیثیت خلیفہ بطور امانت استعمال کے لئے دی گئی ہیں، اور ہر ایک کو اس کے استعمال کا حق ہے، ضابطۂ وراثت کے رو سے ہر بشر کسی شے کا وارث ہے، اور وہ مالک کہلا سکتا ہے، وہ کہہ سکتا ہے، میری جان، میری زمین، میرا گھر، میرا پاکستان، میرا لباس، وغیرہ اللہ کسی کے سامنے آ کر یا کسی کو اپنے پاس بلا کر یہ نہیں فرماتا، کہ یہ شے تیری ہے، یہ اُس کی ہے، اس کے لین دین کی صورت یہ نہیں ہے جو ہمیں دکھائی دیتی ہے، جیسے اس کی خالقیت اور حاکمیت کا انداز جدا ہے، ویسے ہی اس کی مالکیت کا انداز بھی متفاوت ہے، اس نے کتابِ الٰہی میں وراثت و مالکیت کے قوانین بنا دئے ہیں، نبی کریمؐ نے عملاً ان کی ہیئت کو نمایاں کر دیا ہے، جن کی نبی نے بلا واسطہ طریق پر تربیت کی، انہوں نے نبیؐ کی سنت کو اجاگر کر دیا ہے، اس لئے ہم مالکیت اور ملکیت کے خصوص میں بھی تعلیم اسلام کے تابع ہیں، خدا نے فرمایا، اطیعوا اللہ خدا کی اطاعت کرو، جب وہ سامنے نہیں تو اس کی اطاعت کا مفہوم کیا ہے، یہی نہ کہ اس نے قرآن میں جو ارشادات فرمائے ہیں، ان کی اطاعت کی جائے، اس نے فرمایا، اطیعوا الرسول خدا کے رسول کی اطاعت کرو، واضح کیا، مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (پارہ ۵ سورہ نساء) ہم نے جس رسول کو بھی بھیجا اپنے اذن سے مطاع بنا کے بھیجا جو اطاعت کرے اسے کہتے ہیں مطیع، اور جس کی اطاعت کی جائے وہ ہے مطاع، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد فرمایا، وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (پارہ ۵ سورہ نساء) جس نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی، بلا شبہ اس نے خدا کی اطاعت کی، تیسرے پارے آل عمران میں فرمایا۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ، اے رسولؐ کہہ دے، اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری (رسولؐ) کی

www.KitaboSunnat.com

پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا پیارا بنا لے گا، ہر عقیدہ اس لئے ہے کہ اسے جامۂ عمل پہنایا جائے، اگر کوئی نظریہ برنگِ عمل اپنانے کے لئے نہیں ہے، تو وہ محض ایک خیال ہے: تصور ہے ہم نے اللہ کو نہیں دیکھا، اسلام کی ابتدا مکہ معظمہ سے ہوئی، صحابہؓ نے یہ ہیئت ٹیلی ویژن Television کی نہیں دیکھا تھا، کہ وہ اللہ ہے، وہ جبرائیل ہے، وہ قرآن ہے، اللہ قرآن مجید جبرائیل کے حوالے کر رہا ہے، اور جبرائیل اسے آنحضرتؐ کے دل پر اتار رہے ہیں، اپنا دل نظر نہیں آتا، صحابہؓ نے حضورؐ کے دل کو کب دیکھا تھا؟ اللہ نے جہاد کا حکم دیا، مگر لڑ کے نہیں دکھایا، اس نے حج کا حکم دیا، مگر طواف کرنے کا ڈھنگ، ہم نے رسولِ مقبولؐ سے سیکھا، جہاد حضورؐ نے کر کے دکھایا، ۱۴ سو سال کا تواتر ظاہر کر رہا ہے کہ نماز یہ ہے، روزہ یہ ہے، زکوٰۃ یہ ہے، جہاد یہ ہے، حج یہ ہے، علامہ اقبالؒ نے تعلیماتِ اسلامی کو ایک شعر میں سمیٹ کر بیان کر دیا،

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

جو کچھ تو اسلام کے نام پر کر رہا ہے، اس کا سلسلہ آنحضرتؐ تک پہنچا دے، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ کام حضورؐ نے کیا ہے، یا اسے گوارا کیا ہے، یا اس سے منع نہیں فرمایا ہے، تو اسے کر اللہ راضی ہو جائے گا، تمام دین رسولؐ کا طرزِ عمل ہے، حقیقت میں وجود خدا کا ہے، وہ از خود ہے، وہ وجود کا عطا کرنے والا ہے، موجود ہم بھی ہیں، اس لئے کہ اس نے ہمیں وجود عنایت فرمایا ہے، اگر ہم کہیں کہ ہم نہیں ہیں تو یہ کہنا اس امر کے مرادف ہوگا، کہ اس نے ہمیں پیدا نہیں کیا، وجود مرحمت نہیں فرمایا، ایسے ہی ان معنوں میں خالق وہی ہے، کہ اس نے ہر شے کو نیست سے ہست فرمایا ہے، ہم چیزوں کو جوڑتے ہیں اس لئے صانع کہلاتے ہیں، صانع حقیقی وہی ہے، ایسے ہی ہر شے کا مالک وہی ہے اس لئے کہ خالق وہی ہے، لیکن چونکہ اس نے جو شے انسان کو دی ہے، اسے اجازت دی ہے کہ وہ کہے کہ یہ میری شے ہے، اس لئے اگر ہم کہیں یہ ہمارا پاکستان ہے، یہ ہمارا مکان ہے یہ ہمارا اثاثہ ہے، یہ ہمارا وطن ہے، تو یہ جائز ہے، آنحضرتؐ کو رسول اس نے بنایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن اس نے سکھایا، اس کا شارح اس نے بنایا، حکمت اس نے سکھائی، لنفر سے رفاقت سے صحابہؓ کو نیک، پاک اور قدسی صفات بنانے کی صلاحیت اللہ نے آنحضرتؐ میں پیدا فرمائی، انہیں حقائق اس نے بتائے، آپ کو اپنے فضل کا مورد اس نے بنایا، مطاع اس نے بنایا،

خالق، رازق، مالک، حاکم، اللہ ہے

جب ہمارا سب کچھ اللہ کا ہے، اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ ہمارا رب ہے، اس نے ہماری نشو ونما اور ہمارے ارتقا کا سامان پیدا فرمایا ہے، اس نے ہماری دنیوی و دینی کامیابی کے لئے راہنما حضورؐ کو تجویز فرمایا ہے، تو ہمارا ایمانی، اخلاقی، انسانی فرض ہے، کہ ہم اس کے احکام، رسولؐ کی تصریحات، رسول کی عملی تشریح کے مطابق زندگی بسر کریں، یہی ہے ہمارے محبوب وطن پاکستان کا نصب العین، اسلام کی تعلیم یہ ہے، کہ اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے جو ابدی ہے، بروز حشر ہم سے پوچھا جائے گا، ہم نے زندگی کیوں کر بسر کی؟ ہم نے اس کی عطا کردہ قوتوں، صلاحیتوں کو کن مستعدیوں اور سرگرمیوں میں صرف کیا ہم نے دولت کہاں سے لی؟ حلال ذرائع سے حاصل کی یا حرام سے؟ ہمیں بتایا گیا تھا یہ حلال ہے یہ مباح ہے، یہ حرام ہے، ہم نے ان ہدایات پر کیوں کر عمل کیا۔ دیگر نظاموں میں حلال یا حرام کا سوال نہیں ہے، راس المالی نظام تو اس باب میں مطلقاً آزاد واقع ہوا ہے، اشتمالی نظام کی راہ بھی اس سے الگ نہیں ہے، اول الذکر نے ناداروں کو لوٹنا جائز تصور کیا، اور آخر الذکر نے سرمایہ کاروں کو تباہ کرنا اپنا فریضہ تصور کیا، اس نے طاقت پہ زور دیا، اس نے نفرت کو اوڑھنا اور بچھونا بنایا، بیت المالی نظام ان دونوں سے جدا ہے، مسلمان کا نعرہ یہ ہے،

نے پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے
ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

دولت اور اسلام

دولت کو لوٹ سے اکتناز سے احتکار سے جبر سے چوری سے قزاقی سے رشوت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے قمار بازی سے، سٹہ سے، جھوٹ سے، فریب سے، عصمت فروشی سے، ضمیر فروشی سے، ذلت سے حاصل کرنا کمانا حرام ہے، زراعت سے تجارت سے صنعت سے مزدوری سے ہنر سے محنت سے وصیت سے کرایہ سے وراثت سے علم و مہارت سے حاصل کرنا جائز ہے اور دولت کے خصوص میں ایک بنیادی، اور اصولی حکم یہ ارشاد فرمایا "کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَاءِ مِنْکُمْ" (پارہ ۲۸ سورۂ حشر) تاکہ تم میں جو لوگ دولت مند ہیں، مال انہی کے ہاتھوں میں گھومتا اور پھرتا نہ رہے، دُولت اور دولت عربی زبان کے الفاظ ہیں، ان کا ترجمہ ہے وہ مال جو ایک کے ہاتھ سے نکل کر دوسرے کے ہاتھ میں جائے، کبھی اس کو ملے، کبھی اس کو ملے، دولت روپیہ پیسہ اور سکہ کو بھی کہتے ہیں، کیوں کہ ان کا ادل بدل عام طور پر ہوتا رہتا ہے آج اس کے پاس ہے، کل اس کے پاس ہے، یہ ہے اس کا معاشی مفہوم، اگر دولت امراء میں بند ہو کر رہ جائے، تو وہ بن جاتی ہے کنز، جیسے غیر رواں اور بند پانی میں بدبو اور سڑاند پیدا ہو جاتی ہے، ایسے ہی دولت کی محدود تقسیم ناخوشگوار اور باعث آزار بن جاتی ہے، اس سے دو طبقات پیدا ہو جاتے ہیں، انتہائی تونگر، انتہائی مفلس، اسلامی تعلیم اس تقسیم کے خلاف ہے، بروئے اسلام جو دولت جائز، مباح، ذرائع سے حاصل کی جائے، اس کی حفاظت کے لئے اپنی جان قربان دینے والا شہید ہے، جیسے جان کی حفاظت، آبرو کی حفاظت، ملک کی حفاظت، دین کی حفاظت کار ثواب ہے، ایسے ہی مال و دولت کا تحفظ بھی شرعی فریضہ ہے، نیکی ہے حسن عمل ہے،

مسلمان اور زراعت

دولت کمانے کا ایک جائز، مفید، اور بابرکت ذریعہ زراعت ہے، خوردنی، نوشیدنی، پوشیدنی، فروختنی اشیاء زمین سے حاصل ہوتی ہیں، ہندوستان کی اراضیات کو زرخیز بنانے، گوناگوں اقسام کے پھل، بوقلموں انواع کے پھول، اعلیٰ درجے کے چاول، اور بہترین گندم کی کاشت کے قابل بنانے میں ہمارے اسلاف نے بہت کچھ کیا، ہندو صرف اپنے مہاجنوں، ساہوکاروں، بنیوں، پر ضرور ناز کر سکتے ہیں، تاریخ شاہد ہے، کہ جو پھل، پھول، عطر، کھانے، اور لباس ہماری وجہ سے ہندوستان میں معرض وجود میں

www.KitaboSunnat.com

آئے، ہنود ان کے تصور سے بھی ناآشنا تھے، اسلاف کی روایات ترقی کی راہ پر گامزن رواں دواں ہونے کے لئے مہمیز کا کام دے سکتی ہیں، ہمارے ملی پیشواؤں کی مساعی جمیلہ کے باعث ایران، عراق، مصر، افریقہ کی زرعی پیداوار میں غایت درجے کا اضافہ ہوا، فرزندانِ توحید نے صقلیہ (سسلی) اور ہسپانیہ کی کایا پلٹ دی، انگریز نے ہند کی دولت لوٹی، اور اس کے خون سے برطانیہ کو رنگین، فربہ و توانا کیا، جن ملکوں پر پاکستان مشتمل ہے، ان کو پس ماندہ رکھنے کے لئے ہنود و فرنگ، دونوں نے سعی کی، ان کا تصور یہ تھا کہ پاکستان روئی اور پٹ سن کا ایک کارخانہ بھی نہیں بنا سکے گا، وہ ہماری اقتصادی غلامی سے کبھی بھی نجات نہیں حاصل کر سکے گا، اراضیات کا جو انتظام انگریزوں نے کیا، وہ ہمارے نظام سے مختلف تھا، وہ ہمارے لئے معتبر تھا، اس ضمن میں اشتمالی نظام کی روایات بھی ہمارے لئے قابلِ تقلید نہیں ہیں، روس میں کشتکاروں یا زمینداروں سے اراضیات، مویشی، گھوڑے، آلاتِ زراعت چھین لئے گئے، انفرادی ملکیت کو ختم کرکے ریاستی ملکیت کا نظام قائم کیا گیا، لوگوں نے اسی دھاندلی اور تصرف کو خوشی سے قبول نہ کیا، انہوں نے اپنے جانور اپنے ہاتھوں سے ذبح کر دئیے عوام کا خون پانی کی مانند بہایا گیا، پیداوار بالکل گھٹ گئی، ملک کو قحط سے دوچار ہونا پڑا، لینن کو اپنی گرفت ڈھیلی کرنی پڑی، چند فی صد اشخاص کو کچھ اراضیات لوٹا دی گئیں، کسی قدر ملکیت تسلیم کر لی گئی، انہیں نجی کاشت کی اجازت دی گئی، تجربے نے ثابت کیا، کہ نجی کاشت سرکاری اجتماعی کاشت سے زیادہ مفید ہے، زرعی پیداوار کے خصوص میں اشتمالی نظام، راس المالی نظام سے بھی بدتر ثابت ہوا ہے۔

مشاہدہ یہ ہے کہ انسان وہ کام جس سے اس کو ذاتی نفع ہو، اور جس میں اس کی اپنی مرضی کا دخل ہو، زیادہ ثمر آور ہوتا ہے، کشت کار کو بالکل ملازم، اور خادم بنا دینا سودمند نہیں، فی ایکڑ پیداوار جتنی امریکہ میں ہے، اتنی روس میں ہے نہ چین میں، برطانیہ کا راس المالی نظام کسانوں کے لئے آفتِ جاں ثابت ہوا، آئرلینڈ میں برطانیہ سے علیحدگی کا جذبہ اس طرزِ عمل کا رہینِ منت ہے، کہ جو انگلینڈ کے مالکانِ اراضیات نے آئرلینڈ والوں کے ساتھ روا رکھا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راس المالی نظام اس لئے ناقابل قبول ہے کہ اس کی کوکھ سے اشتمالی نظام پیدا ہوا، ضرورت اس امر کی ہے، کہ ہم اپنے کسانوں کو زیور علم سے آراستہ کریں، حدیث نبوی ہے کہ تحصیل علم ہر مسلمان پر فرض ہے، رنج ہے کہ ہمارے ہاں پڑھے لکھوں کی تعداد بہت ہی کم ہے، فی ایکڑ پیداوار بہت کم ہے، ہم نے اپنے نظام کو رائج نہیں کیا، تعلیم عامہ کا اہتمام نہیں کیا، ہم خوردنی اشیاء کی کافی تعداد راس المالی نظام والوں سے خریدتے ہیں، ہمارے مسائل ہیں دو، مغربی پاکستان میں کھیتوں کے لئے کافی پانی کی فراہمی کا اہتمام کرنا، مشرقی پاکستان میں طغیانیوں اور طوفانوں کے اثرات سے نجات حاصل کرنا، یہاں قلت آب ہے وہاں کثرت آب ہے، ہمیں سیم اور تھور کا ستھراؤ کرنا ہے، ان امور کے لئے سائنسی تدابیر سے فائدہ گیر ہونا لابدی ہے، جس تجرباتی و مشاہداتی سائنس کی بنیاد ہم نے رکھی اس میں ہم بہت پیچھے ہیں، ہمارے پاس مؤثر نسخہ جات ہیں، مگر ہم ان کو استعمال میں لانے سے غفلت برت رہے ہیں، دنیا ہمارے اکابر کے زرین کارناموں کی معترف ہے، مگر وہ ہم سے یوں خطاب کرنے میں حق بجانب ہے،

تھے تو آبا وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو

ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو

اس ضمن میں "امداد باہمی" کی بنیاد پر انجمن ہائے کثیر الاغراض، زرعی ترقی، خرید و فروخت پیداوار، بلا سود بہم رسانی سرمایہ کا قیام ضروری ہے،

زمیندار اور کاشتکار

راس المالی اور اشتمالی نظام مادیت پر مبنی ہیں، ان کی تعلیم یہ ہے کہ زمیندار اور کاشتکار کے مفاد میں یکسانیت نہیں ہے، مادیت کا فیصلہ یہ ہے کہ ان دونوں میں محبت اور مودت کا رشتہ نہیں ہو سکتا، جو ایک کا پیرہن ہے، وہ دوسرے کا کفن ہے، اشتمالی نظام کی بنیاد ہی طبقاتی کشمکش پر ہے، اس کا چراغ اسی روغن سے جلتا ہے، بیت المالی نظام اس پر بجا طور پر اظہار فخر کر سکتا ہے کہ اس نے زمیندار اور دہقان کو بھائی بھائی بنا دیا، ملت اسلامیہ کے دو بازو، ایک مہاجرین اور دوسرے انصار کہلاتے ہیں، اول الذکر مکہ مکرمہ کے رہنے والے تھے، اور آخر الذکر کا وطن مدینہ منورہ تھا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید نے فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (پارہ ۲۶ سورہ حجرات) مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں،

ظاہر ہے کہ ان کا وطن ایک نہیں تھا، نسلی اعتبار سے ان میں تفاوت تھا، مہاجرین کا کاروبار تجارت تھا، اور انصار کا ذریعہ معاش زراعت تھا، آنحضرت کا ارشاد ہے،

اَلنَّاسُ کُلُّهُمْ اِخْوَةٌ سب انسان بھائی بھائی ہیں (مسلم شریف، ابوداؤد شریف)

فرزندانِ توحید قرآن کے بیان، آنحضرت کے حدیث کے مفہوم کو خوب سمجھتے تھے، ان پر ظاہر تھا کہ انسانیت کا جوہر کیا ہے؟ آدمیت کے خصائص کیا ہیں؟ مہاجرین کا نقشہ قرآن مجید نے ان الفاظ میں کھینچا ہے:

مہاجرین کا عشق دین

۱۷ ویں پارے سورہ حج میں فرمایا، اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ۔ مہاجرین وہ لوگ ہیں جن کو ان کے گھروں سے ناحق نکال دیا گیا تھا، انہوں نے کچھ قصور نہیں کیا، وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے انہیں بھی عام بنی نوع انسان کی مانند اپنا وطن عزیز تھا، انہیں بھی اپنے گھروں سے الفت تھی، انہیں بھی اپنی اولاد پیاری تھی، وہ دلدادگانِ رہبانیت نہیں تھے، انہیں اپنی گھر والیوں سے نفرت نہ تھی، بلاشبہ یہ صحیح ہے، کہ انہیں ہر شئے سے اسلام زیادہ عزیز تھا، وہ اللہ کے لئے جیتے تھے، اور اسی کے لئے مرتے تھے، انہوں نے مکہ کے سرمایہ دار، اور صاحبانِ اقتدار قریش کا کچھ بگاڑا نہیں تھا، انہیں نکال دیا گیا، انہوں نے ہجرت محض رضائے الہی کے لئے کی، ان کے افکار، ان کے کردار، اور ان کی صلاحیتوں کو غدار جانا تھا، قرآن کہتا ہے کہ ان سے کافر لڑتے اور انہیں ختم کر دینے پر مستعد ہو گئے، اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا، انہیں اجازت دی گئی کہ جو ان سے لڑنا چاہتے ہیں، جو ان کی تخریب کے در پے ہیں، وہ ان سے لڑ سکتے ہیں (پارہ ۱۷ سورہ حج)

ظاہر ہے کہ اگر مقابلے میں ان کی طاقت زیادہ ہوتی، تو کیوں ان کے دشمن وطن سے ان کے اخراج پر قادر ہوتے۔ سوال یہ ہے کیا وہ اپنے سے زیادہ قوی، جری اور تعداد میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناسب نہ سمجھے کہ زیادہ افراد سے جنگ کر سکتے تھے؟ کیا اس صورت میں ان کا مرنا یقینی نہیں تھا، بلا ریب عقلی لحاظ سے ان کی موت یقینی تھی، قرآن نے فرمایا ان کو جہاد کی اس اجازت اس بنا پر دی گئی ہے کہ وہ مظلوم تھے، وہ خدا والے تھے، پروانہ شمع توحید تھے، تعداد میں تھوڑے تھے، کمزور تھے، مظلوم تھے، رب العزت نے فرمایا، ان اللہ علی نصرھم لقدیر، اللہ تعالیٰ ان کی امداد پر قادر ہے، وہ انہیں مظفر و منصور بنا سکتا ہے، ان کا خدا کی ذات پر اس کی نصرت پر اس کی قوت پر کامل ایمان تھا، اللہ تعالیٰ ان کی نسبت ارشاد فرماتا ہے، الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر، یہ مہاجرین ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں دسترس اور اختیار دیں تو یہ لوگ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، نیکی کا حکم کریں گے، برائی سے روکیں گے، ان مکہ والوں کو جو اس وقت اسلام کے دشمن تھے، جب اقتدار تھا، ان بت پرستوں نے خدا پرستوں کو نکال دیا، جب یہ خدا پرست صاحب اقتدار ہوں گے، نماز اور زکوٰۃ کا نظام قائم کریں گے، یہ مفلس نہیں رہیں گے، جنہوں نے ہمارے لئے اپنا مال چھوڑا ہے، ان کو بہت سا زیادہ مال دیا جائے گا کہ وہ ذی ثروت ہو جائیں گے، وہ نیکی کا حکم کریں گے، بدی سے روکیں گے، جیسے وہ بے بسی، مظلومی، کمزوری کے عالم میں اللہ والے تھے، ایسے ہی وہ قوی، ذی ثروت، ذی سطوت، اقتدار و اختیار کے مالک ہو کر بھی نیکی، ایثار اور قربانی کے پیکر ہوں گے، بیت المالی نظام کے ستون یہی لوگ تھے، ہم نے پاکستان اس لئے حاصل کیا ہے کہ ہم آزاد فضا میں سانس لیں، اور اسلامی اقدار کردار کو اپنائیں، بیت المالی نظام کے قیام و استحکام کے درپے ہو جائیں، اپنی مشکلات پر قابو پانے کے بعد دنیا کے سامنے معاشی و اخلاقی دستور کی ایک روشن مثال قائم کریں،

انصار کا کردار، و ایثار

۲۸ پارہ سورہ حشر میں فرمایا، کہ مدینہ منورہ کے انصار نے جن کا ذریعہ معاش فلاحت و زراعت تھا، یحبون من ھاجر الیھم جو مہاجرین ہجرت کر کے ان کے ہاں پہنچے ان کی کیفیت یہ ہے کہ ان کے دلوں میں مہاجر بھائیوں کی محبت ہے، ولا یجدون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ، وہ بدل وجان ان کی خاطر تواضع کرتے ہیں ، اور اسی فریضہ محبت دیتے ہیں وہ اپنے سینوں اپنے دلوں میں قطعاً کسی قسم کی کوئی تنگی محسوس نہیں کرتے ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ، اور اپنی جانوں پر ان کو مقدم رکھتے ہیں ، اگر ان پر خود فاقہ کی نوبت کیوں نہ آجائے ، اللہ تعالیٰ نے جیسے مہاجرین کے دل کے تصورات کا نقشہ کھینچا ؛ ایسے ہی انصار کے دلوں پر محبت ، ایثار ، خلوص ، اور قربانی کے جو نقوش تھے ، ان کی حقیقت کو آشکارا فرمایا ، اسلامی تاریخ اور احادیث نبوی کے مطالعہ سے عیاں ہوتا ہے ، کہ انصار نے مہاجرین سے کہا ، ہماری آدھی جائداد لے لو ، مہاجرین نے فرمایا ، اللہ تعالیٰ تمہارے مال میں تمہارے اہل وعیال میں برکت کرے ، ہم پر اتنا کرم کرو ، کہ ہمیں اپنی منڈیوں کا پتہ بتا دو ، دنیا کی پوری تاریخ اس اخوت کا نقشہ نہیں پیش کر سکتی ، جس کا مرقع تعلیم اسلامی نے پیش فرمایا ، ہماری روایات بے نظیر ہیں ، ہماری تاریخ اپنا جواب نہیں رکھتی -

آنحضرت ﷺ کا ارشاد

مدینہ منورہ سے یہودیوں کا ایک قبیلہ بنو نضیر اپنی شرارتوں اور فساد آرائیوں کے باعث مدینہ منورہ سے بھاگ گیا ، اور اپنی غیر منقولہ جائداد وہیں چھوڑ گیا ، ان کے اموال پر حکومت اسلامیہ قابض ہو گئی تو آنحضرت ﷺ نے مہاجرین اور انصار کو جمع فرمایا ، اور انصار سے فرمایا ، دیکھو تمہارے بھائیوں کے پاس مال و دولت کچھ نہیں ہے ، وہ سب لٹ لٹا کر مدینہ پہنچے ہیں ، اگر تم چاہو تو بنو نضیر کا مال اور جو کچھ تمہارے پاس ہے تمہارا ذاتی مال ہے اس سب کو اکٹھا کر کے تم سب میں تقسیم کرایا جائے ، اور یا یہ کرو کہ اپنا مال اپنے ہی پاس رکھو ، لیکن یہ مال مہاجرین ہی میں تقسیم کیا جاتا ہے ، انصار نے جواب میں گذارش کی ، یا رسول اللہ یہ مال تو آپ پورا انہیں میں تقسیم فرما دیں ، اور ہمارے پاس کے اموال میں سے جو آپ چاہیں ان لوگوں کو دے دیجئے ، آپ کو اس میں پورا اختیار ہے (الخراج لیحییٰ صفحہ ۳۴)

یہ ہے ہمارے اسلاف کا کردار وایثار ہمارا فریضہ ہے ان کا اتباع ،

ہاں تنگ کرنا ہے ناداں مجھے اتنا ٭ یا جل کے دکھادے دہن ایسا کمر ایسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انگریز کا نظریہ یہ تھا، محکوم کا اتحاد تاراج کرو اور راج کرو، اس نے کشمکش طبقاتی و مقامی پیدا کرنے والے اقتصادی نظام کے نشتر سے ہماری اسلامی روح کو مجروح کیا، انہوں نے یہ پڑھایا، اور یہ نظریہ پھیلایا، کہ دیہاتیوں کے مفاد شہریوں سے متفاوت ہوتے ہیں، شہری دیہاتی کا خون پیتا ہے، اور تاجر کا فائدہ اسی میں ہے کہ کاشتکار دلدل رہے، وہ آزاد نہ ہو جائے، ہندو مہاجنوں اور ساہوکاروں نے کسانوں اور زمینداروں کو لوٹا، ان کو عیاشی، شادی، غمی اور مرگ کی مسرفانہ رسوم کا دلدادہ بنایا، انہیں غیر مفید قرضہ کے نامختتم چکر میں پھنسایا، اور انہیں اپنا محتاج بنایا، حضرت قائد اعظم مرحوم نے ہمیں فرنگی اور مہاجن کی دست برد سے بچایا، ہم ایک آزاد اسلامی مملکت کے مالک ہیں، ہماری نجات اسلام کے بیت المالی نظام کو اپنانے سے ہے، ہمارے سامنے اسلامی روایات ہیں، مہاجرین اور انصار کا کردار و ایثار ہے، مساوات ہمارا معیار اور اخوت ہمارا شعار ہے؛

اخوّت و مساوات

نہایت ضروری ہے کہ زمیندار اور کاشتکار اخوت و مساوات کے جذبات سے سرشار ہوں،
۲۶ ویں پارہ سورۃ حجرات میں ہے، انما المومنون اخوۃ، آپس میں سب بھائی بھائی ہیں،
ارشاد نبوی ہے، المسلم اخو المسلم، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، فرمانِ رسولؐ ہے،
کونوا عباد اللہ اخوانا، اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ (بخاری شریف)

زمینداروں اور کسانوں میں جذبۂ اخوت کے نشوونما سے ہمارے معاشرے میں خوشگوار انقلاب پیدا ہو سکتا ہے، انگریزوں نے زمیندار کو فرمانروا، بلند اور باقیوں کو کمین ٹھہرایا، یہ تصور انسانیت کش ہے، اسلام کے نزدیک شرافت و عظمت کا معیار میراث نہیں ہے، دولت نہیں ہے، کوئی شخص دوسرے شخص سے اس بنا پر محترم و معظم و مکرم نہیں کہ اس کا نام معزز ہے یا وہ فلاں ذات یا فلاں بستی کا رہنے والا ہے، عربی عجمی سے اشرف نہیں، عجمی عربی سے افضل نہیں، معیارِ فضیلت دین ہے، تقویٰ ہے، دگر ہیچ، مساوات صرف اخوت کی کوکھ سے پیدا ہوتی ہے، اسلام نے یوں یہ تعلیم دی ہے، کہ مومن اور مسلم بھائی بھائی ہیں، کس سلسلہ اخوت کے رشتہ میں پرو دیا ہے، ظاہر ہے کہ اگر الف اور ب سگے بھائی ہیں تو حقیقی رشتہ قدرتی کہلاتے ہیں، ان کے باپ میں دونوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بھائیوں میں مساوات ہے، رشتے ہیں، دو قدرتی غیر قدرتی، ماں باپ قدرتی تعلق دار ہیں، جو شخص جس کسی ماں کا بیٹا ہے، اس نے ماں کو اپنی مرضی سے ماں نہیں بنایا، جس کو قدرت نے اس کا والدِ محترم بنا دیا ہے، بہر نوع ان کا احترام و ادب اس کا فریضہ ہے، شوہر اپنے انتخاب سے بیوی اپنی مرضی سے رفیقِ حیات کو قبول کرتی ہے، اس کا نام ہے ایجاب و قبول، اس تعلق کی نوعیت قدرتی ربط کی خصوصیت سے جداگانہ ہے، الف اور ب سگے بھائیوں کا باپ ایک ہے ماں ایک ہے بہن ایک ہے، ماموں، چچا، تایا، پھوپھی، خالہ ایک ہیں، ان میں نسبت مساوات کی ہے، ایک مسلمان کا تعلق دوسرے مسلمان سے ربطِ کلمہ کی بنیاد پر ہے، اگر سگا بھائی کافر ہو جاتا ہے، تو مسلمان اس کے مقابلہ میں ہر مسلمان کو اپنا برادر تصور کرتا ہے، کافر کا پیوند ملتِ کفر سے ہو جاتا ہے، اس کا نفع نقصان، عروج و زوال، اس ملت سے وابستہ ہو جاتا ہے، اس ملت کا دشمن اس کا دشمن ہوتا ہے، اور اس کا دشمن ہوتا ہے، اور اس کا دوست اس کا دوست ہوتا ہے سگے بھائی کا باہمی تعلق پانی کی ایک بوند کے اشتراک کے باعث تھا، اسلامی اخوت کا پیوند توحید نبوت پر ایمان کی وجہ سے ہے، اگر کوئی مسلمان زمیندار اپنے کشت کار کو اپنے سے فروتر، اور کہتر گردانتا ہے، تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ اس کے ایمان کا دامن داغدار ہو گیا ہے، لابدی ہے کہ ہم انگریز کی پیدا کردہ ذہنیت، اور برہمنیت کے تراشیدہ ذات پات کے بتوں کو پارہ پارہ کریں، خدا پرست اور بت شکن بن جائیں کہ کلمہ گو کمین نہیں ہے، کبھی نہیں ہے، رذیل نہیں ہے، اچھوت نہیں ہے، اسلام نے ہر انسان کو خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم قابلِ احترام قرار دیا ہے آدمیت کا احترام اہم جز تعلیم اسلام ہے، سرمایہ داری نے کہا کہ فیوڈلسٹ Feudalist جاگیردار (لینڈ لارڈ) اونچا ہے، صنعت کار، مزدور کار کمتر ہے، سرمایہ کار بلند تر ہے، انگریز نے ہند میں یہ رٹ لگائی کہ زمیندار سردار ہے، کشت کار اس کا خدمت گذار ہے، دستکار ہے، مزدور کار محض خدمت گار ہے، یہ رٹ لایعنی ہے، قابلِ نفرت ہے،

انفرادی شخصی ملکیت

باذشعبہ اسلام انفرادی یا ملکیتِ فردی کا قائل ہے، اس کی تعلیم یہ ہے کہ اس زندگی کے بعد عاقبت بھی ہے، اخروی زندگی میں ملکیت کے حصول، مال کے انفاق کا سوال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ہوگا، راہِ خدا میں دولت صرف کرنے والا جنت میں جائے گا، ناجائز طریق پر مال کا حصول، بخل، اسراف پہلے درجے کا گناہ ہے، اس کی پاداش دوزخ ہے، اور اس کے لئے ضروری ہے، کہ انسان کی نسبت یہ تسلیم کیا جائے کہ اسے مال کمانے اور اسے اپنی ملکیت بنانے اور اسے اپنی منشا کے مطابق خرچ کرنے کا حق ہے، اللہ نے اس باب میں جو احکام صادر فرمائے ہیں، ان کی پابندی لازمی ہے، بلاشک یہ صحیح ہے، کہ آنحضرتؐ اور صحابہؓ نے اقطاع (جاگیریں) عطا فرمائیں، ان کی اسلامی خصوصیت کو پیشِ نظر رکھنا لازمی ہے، یہ دیکھنا ضروری ہے، کہ اراضیات کیوں دی گئیں؟ کن کو دی گئیں؟ مصالح عمومی کا کتنا خیال ملحوظ رکھا گیا؟ اسلاف کا طرزِ عمل کیا تھا؟ احوال کیا تھے؟ اصولی نکات اور بنیادی حقائق ہیں؟ ان سے مدعا قوم کی بھلائی تھی یا کسی ایک شخص یا خاندان کو حاکم، مالدار، یا صاحبِ اختیار بنانا تھا؟ جاگیردار خادم تھا یا حاکم؟

دوسرے پارے سورۂ بقرہ میں فرمایا گیا ہے، ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل (ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ)، زید کا مال زید کی ملکیت ہے، خالد کا سرمایہ خالد کی ملکیت ہے، چوتھے پارے سورۂ نساء میں ہے، وآتوا الیتامیٰ اموالھم اور یتیموں کا مال جو تمہاری تحویل میں ہے، ان کے حوالے کردو، یتیم کو مال وراثت سے ملے گا، اس کی جائداد اس کی ملکیت ہے، وراثت جائز ہے، ورثہ سے لیا ہوا مال جائز ملکیت ہے، ولا تاکلوا اموالھم الیٰ اموالکم، اور نہ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ، اسی سپارے اور اسی سورہ میں یہ ہدایت بھی فرمائی وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا، اور اپنا مال بے عقلوں کو نہ دو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے مالوں کو تمہارے قیام کا باعث بنایا ہے، گیارھویں پارے سورۂ توبہ میں فرمایا، خذ من اموالھم صدقۃ، آپ غربا کے لئے امرا و اغنیا کے اموال میں سے زکوٰۃ وصول کریں، تیسرے پارے سورۂ بقرہ میں یہ تصریح ہے، وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ اور جو سود سے توبہ کریں اور سود لینا چھوڑ دیں، ان کے لئے ان کے اموال کی اصل رقم ہے، پارہ ۲ سورۂ بقرہ میں ہے، مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا، کون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر جان، مال، متاع کا مالک اللہ ہے، اس کا ارشاد ہے،
ہے جو خدا کو قرضِ حسنہ دے، کہ حاجت مندوں کو بلا سود قرض دینا خدا کو قرضہ دینے کے مترادف ہے، خدا کی مخلوق کی خدمت کو خدا بہت بڑی نیکی ظاہر فرماتا ہے، اس کا ارشاد ظاہر کرتا ہے کہ اگر بندہ یہ تصور کرے کہ اس (بندہ) نے اپنا مال خدا کو بطور قرضِ حسنہ دیا ہے، تو یہ جائز ہے، قومی کاموں میں روپیہ صرف کرنا، مفلس بھائیوں، غریب ہمسایوں کو دینا، حاجت مند کو بغیر سود قرضہ دینا، اسے قرضہ معاف کر دینا، قرضہ حسنہ ہے۔

۲۶ویں پارے سورۂ ذاریات کا بیان ہے، وَفِیٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُومِ اور ان کے سوال میں سائل کا حق ہے، اور محروم کا حق ہے۔ ۱۸ویں پارے سورۂ نور میں یہ واضح کیا، وَاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اٰتٰىكُمْ، اور ان کو دو اللہ کے مال میں سے کچھ جو تمہیں جو مال اللہ نے تم کو دیا ہے۔ ظاہر ہوا، مال ہے اللہ کا، جسے وہ دیتا ہے اس کے لئے یہ حکم ہے وہ مال اس کی ملک ہو جاتا ہے، اسے حکم ہے کہ وہ اس مال کا کچھ حصہ ان کو بھی دے جو حاجت مند ہیں، قرآن مجید میں اس مضمون کی بے شمار آیات ہیں، ایسے ہی ان گنت احادیث سے فردی، انفرادی، نجی، شخصی ملکیت کا اثبات ہوتا ہے، وہ اپنی ملکیت بطور قرضِ حسنہ، اعانتِ اقربا، حمایتِ قومی، امورِ ملکی، بہبودِ معاشرہ پر صرف کر کے ثوابِ دارین کا مستحق ہوتا ہے۔

حقائق و شواہدِ اسلامی

۲ ہجری میں مدینہ منورہ میں اسلامی حکومت قیام پذیر ہوئی، مسلمانوں کو اپنی بقا، اپنے دفاع، فتنہ کی سرکوبی کے لئے جنگیں بھی لڑنی پڑیں، قرآن مجید دنیا کی سب سے پہلی کتاب ہے جس نے قوانینِ جنگ مرتب کئے، جہاد ایک باب اسلام ہے، آنحضرتؐ کو خدا نے رحمۃ للعالمین (رحمتِ کائنات) قرار دیا، آپ نے دنیا پر واضح فرما دیا کہ جہاد بھی رحمتِ الٰہی کا ایک پہلو ہے، اور وہ عالم انسانیت کے لئے پیامِ امن ہے، دعوتِ خیر و عافیت ہے، آنحضرتؐ اور صحابہؓ نے مفتوحین کے ساتھ جو سلوک کیا ان مفتوحین کے مذہب، ان کے تمدن، ان کی زبان، ان کے اموال، ان کے نفوس، اور ننگ و ناموس کی شاندار طریق پر حفاظت کی گئی، عہدِ اول میں اسی کا نتیجہ تھا کہ عام طور سے یہ تسلیم کر لیا گیا کہ اسلام خوف و دہشت کی طاقت نہیں ہے، جس سے بھاگا جائے یا اس کا مقابلہ کیا جائے، بلکہ وہ نیکی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسان و عدالت کا نظام ہے، رحمت و شفقت کا پیام ہے، اس حقیقت کے اجاگر ہونے کے بعد قوموں نے بلاوے بھیجے، شہروں نے پھاٹک کھول دیئے، قلعوں نے اپنی کنجیاں غازیان و داعیانِ اسلام کے آگے رکھ دیں، یہودیوں نے، عیسائیوں نے، آتش پرستوں نے اپنی اپنی عبادت گاہوں میں یہ دعائیں کیں، کہ انہیں اپنے بادشاہوں، شاہزادوں، حاکموں کے تسلط و قہر و غلبہ سے نجات حاصل ہو جائے، اور انہیں مجاہدین مسلمین کے ظلِ عاطفت میں زندگی بسر کرنے کی راحت نصیب ہو، وقت کی تمام مظلوم آبادیوں نے فرزندانِ توحید کو نجات دہندگان سمجھ کر ان کا بصدقِ دل خیر مقدم کیا اور انہیں خوش آمدید کہا۔

زمین کی تنظیم و تقسیم

اسلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ لڑائی میں جو کچھ حاصل ہو، فرمانروا کے مقررہ حصہ کے علاوہ بقایا لڑنے والوں کا حق ہے، قرآن مجید نے اس دستور کو ختم کر کے تمام مفتوحہ چیزوں کو خدا کی ملک قرار دیا، کہ اور اسلام کی اولین جنگ کے بعد ۱۷ رمضان المبارک کو بہ مقام بدر ہوئی، قرآن کا بیان آیا ہے:

یسئلونک عن الانفال، قل الانفال للہ والرسول (پارہ ۹) غازیوں کا وطن عرب تھا، عربوں کا قبائلی رواج لوٹ کھسوٹ غارتگری اور دشمن کی ہر شے پر تصرف تھا، جو لوگ غالب آجاتے سب کچھ چھین لیتے، اسلام نے ان کے ذہنوں اور ان کی روحوں میں یہ تغیر و تاثر پیدا کر دیا کہ ہر کام آنحضرت سے پوچھ کر آپ کی منشا کے مطابق سر انجام دیں، چنانچہ انہوں نے حضور سے دریافت کیا، مالِ غنیمت کا کیا جائے؟ آنحضرت کو رب العزت نے فرمایا، آپ انہیں یہ بتائیں کہ مالِ غنیمت اللہ کا ہے، رسول کا ہے، حدیث کی کتاب بخاری شریف کی جلد دوسری میں ہے، غنیمت کے باب میں رسول کے تصرف اور اس کے منصب کی حیثیت یہ ہے، للرسول قسم ذالک، رسول کا فریضہ ہے، اس مال کا بٹوارہ، واللہ انی لا اعطی احداً ولا امنعہ انما انا قاسم اضع حیث امرت (زاد المعاد جلد ۲ مصنفہ علامہ ابن قیم) اللہ تعالیٰ کی قسم ہے، نہ میں اپنی خواہش سے کسی کو دیتا ہوں، اور نہ روکتا ہوں، میں تو صرف قاسم (بانٹنے والا) ہوں جہاں دینے کا حکم دیا گیا ہے، میں وہاں دیتا ہوں، مختصر یہ کہ نظریۂ اسلامی کے مطابق مفتوحہ زمین اللہ کی ملک قرار دی گئی، وہ کسی خاص انسان کی ملک نہیں تھی، کسی جماعت کی ملک نہیں تھی، اسے خلیفۃ المسلمین اللہ کا امین ہونے کی حیثیت سے مفادِ عامہ کے پیشِ نظر (۱) غازیوں میں (۲) اصل باشندوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسان و عدالت کا نظام ہے، رحمت و شفقت کا پیام ہے، اس حقیقت کے اجاگر ہونے کے بعد قوموں نے بلاوے بھیجے، شہروں نے پھاٹک کھول دیے، قلعوں نے اپنی کنجیاں غازیان و داعیانِ اسلام کے آگے رکھ دیں، یہودیوں نے، عیسائیوں نے، آتش پرستوں نے اپنی اپنی عبادت گاہوں میں یہ دعائیں کیں، کہ انہیں اپنے بادشاہوں، شاہزادوں، امیروں کے تسلط و قہر و غلبہ سے نجات حاصل ہو جائے، اور انہیں مجاہدین و مسلمین کے ظلِ عاطفت میں زندگی بسر کرنے کی راحت نصیب ہو، وقت کی تمام مظلوم آبادیوں نے فرزندانِ توحید کو نجات دہندگان سمجھ کر ان کا بصدقِ دل خیر مقدم کیا، اور انہیں خوش آمدید کہا۔

زمین کی تنظیم و تقسیم

اسلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ لڑائی میں جو کچھ حاصل ہو، فرمانروا کے مقررہ حصہ کے علاوہ بقایا لڑنے والوں کا حق ہے، قرآن مجید نے اس دستور کو ختم کر کے تمام مفتوحہ چیزوں کو خدا کی ملک قرار دیا، کہ جزو اور اسلام کی اولین جنگ کے بعد جو ۱۷ رمضان المبارک کو بمقام بدر ہوئی، قرآن کا بیان آیا یسئلونك عن الانفال، قل الانفال لله والرسول (پارہ ۹) غازیوں کا وطن عرب تھا، عربوں کا قدیمی رواج لوٹ کھسوٹ غارتگری اور دشمن کی ہر شے پر تصرف تھا، جو لشکر غالب آ جاتے سب کچھ چھین لیتے، اسلام نے ان کے ذہنوں اور ان کی روحوں میں یہ تغیر و تاثر پیدا کر دیا کہ ہر کام آنحضرت سے پوچھ کر آپ کی منشا کے مطابق سر انجام دیں، چنانچہ انہوں نے حضورؐ سے دریافت کیا، مالِ غنیمت کا کیا جائے؟ آنحضرت کو رب العزت نے فرمایا، آپ انہیں یہ بتائیں کہ مالِ غنیمت اللہ کا ہے، رسولؐ کا ہے، حدیث کی کتاب بخاری شریف کی جلد دوسری میں ہے، غنیمت کے باب میں رسول کے تصرف اور اس کے منصب کی حیثیت، یہ ہے، للرسول قسم ذالك، رسولؐ کا فریضہ ہے اس مال کا بٹوارہ، والله انی لا اعطی احدًا ولا امنعه انما انا قاسم اضع حیث امرت (زاد المعاد جلد ۲ مصنفہ علامہ ابن قیمؒ) اللہ تعالیٰ کی قسم ہے، نہ میں اپنی خواہش سے کسی کو دیتا ہوں، اور نہ روکتا ہوں، میں تو صرف قاسم (بانٹنے والا) ہوں جہاں دینے کا حکم دیا گیا ہے، میں وہاں دیتا ہوں مختصر یہ کہ نظریۂ اسلامی کے مطابق مفتوحہ زمین اللہ کی ملک قرار دی گئی، وہ کسی خاص انسان کی ملک نہیں تھی، کسی جماعت کی ملک نہیں تھی، اسے خلیفۃ المسلمین اللہ کا امین ہونے کی حیثیت سے مفادِ عامہ کے پیشِ نظر (۱) غازیوں میں (۲) اصل باشندوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقسیم کر دیتا تھا، اسلام کے ابتدائی ایام (عہدِ نبوت) و عہدِ صدیق میں فوجیوں کی تنخواہوں اور مختلف وغیرہ کا کوئی انتظام نہ تھا، اس لیے ان کی خدمات کے صلہ میں اراضیات کا کچھ حصہ ان کے سپرد کر دیا جاتا تھا، تاکہ وہ اس کے ذریعے اپنی معاش کا اہتمام کر سکیں، اور باقی زمین اُن کے پاس ہی رہنے دی جاتی تھی، جن کے پاس پہلے ہوتی تھی، جب فوج خود کفیل ہو گئی، اس وقتی، عارضی نظام کو ختم کر دیا گیا، یہ بات بھی قابلِ غور ہے، کہ بعض زمینیں ایسی تھیں، جو جنگ کے بعد حکومت کے تصرف میں آتی تھیں، اور بعض ایسی تھیں، کہ لوگ اپنا سب کچھ چھوڑ کر چلے جاتے تھے، اراضیات بھی چھوڑ جاتے تھے، جو زمینیں جنگ کے بعد ملتی تھیں، ان کا شمار مالِ غنیمت میں ہوتا تھا اور جو جنگ کے بغیر حاصل ہوتی تھیں، وہ مالِ فے کہلاتی تھیں، یہ زمینیں انہی باشندوں کے پاس رہنے دی جاتی تھیں، جن کی بستیاں اسلامی حکومت کے تصرف میں آجاتی تھیں، ان میں یہی لوگ کاشت کرتے تھے، جن کے پاس زمینیں ہوتی تھیں، انہیں ان کو بیع کرنے یا کسی کے نام ہبہ کرنے کا اختیار ہوتا تھا، بدیں تصور ان کے مالک ہوتے تھے، اس جگہ کی کہ مالِ غنیمت و اراضیات کا مالک اللہ اور رسول ہے، تشریح قرآن نے یہ فرمائی، کہ وہ اراضیات یتامیٰ، مساکین، مسافروں، و مفادِ عامہ کے لئے ہیں، آنحضرتؐ اس تقسیم پر مامور تھے، عہدِ خلافت میں مفتوحہ زمین کی تقسیم تنظیم اصولی و بنیادی طور پہ مفادِ عامہ اور نفعِ خلق کے لئے استعمال میں لائی جاتی تھیں، کوئی خاص صورت متعین نہیں تھی، جو تدبیر بھی اصولی مقصد کے لئے مؤثر اور کارآمد تصور کی جاتی تھی، اس پہ عمل کیا جاتا تھا، اگر زمین پر کسی کا تصرف مفادِ عامہ کے منافی معلوم ہوتا تھا، تو حکومت اسے بے دخل کر دیتی تھی، اس لیے کہ اصل مالک خدا تھا، اور اس کی نمائندہ حکومت تھی، اور اس کا فریضہ اراضیات کو مخلوقِ خدا کے فائدہ کے لئے استعمال میں لانا تھا، اس سے مقصود ثروت زائی، اسراف اور عیش نہ تھا، آنحضرتؐ نے مکہ فتح فرمایا، یہاں کی زمین پر اہلِ مکہ کا تصرف بحال رہا، جو مسلمان ہجرت کر کے گئے تھے، ان کے باغات، ان کی اراضیات اور ان کے مویشیوں اور ان کے مکانات پر کفارِ مکہ قابض ہو گئے تھے، فتح کے بعد بھی ان کو مہاجرین کی املاک سے بھی نہ نکالا گیا، عرب اس بے نظیر حُسنِ سلوک سے بے حد اثر پذیر ہوئی، آنحضرتؐ کے عہد میں خیبر کا کچھ حصہ جنگ سے اور کچھ بغیر جنگ کے مسلمانوں کے تصرف میں آیا، اس کی اراضیات یہود کے تصرف میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنے دی گئیں، ان سے یہ معاہدہ کیا گیا، کہ نصف پیداوار ان کی ہوگی، اور نصف حکومت کی ہوگی، مدینہ میں جو یہود رہتے تھے، ان میں سے جو یہود شہر چھوڑ کر چلے گئے، ان کی اراضیات پر حکومت قابض ہوگئی، قرآن مجید نے اس کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے، واورثکم ارضھم ودیارھم واموالھم، اور بنا دیا ہم نے تم کو ان کی زمینوں، ان کے مکانوں، اور ان کے اموال کا وارث۔

شام و عراق کی زمین

عہد خلافت میں بھی تقسیم و تنظیم اراضی کے باب میں مفاد عامہ و مصالح عمومی کے اصول و مقصد کو ملحوظ رکھا گیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام و عراق فتح ہوا، سیدنا حضرت عمرؓ، سیدنا حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، اور حضرت معاذ بن جبلؓ ایسے اکابر صحابہ کی آراء کے مطابق عراق و شام کی اراضیات اصل باشندوں کے پاس رہنے دی گئیں، اس باب میں صحابہؓ کی مجلس شوریٰ کے اجلاس ہوئے، ان میں اصحاب کبارؓ نے جن خیالات کا اظہار فرمایا، ان میں سے بعض کے ارشادات کا خلاصہ حسب ذیل ہے،

بیوگان اور ناداروں کی کفالت

حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا "کیسے ہو سکتا ہے، کہ میں اس زمین کو فوجیوں میں تقسیم کردوں، اور بعد والوں کو ایسی حالت میں چھوڑ دوں، کہ اس میں ان کا کوئی حصہ نہ ہو، کیا آپ لوگوں کا منشا یہ ہے، کہ اس کی آمدنی ایک محدود طبقہ میں سمٹ کر رہ جائے، اور اس طبقہ میں ایک نسل کے بعد دیگر نسل کے پاس منتقل ہو جائے، اگر ایسا ہو جائے تو بیوگان اور ناداروں کی کفالت کہاں سے ہوگی؟

حضرت علیؓ نے فرمایا، کاشتکار اور اراضی کو یوں ہی کا توں رہنے دیجیے، تاکہ یہ سب لوگوں کے لئے مساوی معاشی قوت کا ذریعہ بن سکے،

حضرت معاذؓ کی تصریح، اگر حکومت زمینیں فوجیوں میں تقسیم کردیں، تو زرخیز اراضیات کے قطعات فوج میں تقسیم ہو کر رہ جائیں گے، پھر ان کے مرجانے کے بعد ان کے وارث ہوں گے، کسی کی وارث صرف ایک خاتون ہوگی، اور کسی کا وارث صرف ایک مرد ہوگا، حکومت کو یہ کام کرنا چاہیے، جس سے اس وقت کے لوگ بھی فائدہ گیر ہوں، اور بعد لوگوں کے بھی ان سے فوائد کا دروازہ بند نہ ہو،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان اجلاس کی مفصل روداد مع اپنے تبصرہ کے قاضی ابو یوسفؒ نے اپنی کتاب الخراج میں قلم بند فرمائی ہے۔ استاد الکل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب "ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء حصہ دوم" میں یہ واضح فرمایا ہے، کہ ان ممالک پر رومی اور فارسی تاجداروں کا قبضہ جابرانہ تھا، یہ اراضیات نہ ان کی موروثی ملک تھیں نہ وہ کاشت کار تھے، نہ وہ ان کے حقیقی مالک تھے، اسلامی حکومت نے کاشت کاروں کو ان کے مظالم سے آزاد کیا، اور ان کی املاک پر ان کا تصرف تسلیم کیا، اصولی طور پر اس سے یہ تسلیم کرایا کہ ملکیت کا حق حکومت کو ہے، اگر انہوں نے اراضیات کا استعمال اس طرح کیا کہ جس سے مصالح عمومی اور مفاد عامہ کو نقصان پہنچانے کا اندیشہ ہوا تو حکومت کو مداخلت کا حق ہوگا، اور انہیں غیر مفید تصرف سے محروم کر دیا جائے گا، صحابہؓ نے یہاں تک کیا کہ مفتوحہ ممالک کے دفاتر کی زبان بھی وہی قائم رکھی جو وہاں تھی چنانچہ عراق کا دفتر فارسی میں، شام کا رومی میں اور مصر کا قبطی زبان میں بحال رکھا گیا۔ نبی کریمؐ نے جو اراضی ان کو دیں اپنے اہل و عیال کا خرچ اس سے چلایا، اور فرمایا "لا یقتسم ورثتی دینارا" (میرے وارث دینار تقسیم نہ کریں۔ بخاری شریف مسلم شریف) پوری جماعت انبیاء کے متعلق یہ واضح فرمایا "لا نورث ما ترکنا صدقۃ" ہم (جماعت انبیاء) وارث نہیں بناتے، ہمارا ترکہ صدقہ ہے (جو مصالح عمومی پر صرف ہوگا۔ بخاری شریف مسلم شریف) اس عدل، اس کرم، اس مساوات انسانی، اس ایثار کی نظیر تاریخ عالم میں عنقا کا حکم رکھتی ہے۔

مزارعت

اسلام میں جائز ہے اگر زمین والا پیداوار کے کچھ حصہ کے عوض دوسرے سے کاشت کرائے، اس معاملہ کو مزارعت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عند الشرع مزارعت ایک قسم کا معاہدہ ہوتا ہے، جس کی رو سے کسان زمین کو بٹائی پر لیتا ہے اور صاحب زمین دہقان کی محنت کا معاوضہ غلہ یا نقدی کی صورت میں دیتا ہے، یہ درحقیقت قطعۂ اراضی کا کرایہ ہوتا ہے، اسلامی رو سے کسی معاہدہ میں کسی کی بے بسی اور مجبوری سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے، بلکہ ظلم ہے، زمین والا کاشت کار کے مقابلے میں زیادہ قوت والا ہوتا ہے، دہقان مقابلۃً مجبور اور کمزور ہوتا ہے، اسلامی اخوت کا تقاضا یہ نہیں، کہ طاقت اور عدم احتیاج کے بل بوتے پر لاچار اور محتاج سے ایسا معاہدہ کیا جائے، جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے لئے کم مفید ہو، اور فائدہ کا پلڑا زمین والے کے حق میں زیادہ وزنی ہو، فقہ کی مشہور کتاب عالمگیری میں ہے "فلهذا ينبغي تحذير الناس من المزارعة التي يترتب عليها حرمان العامل من كده واستغلال المالك اياه لحاجته" پس اسی بنا پر لازم و مناسب ہے، کہ لوگوں کو اس مزارعت سے روک دیا جائے، جس کا اثر یہ ہو کہ جس سے کشت کاروں کو اپنی محنت کے پھل سے محرومی لازمی ہوتی ہو، اور صاحب اراضی کو دہقان کی محنت سے ناجائز فائدہ گیری کا موقع میسر آتا ہو، نبی کریم ﷺ نے صحابہؓ کو ترغیب دلائی کہ وہ اپنے اسلامی بھائی مزارعین کو زمین بلا قیمت دیں، معاوضہ نہ لیں، کرایہ نہ لیں، صحابہؓ نے ایسا کیا، ضرورت ہے، کہ اسلامیہ جمہوریہ پاکستان میں اسی امر میں آنحضرت ﷺ کی رضا حاصل کی جائے، اور سنت صحابہؓ پر عمل کیا جائے، اسلامی تعلیم پر عمل کیا جائے، تو بھائیوں میں ہمدردی، خیر خواہی اور قربانی کے جذبات ابھریں گے، اگر یہ جذبہ مفقود ہو تو حکومت وقت کا فرض ہے، وہ مداخلت کرے اور ایسے قوانین وضع کئے جائیں، کہ پیداوار کا زیادہ سے زیادہ حصہ کشت کار کو ملے، اور جو صاحب ثروت نہیں ہے، مفلس ہے، معاہدے میں اس کے حقوق کے باب میں خصوصی رعایت شرعی فریضہ ہے، ان دنوں زمینداروں اور کسانوں کی علیحدہ علیحدہ انجمنیں ہیں، دونوں کے نمائندے منصفانہ شرائط طے کر سکتے ہیں، اسلامی منشا اخوت کے جذبہ کا نشوونما ہے، ایک مسلمان کا نقطہ نگاہ ایسا ہونا چاہیئے جو اسلامی الفت کی جھلک اپنے اندر رکھتا ہو، یہ زمانہ مشینی کاشت کا ہے، ترقی یافتہ قومیں جدید آلات، مفید کھاد، اور سائنسی طریقہ ہائے کاشت سے کام لے رہی ہیں، حکومت سرکاری اراضی کشت کاروں کو دے، اور پیش نظر یہ ہو، کہ پیداوار زیادہ ہو، اچھی ہو، زمین خوشامد کی بنا پر نہ دی جائے، اس بنا پر دی جائے کہ زمین کی کاشت کے باب میں کون زیادہ اہمیت اور صلاحیت رکھتا ہے، زمینوں کی تقسیم و تنظیم میں انگریز کے قائم کردہ نظام سے پورے طور پر اجتناب کیا جائے، حکومت خود کاشت کرائے، عمدہ بیج، عمدہ کھاد، عمدہ آلات بہم پہنچائے، اور کشت کار کو معقول معاوضہ دے، اور اس کی محنت کا اتنا پھل دے، کہ جو زمینداروں کے لئے نظیر بن جائے

رعایا کی فارغ البالی اور خوش حالی

علامہ سرخسیؒ نے اپنی عظیم القدر تصنیف "المبسوط جلد ۱" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نقل فرمائی ہے، کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے، عَمَّرُوْا بِلَادِیْ فَعَاشَ فِیْهَا عِبَادِیْ،
انہوں نے میرے ملکوں کو آباد کیا جن میں میرے بندوں نے زندگی بسر کی

علامہ ماوردی نے اپنی کتاب "ادب الدین والدنیا" میں یہ واقعہ درج کیا ہے، حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے، کہ آنحضرتؐ کے سامنے اہل عجم کو برا کہا گیا، حضورؐ نے نهی عن ذالک، اس سے منع فرمایا، اور کہا "لا تسبّوهم فانهم عمروا بلاد الله" ان کو برا نہ کہو، ان لوگوں نے اللہ کے ملکوں کو آباد اور خوش حال بنایا،

رعایا کی مرفہ الحالی اور فارغ البالی حکومت اسلامی کا فریضہ ہے، اسلام میں اصولاً مزارعت اس لئے ہے، کہ صاحب زمین اور کشت کار کے تعاون سے پیداوار میں کافی اضافہ ہو، کوئی زمین بے کار نہ پڑی رہے، جن زمینوں کو کاشت میں لایا جا سکتا ہو، اسے ضرور زیر کاشت لایا جائے، بے کاری نہ ہو اور اس کے وسیلے سے رعایا میں ہمدردی پیدا ہو، جو آدمی اپنے معاشی حالات کے باعث مجبور ہے، کہ وہ نہ اپنی زمین کی خود کاشت کر سکتا ہے، نہ کسی کو بلاقیمت، بلا معاوضہ بلا کرایہ دے سکتا ہے، وہ دوسرے سے کاشت کرائے، اور اس سے معاوضہ یا کرایہ وصول کرے، لازمی ہے، کہ دونوں کی آزادی کو سلب نہ کیا جائے، وہ جو چاہیں بیچیں، روس کا تجربہ یہ ظاہر کرتا ہے، کہ اگر ساری اراضیات حکومت اپنے تصرف میں لے لے، اور اپنی مرضی سے اجتماعی کاشت کرائے، تو اس سے ملکی پیداوار میں اضافہ کے بجائے کمی رونما ہوتی ہے، آزادی مفید ثابت ہوتی ہے، ڈنمارک، ہالینڈ، امریکہ، بلجیم میں مطلقاً آزادی ہے، ان کے ہاں پیداوار فی ایکڑ بہت زیادہ ہے، رنج ہے، کہ ہم اجناس خوردنی کے لئے بھی خود کفیل نہیں ہیں، محتاج اغیار ہیں، اور یہ محتاجی آزادی کے حق میں بے حد مضر ہے، جھوک کو دینے والے، کھلانے والے کی خوشامد کرنی ہی پڑتی ہے، اسلام میں فقر کی دو قسمیں ہیں، ایک ہے فقر مذموم، دوسرا ہے فقر محمود، خدا کا محتاج ہونا یہ ہے فقر محمود اور اغیار کا محتاج ہونا، دست نگر ہونا، یہ ہے فقر مذموم (ذمّا فقر) ہمیں اس برے فقر سے یا اغیار کی محتاجگی سے بچنا چاہئے، اس باب میں ہماری روایات یہ ہیں،

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا فرمان

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ ہی کو امت نے عمر ثانی کا خطاب دیا، علامہ یحییٰ کی کتاب الخراج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مذکور ہے، کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مزارعت کے باب میں اپنے گورنروں کے نام یہ فرمان جاری فرمایا،

"تمہارے ہاں جو بے کار اور خالی زمینیں پڑی ہیں، ان سب کو کسانوں میں بانٹ دو، اور پیداوار کے نصف حصے پر ان سے معاملہ کر لو، اگر وہ لوگ اس پر راضی نہ ہوں، تو پیداوار کا جتنا حصہ دینے پر وہ راضی ہو جائیں، اتنے ہی پر معاملہ کر لو، حتی کہ اگر دسواں حصہ خلافت کو دینے پر راضی ہوں، تو اسے بھی تسلیم کر کے انہیں زمین دے دو اور اگر اس پر بھی وہ تیار نہ ہوں، تو ان میں زمین مفت تقسیم کر دو، اور اگر وہ مفت لینے پر آمادہ نہ ہوں، تو سرکاری خزانہ کے اخراجات سے زمین پر کاشت کراؤ، لیکن کسی صورت میں زمین بیکار نہ رہنے دو، اور نہ کسی سے زمین زبردستی چھینو"

یہ حکم واضح الدلالت ہے، اپنی تشریح آپ کر رہا ہے، جہاں اسلامی ریاست کے لئے یہ لازمی ہے، کہ وہ رعایا کے لئے تعلیم، بہم رسانی ضروریات حیات، اور کاروبار و مشاغل کے مہیا کرنے کا اہتمام کرے، اس کو یہ اختیار بھی حاصل ہے، اور اس کا یہ بھی فرض ہے، کہ قابل کار، تندرست، غیر معذور افراد کو کام کرنے پر مجبور کرے، ہٹے کٹوں کے لئے مفت خوری کا انتظام حکومت کی تنگی، قوم کی فارغ البالی اور عام مرفہ الحالی کے مقاصد کے خلاف ہے، لابدی ہے، کہ قومی پیداوار میں اضافہ کی مؤثر تدابیر اختیار کی جائیں، اگر ایسا نہ کیا جائے، تو صرف موجودہ دولت کی از سر تقسیم کے ذریعے کسی ملک کے ہر فرد کو ایک معقول معیار زندگی، اور مناسب روزگار کی بہم رسانی کی ضمانت نہیں دی جا سکتی، اس کے مؤثر لائحہ عمل اور مخصوص منصوبہ بندی لابدی ہے، ہم معاشی طور پر پسماندہ ہیں، کم ترقی یافتہ ہیں، سائنسی طریقہ ہائے کاشت کو اپنانے، جدید مفید ترین آلات زراعت کو بنانے، استعمال میں لانے، اور اپنی بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے خوراک پیدا کرنے سے قاصر ہیں، یہ کمزوریاں ہیں، جن کو دور کرنا ہمارا ملکی، انسانی، عمرانی اور دینی فریضہ ہے، صرف یہ اصول اختیار کر کے کفالت عامہ کا فریضہ سرانجام پذیر نہیں ہو سکتا، کہ ارباب ثروت سے ان کی دولت کا ایک حصہ لے کر اہل حاجت کے درمیان تقسیم کر دیں، صحت یہی ہے، تندرستی

www.KitaboSunnat.com

اسی کا نام ہے، کہ بدن کا ہر عضو چاق وچوبند ہو، مضبوط وتوانا ہو، مشین وہی کام کر سکتی ہے، جس کا ہر پرزہ ٹھیک ٹھاک درست ہو، معاشرہ وہی اچھا ہے جس کا ہر طبقہ آسودہ ہو،

ترقی کے امکانات

پاکستان کے دو بازو ہیں، ایک بازو مشرقی پاکستان کی عام غوراک مچھلی اور چاول ہے، دوسرے بازو کا من بھاتا کھاجا گندم ہے، ہمارے باسمتی بیگمی اور پرمل چاول کی مانگ غیر ممالک میں کافی ہے، ہم اس کے ذریعے معقول دولت کما سکتے ہیں، ہمارے پھل بے حد لذیذ ہیں، ان کی دیگر ممالک میں کھپت کی وسیع گنجائش ہے، علمی طریقوں کو استعمال میں لا کر انہیں بیرونی اقالیم میں بھیجا جا سکتا ہے، ہمارے ہاں گوناگوں اقسام کی مچھلیاں ہیں، ان کی پیداوار میں بڑا اضافہ کیا جا سکتا ہے، اس باب میں تحریک امداد باہمی سے بڑا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، مویشیوں کی عمدہ پرداخت اور ان کی نسل میں افزائش بھی لازمی ہے روئی اور پٹ سن ہماری تجارتی اجناس ہیں، کماد بھی ہمارے لئے دولت کا خزانہ ہے، آبادی کے لحاظ سے ہمارا ملک چھوٹا ملک نہیں ہے، رقبہ کے اعتبار سے بھی ہم اکثر ممالک عالم سے بڑے ہیں، قدرتی وسائل کی بنا پر ہم متمول ہیں، سب سے بڑا خطہ بلوچستان ہے، وہ دولت کا خزانہ ہے،

(ہمیں یہ فخر ہے، کہ ہمارا وطن سب سے بڑی اسلامی مملکت ہے، محنت اور جدوجہد اور اسلامی دیانت کے ذریعے ہم دنیا بھر کی منڈیوں میں اپنی پیداوار مصنوعات اور اجناس کے لئے بڑا بلند مقام حاصل کر سکتے ہیں، بیت المالی نظام ہمیں شاد کام کر سکتا ہے، ہماری آبادی کا ۸۵ فی صد حصہ دیہات پر مشتمل ہے، نہایت ضروری ہے، کہ دیہات کے ماحول کو اسلامی بنایا جائے، اور فرنگی نظام کے اثرات وآثار کو ناپید کیا جائے، دھڑے بندی، مقدمہ بازی، مسرفانہ رسوم، قبائلی رقابتیں، وہ بلائیں ہیں، جنہوں نے وہاں اپنے مراکز قائم کر رکھے ہیں، طبقاتی کشمکش وہ سرطان ہے، طاعون ہے، سل ہے، دق ہے، جس کے ہم متحمل نہیں ہو سکتے، لازمی ہے کہ مسجد کے مولوی صاحب لے کر گاؤں کے ایک ایک مزدور، کاریگر، صنعت کار، اور کشت کار کو اس کی خودی سے آگاہ کیا جائے، اس کے اس احساس کو ابھارا جائے، کہ وہ آزاد شہری ہے، کمی نہیں ہے، غلام نہیں ہے، مسلمان ہے، غیور انسان ہے، از بس لازمی ہے، کہ دیہات میں اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے ان پر واضح کیا جائے، احساس کہتری گناہ ہے، رشوت دینا گناہ کبیرہ ہے، قتل ناقابل معافی جرم ہے، دھڑے بازی کافرانہ حرکت ہے، فضول خرچی کرنے والا شیطان کا بھائی ہوتا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں عمدہ بیج، کھاد، مویشی، آبپاشی، ضروریات کاشت کے لیے تقاوی دی جائیں، ایسے قرضہ جات دیے ہیں، جو آسان اقساط میں واجب الوصول ہوں، اور بلاسود ہوں، انہیں محسوس ہو کہ انہیں پرانی جونکوں، ساہوکاروں، مہاجنوں سے نجات حاصل ہو گئی ہے، زمیندار انہیں قرضے دیں، ان پر واضح ہو جائے کہ ان میں اور بنیا نوں میں فرق ہے، کافر ستم شعار تھا، اپنا کلمہ گو بھائی غمگسار ہے، ہمدرد ہے، عام آدمی، دیہاتی جس چیز کو آزادی تصور کرتا ہے، وہ ہے اقتصادی آزادی، معاشی خوشحالی، ماحول میں ایسا خوشگوار تغیر پیدا کیا جائے، معاشرہ اخوت پر مبنی ہو جائے، مزدکار، مسجد کا مولوی، دیہاتی مدرسہ کا مدرس، دہقان، باشندہ، گاؤں کے اکثر باشندے یہ کہنے پر مجبور نہ ہوں، کہ

عمر اپنی جو اس طور سے گذری غالب
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

انہیں بھی ستھرا پانی، ہوادار روشن کشادہ مکان میسر ہو، ان میں اتفاق ہو، محبت ہو، ان پر عیاں ہو کہ بڑے اور چھوٹے کی نشانی یہ نہیں کہ اس کے پاس زمین زیادہ ہے، مویشی زیادہ ہیں، اس کا پولیس میں اثر و رسوخ زیادہ ہے، اس کے گھر افسر آتے ہیں، بلکہ وہ یہ تصور کریں کہ ان کا نمبردار، چوہدری، بڑا، سردار وہ ہے، جو زیادہ نیکوکار ہے، غمگسار ہے، مخدوم وہی ہے جو بے لوث خدمت شعار ہے، سرکاری محکمہ جات کے جتنے کارپرداز دیہات میں جائیں، ان کی گفتگو سے طرز عمل سے اخوت کے انوار ظاہر ہوں، افسر صاحب اخلاق ہو، صاحب بہادر نہ ہو، رعب و تحکم شیوہ اغیار ہے اپنوں کا شیوہ نہیں، سرکاری دفتروں میں، کاروباری اداروں میں، تعلیم گاہوں میں بے شمار افراد ایسے کارفرما ہیں، جو دیہات میں پیدا ہوئے، انہیں اپنے اپنے گاؤں سے آج بھی محبت ہے، لازمی ہے کہ ان کی محبت جذباتی سے بڑھ کر عملی ہو جائے، اور وہ اپنے تجربے، اپنے علم، اور اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر اپنے اپنے گاؤں کو فردوس نظر بنائیں، اور وہ اپنے بھائیوں کو پیار و محبت کی نگاہوں سے دیکھیں اور ان کی اصلاح اور ان کی بہتری کو اپنی زندگی کا ایک اہم مقصد تصور کریں، وہ تعطیلات کے ایام، اور پنشن یاب یا ملازمتوں سے سبکدوشی کے بعد زندگی کا بقایا ان میں بسر کریں، اور ان کی خدمت کریں، ہمیں اپنے دیہات سے قلبی لگاؤ ہے، ہمارا فرض ہے کہ یہ دیکھیں، کہ دہقان، مزدکار اور باشندے اور بھی آسودہ حال ہوں، ملکی ترقی کا عام مفہوم یہی ہے، کہ اکثر آبادی خوشحال ہو، ہمارے ملک کی، فی صد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادی کو جھونپڑوں میں نہیں رہتی، بلکہ جھونپڑوں میں رہتی ہے، زرعی ترقی کے ساتھ ہمیں صنعتی ترقی کی بھی اشد ضرورت ہے، اس میں بھی ہم خود کفیل نہیں ہیں،

صنعتی ترقی اور فوجی قوت

واقعہ یہ ہے، کہ صنعتی ترقی اور فوجی قوت کے اعتبار سے آج راس المالی نظام والے، اور اشتمالی نظام والے ہم سے بہت ہی زیادہ اونچے ہیں، بیت المالی نظام والے اپنے نظام کی ہدایات سے غافل ہیں،

یہ دونوں نظام خالص مادیت پر مبنی ہیں، ان کی ترقی اشتراکیت یا سرمایہ داری کے باعث نہیں ہے، بلکہ اس کا سبب ان کا سائنسی عروج ہے، فنی کمال ہے، سائنس علم ہے، اشتمالیت کی پیداوار نہیں، سرمایہ داری اس کی جڑ نہیں،

پرتگال کا نظام سرمایہ داری ہے، مگر وہ کمزور ہے، البانیہ کا نظام اشتمالی ہے، وہ بھی کمزور ہے، ہمارے لئے ازبس لازمی ہے، کہ ہم انتہا درجے کی صنعتی ترقی کریں، اور ہماری فوجی قوت نہایت درجے کی مضبوط ہو، جیسے خزانوں کی حفاظت کے لئے مضبوط ترین پہرہ داروں کی ضرورت ہے، ایسے ہی جس ملک میں دولت ہے ثروت ہے، مگر اس کے پاس جدید ترین اسلحہ جنگ نہیں ہیں اس کی فوج مضبوط نہیں ہے، اس کے شہریوں کو دفاع ملک سے کوئی واسطہ نہیں ہے، وہ ہر وقت خطرے میں ہے، اس کی آبرو خطرے میں ہے، وہ زندہ نہیں رہ سکتا، اس کی تہذیب کا غنچہ مرجھا جائے گا، اس لئے آج معاشی سربلندی واقتصادی ارجمندی کا نہایت ہی ضروری اور قابل صد توجہ گوشہ عسکری طاقت اور حربی قوت ہے، قرآن مجید کا فرمان ہے،

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ (پارہ ۱۰ سورۃ انفال)

اور جہاں تک تم کر سکتے ہو، فوجی طاقت تیار کرو، گھوڑوں کی تیاری میں مستعد رہو، تاکہ ہیبت رہے تمہاری خدا کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر، اور تمہاری ہیبت رہے ان کے علاوہ ان پر جن کو تم نہیں جانتے مگر خدا جانتا ہے،

آیات مبارکہ کا ایک ایک لفظ قابل غور ہے، مینار ہدایت ہے، پہلا حکم یہ ہے، واعدوا لہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لھم ما استطعتم من قوۃ ، کل قوم جتنی طاقت اس کے پاس ہو، اسے ایک جا کرے ، کل قوم جس قدر اس کے بس میں ہو اس کے لئے ممکن ہو ، فوجی تیاری کرے ، انگریز نے بدتمیز اختراع کی کہ بعض اقوام لڑ سکتی ہیں ، جنگ کر سکتی ہیں ، بعض ایسی ہیں کہ وہ نہیں لڑ سکتیں ، قرآن کا حکم ملت اسلامیہ کے ہر فرد کے لئے ہے ، ہندو نے کہا چھتری لڑ سکتا ہے ، برہمن نہیں لڑ سکتا ، بر عکس اسلام نماز ہر کلمہ گو پر فرض ہے ، اسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ فلاں قبیلہ نماز کے حکم سے مستثنیٰ ہے ، اس لئے کہ وہ نمازی نہیں بن سکتا ، ایسے ہی جو بھی مسلمان ہے خواہ اس کا رنگ پیلا ہے یا نیلا ہے یا سفید ہے یا کالا ہے یا سرخ ہے ، خواہ وہ صحرائی ہے ، دیہاتی ہے ، شہری ہے ، کسی پہاڑ کا باشندہ ہے ، خواہ وہ نسلاً کسی قوم یا ذات سے تعلق رکھتا ہے ، اس پر روزہ فرض ہے ، اگر مالدار ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے ، حج فرض ہے ، یہی حال جہاد کا ہے ، وہ کسی خاص جماعت ، خاص خطے کے لیے مخصوص نہیں ہے ، جہاد عالمگیر اسلام کا جہانگیر حکم ہے ،

ضرورت ہے کہ اسلامی حکومت ہر فرد کو نمازی روزہ دار بنائے ، امن پسند ، ضابطہ کار ، دیندار اور نمازی بنا سکے ، اگر پاکستانی مسلمان اس فرمان ربانی کے مطابق ہر لحاظ سے جنگی تیاری کرے گا تو اللہ یقیناً اس کی نصرت فرمائے گا ، یہ تیاری واقعی ، حقیقی ، ٹھوس ہونی چاہیئے ، اشاعر رجس کی تیاری نہیں ، سامان بنایا جائے ، خریدا جائے ، فراہم کیا جائے ، مستعدی کا عالم یہ ہونا چاہیئے کہ جونہی حکومت کا اعلان کرے ، یا دشمن کی دعوت جنگ کو قبول کرے ، مجاہدین اور کل قوم میدان جہاد میں گامزن ہو جائے ، اس میں ذرہ بھر تساہل جائز نہیں ، آج کل کے زمانے میں روس ، امریکہ ، فرانس وغیرہ ترقی یافتہ ممالک ہیں ، ایسے طیارے اور غبارے ہیں ، جو طرفۃ العین میں منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں ، ان کے پاس حمل و نقل ، آمد و رفت کے وسائل بے شمار ہیں ، اور وہ شب و روز تیز تر آلات کی ساخت میں منہمک ہیں ، لازمی ہے کہ ہم بھی ان ذرائع ، اسباب اور وسائل کے مالک ہوں ، ملکی دفاع ، عزت و آبرو کی دفاع کے لیے ان کی اشد ضرورت ہے ، ان آلات کی صنعتی ترقی ان کے رعب و عروج کی علامت ہے ، اور ان کے بقا کی ضامن ہے ، یاد رہے مجاہد نکوکار ہوتا ہے ، اسے بدکاری سے نفرت ہوتی ہے ، وہ محبّ اسلام اور محبّ انسانیت ہوتا ہے ، وہ بخیل نہیں ہوتا ، مسرف نہیں ہوتا ، دلیر ہوتا ہے ، شیر ہوتا ہے ، کریم النفس ہوتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے، خوددار ہوتا ہے۔

رغبت و رہبت

جنگی طیاریوں کی علت اور ان کی منفعت کا اظہار یوں فرمایا ہے، تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ، تاکہ خدا کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر تمہاری ہیبت طاری ہوجائے ہمارے زمانے میں شیخ دہریت کے پروانوں، اور مادیت کے پرستاروں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اتنی کسی زمانے میں نہیں تھی، جو اقوام دن رات مذہب، اخلاق اور روحانیت کے خلاف تبلیغ کرتی ہیں، انہیں اپنی مادی طاقت پر بڑا گھمنڈ ہے، وہ ان جماعتوں اور ملکوں سے خائف کیوں کر ہوسکتی ہیں، جو مادی و عسکری لحاظ سے ان سے کمزور ہیں، اس عہد میں ایک بھی مسلم خطہ ایسا نہیں جس سے خدا کے دشمن خائف ہوں، مسلمان امن چاہتے ہیں، لیکن خدا کے دشمن تو فساد کے خواہاں ہیں، انہوں نے ہمارے بھائیوں کو اپنا محکوم بنا رکھا ہے، جو شخص لبنان پر بیٹھا ہوا یہ تصور کرتا ہے، کہ ہوا باز اس سے خائف ہے، وہ پرلے درجے کی غلط فہمی کا شکار ہے، ہندوستان میں ہمارے ۵ کروڑ بھائی کیوں مظلوم ہیں کیوں بے بس ہیں، وہ بہادر ہیں غیور ہیں، ان کی بے چارگی کا سبب یہ ہے، کہ ان کے پاس آلات حرب نہیں ہیں، شجاعت و بسالت میں آج بھی ان کا جواب نہیں، مگر کیا کریں،

یہ حقائق ہمیں بتاتے اور جتاتے ہیں، کہ ہم اتنی مضبوطی پیدا کریں، کہ ہماری قوت ہمارے بھائیوں کی زندگی، آبرو، اور تہذیب کی محافظ بن جائے، ہماری روایات یہ ہیں کہ جب بھی ہم نے اپنے آپ کو مضبوط بنانے کی سعی کی، قدرت نے ہماری معاونت فرمائی، حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ہم نے خدا کے دشمنوں کو بحری جنگوں میں شکستیں دیں، رومہ والوں نے اپنی بحری قوت سے ہم کو مرعوب و مرہوب کرنے کا عزم کیا، سیدنا عثمانؓ کی عمر اس وقت ۸۰ سال کی تھی، انہوں نے بسرعت تمام بحری بیڑا طیار کیا، جیسے اصحاب رسولؐ نے بدر کے میدان میں اپنے سے تین گنا زیادہ تعداد والے دشمنانِ خدا کو پچھاڑ دیا، ویسے ہی فرزندانِ توحید نے بحیرۂ روم میں اپنے دشمنوں کی بحری سطوت کو ڈبو دیا، اموی، عباسی دور میں ہم نے آلات حرب ایجاد کیے، بلند کی جنگ میں غازیوں کا سامان حرب بہترین تھا، اندلس کی تاریخ شاہد ہے، کہ ہمارا عسکری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظام لاجواب تھا، ہند میں ہم بحری بیڑے نہ ہونے کے باعث اغیار کا مقابلہ نہ کر سکے، بلا شبہ قوتِ ایمانی کے لحاظ سے ہمارا جواب نہیں، مسلمانوں جیسی مجاہد قوم کوئی اور نہیں ہے، لیکن ہدایتِ قرآنی اور نبی ﷺ کی تعلیم یہ ہے، کہ ہم جدید ترین آلاتِ حرب، وسائل آمد و رفت کی بہم رسانی میں کوئی کوتاہی نہ کریں، مقدور بھر سعی کریں گے، تو اللہ ہماری معاونت ضرور فرمائے گا، حضور نے فرمایا، عَلَيْكُمْ بِالرَّمْيِ تم پر پھینکنا فرض ہے، ارشاد نبوی ہے أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ آگاہ رہو، قوت رمی ہے، غزوہ بدر میں آنحضرت ﷺ نے خاک کی ایک مٹھی لے کر کافروں کے منہ پر ماری، اس کا اظہار عربی الفاظ میں یوں کیا گیا ہے، فَرَمَى بِهَا فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ، قرآن کا بیان ہے، پرندوں نے کعبہ مکرمہ پر حملہ کرنے والوں پر کنکر برسائے تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ، تیر اندازی سنگباری، بم باری، گولہ باری، رمی کے افراد ہیں، قرآن کا فرمان یہ ہے، کہ ہم اپنی تیاری سے دشمنوں کو ڈرائیں، کہ اس ڈرانے کو عربی میں ارہاب کہتے ہیں، حدیث نبوی ہے، لا رهبانية في الاسلام، اس میں ایسی درویشی نہیں ہے، کہ انسان دنیا سے ڈر کر بستیوں سے دور بھاگ جائے، آپ نے فرمایا، عليكم بالجهاد فانه رهبانية امتي تم کافروں سے جہاد کرنا اپنے اوپر لازم کر لو، میری امت کی درویشی جہاد ہے، نصرانی راہب، ہندو یوگی دنیا کے بناؤ اور بگاڑ سے الگ ہو جاتا ہے، اور اس کے اس طرز عمل سے باطل کو پروان چڑھنے کے لئے میدان صاف مل جاتا ہے، اس کے برخلاف مجاہد اللہ کا سپاہی، راہِ صداقت کا راہی بن کر باطل سے نبرد آزما ہوتا ہے، اور حق کے غلبہ کے لئے اپنی جان اور صلاحیتیں کھپاتا ہے، مخلوقِ خدا کو ظلم وستم سے بچاتا ہے، حضور نے مومنوں کی یہ تعریف فرمائی ہے: رهبان الليل أُسُدُ النهار، رات کو عبادت میں مصروف رہتے ہیں، اور دن کو شیر بنے رہتے ہیں، کافروں کا شکار کرتے ہیں، ہمارا دینی فرض ہے، کہ ہم اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لئے ایسے صنعتی کارخانے بھی قائم کریں، جو اسلحہ سازی کے لئے کارآمد ہو سکتے ہیں، ہم جدید سائنس کے بانی ہیں، ہمیں حکومت کی تحصیل کے لئے حسب حدیث نبوی اپنے اندر تڑپ پیدا کرنی چاہیے، نئے آلاتِ حرب ایجاد کرنے چاہیئے، اسلحہ سازی کارخانے قائم کرنے چاہیئے، اس میدان میں بھی پیچھے نہیں رہنا چاہیے۔ شوقِ شہادت اور جہاد ہمارا مخصوص امتیازی وصف ہے، اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلحہ کے لئے ہم محتاجِ اغیار نہ ہوں، خود کفیل ہوں تو ہماری عزت میں غیر معمولی اضافہ ہو سکتا ہے، اور ہم گم شدہ عروج کی بازیابی کے قابل ہو سکتے ہیں، قرآن کہتا ہے۔ الفتنۃ اشد من القتل، الفتنۃ اکبر من القتل، جن کا کام ہی ہمارے لئے فتنے پیدا کرنا ہے، ہم کافی، موثر حربی قوت اور عسکری طاقت کے بغیر ان سے محفوظ کیوں کر رہ سکتے ہیں، معاشی ترقی اس لئے نہیں کی جاتی، کہ اس سے اغیار فائدہ گیر ہوں، مکان کی تعمیر اس لئے نہیں کی جاتی، کہ اس پر ڈاکو متصرف ہو جائیں، اور ہم اس سے نکل جانے پر مجبور ہو جائیں، جہاد محافظ دین ہے، پاسبان آئین ہے، سامانِ حرب کی ساخت، خرید فراہمی ناگزیر، اہم دینی فریضہ ہے۔

تجارت

حصولِ رزق یا تحصیلِ دولت کا ایک نہایت ہی شاندار اور کارگر طریقہ یا ذریعہ تجارت ہے ارشاد نبوی ہے، رزق کا ۹/۱۰ حصہ تجارت میں ہے، قرآن مجید کا فرمان ہے۔ یا ایھا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل، الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم (پارہ ۵ سورہ نساء) اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ، ایک دوسرے کی رضامندی سے سوداگری کر کے اس کے ذریعے ایک دوسرے کے مال کو استعمال میں لا سکتے ہو، باطل حق کی ضد ہے، رشوت، لوٹ، فریب، چوری، قزاقی، جور و ستم، قمار، جھوٹے طریقے ہیں، ظالمانہ حیلے ہیں، اسلام کے رو سے جہاں حرام، باطل ذرائع سے کمانا ممنوع ہے بردہ فروشی حرام ہے دیگر نظاموں میں عصمت فروشی جائز ہے، اسلام میں اس کی سزا سنگساری ہے، اس نظام کی رو سے جائز طریقے سے کمانا کار ثواب ہے، عبادت ہے، حدیث نبوی ہے، الکاسب حبیب اللہ کمانے والا خدا کا دوست ہے، کوئی خریدار کھرے پیسے دے کر، پوری قیمت ادا کر کے کھوٹا مال لینا پسند نہیں کرتا، کوئی فروشندہ یہ نہیں چاہتا، کہ کوئی اس کے مال کی واجبی قیمت ادا نہ کرے یا کم رقم دے، جس خرید و فروخت میں دل جمعیت اور خوشی کا عنصر نہیں، وہ کاروبار بے برکت ہے، ایک شخص کو ایک سیر خالص گھی یا دودھ کی ضرورت ہے، وہ دکاندار سے مطلوبہ شے کا سودا کرتا ہے، دکاندار خالص دودھ کے بجائے اگر ناقص دودھ دیتا ہے، یا ایسا شیر دیتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں اس نے پانی کی آمیزش کر رکھی ہے، اور قیمت خالص جنس کی وصول کرتا ہے، تو وہ حرام کھاتا ہے، خریدار چالاکی سے کھوٹا سکہ شیر فروش کے حوالے کرتا ہے، تو وہ ظلم کرتا ہے۔ آنحضرتؐ کا ارشاد یہ ہے، من غشنا فلیس منا، جو ہم سے دھوکا کرتا ہے، وہ ہم میں سے نہیں ہے، شریعت کے محاورے میں جن اعمال و اشغال کے متعلق یہ الفاظ وارد ہیں، کہ ان پر پھٹکار ہے، ان سے خدا ناراض ہوتا ہے، یا یہ کہ ان کا کرنے والا امت اسلامیہ سے کٹ جاتا ہے وہ پہلے درجے کے سنگین جرم ہیں، گناہ ہیں، چوری کو وہ شخص صریحاً ظلم تصور کرتا ہے، جس کا مال چرایا جاتا ہے، قزاقی قابلِ نفرت حرکت ہے، نھی رسول اللہ عن النجش (بخاری) کھوٹ سے حضورؐ نے منع فرمایا ہے، رشوت ظلم ہے، کم تولنا ستم ہے، دغا سے کسی کا مال بٹورنا ستم ہے، کسی حاجت مند کے اضطراب یا اس کی ناسمجھی سے ناجائز فائدہ اٹھانا ظلم ہے، قرآن کے الفاظ اور حدیث کی تصریح بڑی جامع مانع ہے، آنحضرتؐ یہ فرماتے ہیں، امین تاجر صدیق تاجر قیامت کے دن انبیاء کا سچوں کا ساتھی ہوگا، ایک مسلمان کے لیے اس سے زیادہ سعادت اور کیا ہو سکتی ہے، کہ وہ خدا کا حبیب ہو، اسے آنحضرتؐ کی مجلس میں باریابی ہو، ایک مسلمان کے لئے اس سے زیادہ بدبختی تصور میں نہیں آسکتی کہ حضورؐ یہ فرما دیں کہ وہ میرا اُمتی نہیں ہے۔

جو مال حرام سے خریدا ہوا کھانا کھاتا ہے، لباس پہنتا ہے، اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی، دعا رد کر دی جاتی ہے، فروختنی شے کی واقعی کیفیت سے گاہک کو آگاہ کرنا ضروری ہے، صحابہؓ دیانت، امانت، صداقت کے پیکر تھے، تاریخ اسلام شاہد ہے، کہ ہمارے اسلاف کا کاروباری طرز عمل ایسا پیارا، دلکش اور انسانیت پرور تھا کہ لوگ ان کے معاملات سے اثر پذیر ہو کر دین اسلام قبول پہ آمادہ ہو گئے، کئی ایک ممالک ہیں کہ جہاں اسلام صرف تاجروں کے ذریعے پھیلا، آہ ثم آہ، ہمارے معاملات بالکل بگڑ گئے ہیں، ہمارے کاروبار میں اسلام کی جھلک اور رمق بھی دکھائی نہیں دیتی، اس زمانے میں تو ہماری کیفیت یہ ہے کہ ہم عملاً یہ مانتے ہی نہیں، کہ صداقت میں کوئی نفع ہے، ہمارا تکیہ کلام یہ ہے، کہ رشوت دیئے اور لیے بغیر گذارہ ہو سکتا ہی نہیں، وائے بر حالِ ما، رسولؐ یہ فرماتے کہ راشی اور مرتشی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لینے والا، اور بہشتی رشوت دینے والا دوزخ کا ایندھن ہے، اور ہم اسے خدا کا فضل تصور کرتے ہیں، اشیاء میں آمیزش کے معاملے میں ہم میں سے بعض حضرات کا وتیرہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہندو اور مسلمان دو جداگانہ قوم کے افراد نہیں ہیں، بلکہ ایک ہی ماں کے فرزند ہیں، ہم دیانت دارانہ تجارت کے ذریعے بے حد دولت کما سکتے ہیں، اسلامی ممالک ہمارے مال کی پیداوار، مصنوعات اور اجناس کو گراں داموں پہ خریدنے کو تیار رہیں، مگر وہ شکوہ سنج ہیں کہ ہمارا بول تول، ناپ دلکش نہیں، ہم دکھاتے کچھ اور ہیں بیچتے کچھ اور ہیں، اس باب میں ہم بہت ہی بدستہ مالدار ہو سکتے ہیں، اگر ہم اسلامی دیانت کو اپنا شعار بنا لیں، بیت المالی نظام کا دلدادہ تاجر دیگر نظاموں کے دلدادگان سے زیادہ کما سکتا ہے، زیادہ لمبی عمر سے بہرہ ور ہو سکتا ہے، اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال ہو سکتا ہے، امراض سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

اسلامی روایات

بلاشبہ اسلامی روایات بے حد شاندار ہیں، صحابہ، ائمہ دین، نامور فقہاء، علماء محدثین، بڑے متمول تھے، نہایت درجہ کے کریم النفس تھے، ان کی فیاضی اور سخاوت ضرب المثل تھی، وہ تبلیغ دین، اشاعت علوم پہ بڑا روپیہ خرچ کرتے تھے، ان کی خوراک سادہ تھی، پوشاک سادہ تھی، مگر خیرات و صدقات، مسافر نوازی، اقرباء پروری، مروت، یتامیٰ پہ کرم، انسان دوستی میں اپنا جواب نہیں رکھتے، اقوام عالم اپنے جن حضرات کو اپنا دینی پیشوا تصور کرتی ہیں، وہ یہ نہیں دکھا سکتے کہ راہ خدا میں دولت صرف کرنے میں وہ ان بلندیوں پر فائز تھے، جہاں ہمارے راہنما، اسلاف متمکن نظر آتے ہیں،

حضرت ابوبکرؓ نے جو کچھ کمایا، سب اسلام پہ صرف کر دیا، آپ نامور ترین تاجر تھے، انہوں نے حضرت بلالؓ ایسے مظلوم مسلمانوں کو جابر سرمایہ کاروں کی غلامی سے بچایا، انہیں خریدا، اور جنہیں خریدا، انہیں اپنا آقا کہا، اپنا سب کچھ لٹا دیا، غریب کمایا، خلافت کے فرائض سر انجام دئے، اور فرمایا جو معمولی سا گذارہ اور وظیفہ ہم نے اسلامی بیت المال سے لیا ہے، وہ اُن کی جائداد سے ادا کر دیا جائے، اور وصال سے چند گھنٹے پہلے وصیت فرمائی: کہ انہیں اس سادے سے کرتے میں دفن کر دیا جائے، جسے وہ پہنے ہوئے ہیں،

حضرت عمرؓ ۲۳ لاکھ مربع میل کے فاتح تھے، مگر ان کا لباس غایت درجے کا سادہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوراک جَو کی روٹی تھی، انہوں نے اوقاف کی بنیاد رکھی، خیبر سے جو جائداد ملی، سب وقف کر دی، آپ کے تجارتی روابط بے حد وسیع تھے۔

حضرت عثمانؓ کا لقب ہے غنی، آپ غایت درجے کے متمول تھے، ان کی اکثر جائداد مجاہدین پر صرف ہوئی، قحط کے ایام میں مدینہ منورہ کی کل آبادی کی کفالت فرمائی، انہوں نے مسجد نبوی کی تعمیر پر دل کھول کر رقم خرچ کی کنویں خریدے، اور وقف کر دئے، حضرت علیؓ کی خوراک جَو کی سادہ روٹی تھی، دس ہزار درہم آپ کی زکوٰۃ تھی، آپ نے طلبائے قرآن کے وظائف مقرر فرمائے، حضرت صدیقؓ نے مکہ مکرمہ میں اپنے مکانات وقف کر دئے، اسلام میں سب سے پہلے واقف حضرت عمرؓ ہیں،

حضرت طلحہؓ نے اپنے نہایت ہی قیمتی اور محبوب ترین باغ وقف کر دیا، حضرت زبیرؓ نے اپنے مکانات وقف کر دئے، حضرت علیؓ نے مصر میں اپنی زمین اور اپنا مکان وقف کر دیا، حضرت عمرو بن عاصؓ نے مکہ اور مدینہ میں اپنے مکانات وقف کر دئے، حضرت عمرؓ نے مروہ کے پاس جو مکان تھا وہ وقف کر دیا، صحابہؓ کی سخاوت کے تذکرے کے لئے ایک مبسوط تصنیف کی ضرورت ہے،

جس معاشرہ میں سوداگروں، مالداروں کا شیوہ یہ ہو کہ ان کی اپنی زندگی غایت درجے کی سادہ ہو، مگر وہ تجارت کے ذریعے زیادہ سے زیادہ روپیہ کمانے کے درپے ہوں، مگر ان کا مقصد حیات یہ ہو کہ وہ جو کچھ کمائیں، اسے خدا کی مخلوق کی خدمت پر صرف کر دیں جو بد دیانتی سے کوسوں دور ہوں، دیانت اور صداقت ان کی ذات پر فخر کرتی ہو، اس معاشرہ سے زیادہ مسرور، مطمئن، شادکام اور فائز المرام معاشرہ اور کون ہو سکتا ہے، ہمارے لئے کمانے کا وسیع میدان ہے، اگر ہم اپنے اسلاف کی راہ پر گامزن ہوں، تو انہیں کی مانند کامیاب ہو سکتے ہیں، راحت و اطمینان کی زندگی بسر کر سکتے ہیں،

مال کا استعمال

یاد رہے، بیت المال نظام سے مقصود کتاب و سنت کا تعلیم کردہ، اور خلفائے راشدینؓ یا صحابہؓ کا مجوزہ و پسندیدہ نظام ہے، بلاشبہ آپ کو ہسپانیہ، شام، عراق، مصر، ایران، ترکی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں مسلمان بادشاہوں، وزیروں اور امیروں کے بڑے محلات، عالیشان مقبرے، اور باغات وغیرہ یا ان کے کھنڈرات دکھائی دیں گے، مگر آثارِ قدیمہ میں آپ کو آنحضرتؐ کا کوئی مکان، یا کسی صحابیؓ کی کوئی عمارت نظر نہیں آسکے گی، بلاشبہ حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بڑے ہی مالدار تھے، ان کی فیاضیوں کے بے شمار مستند واقعات آپ تاریخ اسلام میں پڑھ سکتے ہیں، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی سخاوتوں، غربا نوازیوں کی سچی داستانیں ہماری کتابوں میں مذکور ہیں، مگر ان کی بنائی ہوئی کوئی عمارت نظر نہیں آتی، احادیث میں روایات میں تاریخ کے اوراق میں یہی تذکرہ دستیاب ہوگا، کہ ان کی زندگیاں سادہ، ان کا لباس سادہ اور ان کی خوراک نہایت سادہ تھی، اسلام نے مردوں کے لئے ریشم کا لباس ہی ممنوع قرار دیا ہے، دوسرے سونے کا زیور نہیں پہن سکتے، یہ تو آپ پڑھیں گے، کہ خلفاءؓ، صحابہؓ اور نواسہ ہائے رسولؐ نے مٹی کے برتنوں میں کھانا کھایا، ان کے پیالے آبخورے مٹی کے تھے، ان میں سے کسی ایک نے کبھی چاندی کا کوئی برتن یا سونے کا کوئی برتن استعمال نہیں کیا، ان میں سے کسی ایک کا عمامہ ریشمی نہیں تھا، وہ خدا کے متوالے تھے، اولیاء اللہ تھے، وہ جانتے تھے، کہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، شریعت کا حکم یہی ہے، کلوا واشربوا ولا تسرفوا، کھاؤ پیو اسراف نہ کرو، ان پر عیاں تھا کہ مبذرین دولت فضول کاموں پر صرف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، یہ وہ خصوصیات ہیں کہ جو صرف بیت المالی نظام کے راہنماؤں میں ملتی ہیں،

قائد اعظمؒ، شہید ملت لیاقت علی خانؒ، مولوی تمیز الدینؒ، خواجہ ناظم الدینؒ، گورنر نشترؒ، بیت المالی نظام کے علمبردار تھے، جتنے دیانتدار یہ لوگ تھے، ایسے دیانتدار اور دلدادگانِ ایثار، اشتمالی اور راس المالی نظام کے علمبردار نہیں تھے، تاہم یہ امر ملحوظ رہے، کہ دین میں حجت جن کی ہستی ہے، وہ آنحضرتؐ، صحابہؓ، خلفاءؓ، ازواجِ مطہرات، دخترانِ رسولؐ و اولادِ رسولؐ ہے، ان کی زندگیاں سادگی و فیاضی کی مقدس ترین تصاویر تھیں، صحابہؓ کی حکومت حجاز، نجد، یمن، عمان، تہامہ، نجران، عراق، شام، فلسطین، ایران، مصر، طرابلس، مراکش پر تھی، ان میں سے کسی ایک کا تخت، یا تاج، یا مرصع عصا، کہیں نہیں ہے ان کا تقویٰ بے مثال تھا، ان کے سامنے صرف حضورؐ کی سنت تھی، وہ اس شمع کے پروانے تھے، انہوں نے حضورؐ کو دیکھا اور دنیا کو دکھایا، انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے اقوال و اعمال و احوال سے آئینہ کیا، کہ آنحضرت ؐ ایسے تھے، ان کا لباس یہ تھا، وہ عرش نشین نبی کے بوریا نشین جانشین تھے، آنحضرت ؐ کی کسی مقدسہ زوجہ اکسی دختر اطہر کسی صحابیہ کے پاس سنہری جڑاؤ ـــ زیورات نہیں تھے، نفیس اور قیمتی پارچات نہیں تھے، ان کا زیور، ان کا حیا، اور لباس تقویٰ تھا،

ہمارا کاروباری شعار

صحابہ ؓ کے کاروبار، اماموں یعنی حضرت ابو حنیفہ ؒ، حضرت امام مالک ؒ، حضرت امام شافعی ؒ، حضرت امام احمد بن حنبل ؒ، حضرت امام جعفر صادق ؒ، حضرت امام بخاری ؒ، حضرت امام مسلم ؒ کی تجارت اور ان کے لین دین میں سود اور احتکار کا شائبہ نہ تھا، احتکار یہ ہے، کہ خوردنی پیداوار و اجناس کو اس لئے اپنے گوداموں میں روک لیا جائے، منڈیوں میں نہ پہنچایا جائے، کہ بھاؤ مہنگا ہوگا، تو ان اشیاء کو فروخت کریں گے، یہ سنگدلی، یہ ظلم، ہنود و یہود کا شیوہ ہے، جن کی آرزو یہ ہوتی ہے، کہ قحط پڑے، بارش نہ برسے، غلہ گراں ہو جائے، اور ہمیں خدا کی مخلوق کو زیادہ سے زیادہ لوٹنے کھسوٹنے کا موقع ملے، بدنصیب ہے وہ مسلمان جو ہنود و یہود کے ظالمانہ اعمال کو اپنائے، اور اسلامی تعلیمات سے روگرداں ہو جائے، حدیث نبوی ؐ ہے، المحتکر ملعون، احتکار کا مرتکب ملعون ہے، اسلامی حکومت کو یہ حق ہے، کہ غلہ کو روکنے والا کا غلہ جبراً خرید سے، اور اسے مجبور کرے، کہ اجناس کو گوداموں سے باہر نکال کر منڈیوں میں لائے، حکومت اسلامی کا فرض ہے، کہ یہ دیکھے، کہ پیداوار سے زیادہ فوائد ان کی کاشت کرنے والوں کو ہوں، ان کو سرکاری اراضیات کے عطیات سے نوازا جائے، مغربی پاکستان میں ۳۰ ہزار زمیندار ہیں، لاکھوں کاشتکار ہیں، ان میں سے اکثریت ان کی ہے، جن کی ایک ایکڑ زمین کے مالک نہیں ہیں، وہ کاشت کر سکتے ہیں، انہیں زمینیں دی جائیں، تاکہ پیداوار میں خوب اضافہ ہو۔ درمیانی اشخاص انہیں لوٹتے نہ پائیں، جو لوگ دولت کو اپنے خزانوں میں رکھنے، کم مایہ تاجروں کو پنپنے اور ابھرنے سے روکتے، ان کے کاروبار کو دبانے کے لیے ٹرسٹ اور کارٹل بنا لیں، اور کل اجناس کو اپنے تصرف میں لا کر گراں ترین نرخوں پر بیچیں، اور دوسروں کو تلاش کرنے کے لئے خرید کردہ اشیاء کا بھاؤ انتہا درجے بڑھا دیں، کہ ان کی روک تھام کرے، منڈیوں کی دیکھ بھال کر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماپ تول، بٹوں کھاتوں، قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کا احتساب حکومت اسلامی کا اہم فریضہ ہے ۔ المختصر ہمارے نظام میں جائز نہیں، ہم تخمینی سود سے اور جنس حرام کی خرید و فروخت نہیں کر سکتے۔ اسلام میں عصمت فروشی جرم ہے، زانی کی سزا سنگساری ہے، مے فروشی، دیگر نظامات میں جائز ہے، اسلام میں قطعاً ممنوع ہے حرام ہے، عریانی آموز اخلاق سوز فلموں، تماشا گاہوں، کلبوں، عشرت کدوں کا کاروبار حرام ہے، فسق ہے، الحاد ہے، زندقہ ہے،

قرضہ حسنہ، صدقات اور سود

بیت المالی نظام کی ایک ممتاز خوبی حرمت سود ہے ۔ تاریخ عالم شاہد ہے کہ عامہ خراب باج کے مفاسد و مضرات اقوام پر واضح ہو چکے تھے، بڑے بڑے دانشور اور ہمدرد عوام فاضلوں اور عالموں نے سود کے پرکترنے اور اس کی شرح گھٹانے تک اپنی جدوجہد اور آئینی مساعی کو محدود رکھا، کوئی اس کے نابود کرنے کے درپے نہ ہوا، یہ آدمیت پرور کرم کتاب الٰہی اور آنحضرت نے فرمایا حضورؐ نے اس بُت کو قول و عمل سے پارہ پارہ فرمایا، اسلام نے قرضہ حسنہ کا نظام پیش فرمایا، اسے اعلیٰ درجے کا کارِ ثواب قرار دیا، اور خیرات، صدقات، پر زور دیا، ان امور کے باب میں کتاب و سنت کے فرمودات کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے،

تذکرۂ ربا

سود فارسی زبان کا لفظ ہے، عربی میں سود کے لیے لفظ ربا ہے، ربوا اسے حاصل مصدر رباءً یا رُبُوٌّ کا ترجمہ ہے، بڑھنا، زیادہ ہونا، سانس پھول جانے کو بھی ربو کہتے ہیں، تربیت کا لفظ اردو میں عام طور پر مستعمل ہے، اس کا مفہوم ہے، پالنا، پرورش کرنا، سود پر روپیہ دینے کو مُرابَاۃ سے تعبیر کیا جاتا ہے، عام سطح سے جو مقام بلند ہوتا ہے، اسے رَبْوہ (ٹیلا) کہتے ہیں، اسے رابیہ بھی کہا جاتا ہے۔ عرب بولتے ہیں کہ کان البیت مرتفعا کالرابیۃ، گھر اونچا تھا ٹیلہ کی مانند، شرعی اصول ہے، مَن ابیٰ فعلیہ الربٰو، جو شخص زکوٰۃ سے انکار کرے اس کو اور زیادہ دینا ہوگا۔ یہ اضافہ ربوہ کہلاتا ہے، شریعت کی اصطلاح میں ربا اس مخصوص زیادتی اور اضافہ سے عبارت ہے جو اصل قرضہ پر طلب کی جاتی ہے، عرب اس لفظ کو اس زائد رقم کے لیے استعمال کرتے تھے، جو قارض (Creditor) اپنے مقروض (Debtor) سے ...

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہلت کے معاوضہ میں وصول کرتا تھا۔ فرمانِ قرآن ہے،

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ص (پارہ ۴، آل عمران)

اے ایمان والو، سود کئی کئی گنا بڑھا کر نہ کھاؤ، علامہ ابن جریر کی تفسیر طبری (جامع البیان) میں ہے، حرمتِ سود سے پہلے بعض مسلمان بھی سود پر روپیہ دیتے تھے، سُودی کاروبار کرتے تھے، عرب میں شروع سود بے حد مُروّج تھی، اگر سود پر بطور قرضہ دیتے اور مدت ادائیگی تجویز ہوتی تھی ایک سال، مقروض اگر سال کے بعد ادائیگی سے قاصر رہتا، قارض مدت میں اضافہ کر دیتا، اور قرضہ کی رقم دو سو درہم کر دیتا، ہر سال کے اختتام پر یہ رقم دوگنی کر دی جاتی گویا وہ دگنا تگنا سود کھاتے یہ اسلام کا اعجاز ہے کہ عرب حرمتِ سود کے معترف ہو گئے، اسلامی سلطنت میں اس کا وجود نابود ہو گیا، بت پرستی عربوں کی فطرتِ ثانیہ بن چکی تھی، آنحضرتؐ نے انہیں بت شکن بنا دیا، وہ توحید کے علمبردار بن گئے، ان کے ہاں نثر کا رواج نہ تھا، وہ پروانہ ہائے شمع اشعار تھے قرآن مجید نثر میں ہے، عرب قرآن کے شیدائی ہو گئے، مے خواری ان کی گھٹی میں تھی، وہ اس سے یکسر تائب ہو گئے، وہ سود خوار تھے، سود سے بیزار ہو گئے، جو کام دیگر نظام ہائے حیات نہیں کر سکتے، وہ اسلام کر سکتا ہے، بیت المالی نظام کا قیاس رائس المالی یا اشتمالی نظام پہ کرنا قرینِ دانش نہیں ہے،

بیع اور ربا

بیانِ قرآن ہے، قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا، عرب کہا کرتے، واقعی حقیقت تو صرف یہ ہے، کہ تجارت بھی تو سود کی مانند ہے، اس میں بھی نفع ہے، سود میں بھی نفع ہے،

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا واقعہ یہ تھا کہ اللہ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے، اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے،

عربوں کا قول ظاہر کرتا ہے، کہ جاہلیت میں دو کاروبار تھے، ایک کا نام تھا بیع اور دوسرے کا نام تھا ربوا، اللہ نے فرمایا، بیع جائز ہے، ربوٰا کا دھندا حرام ہے

(۱) اولی حقیقت یہ ہے، کہ اگر تجارت اور ربا میں تساوی کی نسبت ہوتی دونوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جیسے ہوتے تو یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اللہ تجارتی نفع کو جائز اور قرضہ پر دی ہوئی رقم پر اضافہ کو حرام ٹھہراتا، دونوں میں تفاوت عظیم ہے، اس لئے رب العزت نے یہ فرق فرمایا ان دونوں کاروباروں میں امتیازی فرق تھا اس لئے انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ سود بیع ہے (الربوا بیع) ورنہ یہ کہا کہ ربا بیع کی قسم ہے (الربوا قسم من البیع)

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ دونوں میں اخلاقی حیثیت، معاشی اعتبار سے بھی فرق ہے، کاروبار میں نفع کی رقم معین نہیں ہوتی، امید ہوتی ہے کہ فائدہ ہوگا، بلکہ بازار کا اتار چڑھاؤ ہر کاروبار پر اثر انداز ہوتا ہے، سود دینے والا تو کہتا ہے، میں اپنی رقم پر یہ روپیہ زیادہ لوں گا، رقم قطعی، اضافہ قطعی، اور وصول کا امکان بہ نگاہ مہاجن قطعی، یہ قطعیت تجارت میں کہاں؟

(۳) بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ تاجر کو نفع کے بجائے اصل سے بھی محروم ہونا پڑتا ہے قارض ضمانت پر قرضہ دیتا ہے، کفالت کے ذریعے اپنے قرضے کو محفوظ کرتا ہے، یہ باتیں تاجر کے لئے ممکن نہیں ہیں، مقروض مر بھی جائے، تو قارض اس کی ملکیت سے ضامنوں سے رقم وصول کرتا ہے۔

(۴) تاجر محنت کرتا ہے، خدمت کرتا ہے، وہ مال خرید کر لاتا ہے، گاہک یہ تکلیف نہیں کرتا، تاجر کا نفع خدمت کا عوض ہے، تاجر ایک زندہ ہستی ہے، سرمایہ یا روپیہ اگر گھر میں رہتا تو اس کی حفاظت کرنا پڑتی، قارض کو محنت سے کیا واسطہ وہ تو روپیہ وصول کرنا جانتا ہے، سوچنے کی بات ہے کہ سود کی رقم آخر کس کا معاوضہ ہے؟

(۵) پاکستان جانتا ہے کہ سود خواروں، ساہوکاروں کا وجود حاجتمندوں اور مفلس انسانوں کے لئے بڑی آفت تھا، وہ ان کا زخم خوردہ ہے، غلامی اور محکومی کے باعث ہم نے انگریزوں کو جو ہمارے ملک پر متصرف ہو گئے، صاحب بہادر کہا، بنئیے کو ہم نے شاہ کہا، حالانکہ اس جونک نے ہمارا خون پیا، الحمد للہ اسلام نے دونوں کے جبر و شر سے بچایا، آزادی سے نوازا، اور بیت المال نظام کی جانب متوجہ ہونے کا موقع بہم پہنچایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سود کے مضرات، صدقات کے برکات

ارشاد فرمایا "یمحق اللہ الربٰوا ویربی الصدقات، واللہ لا یحب کل کفار اثیم (پارہ ۳ سورۃ البقرہ) ۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے، اور صدقات کو بڑھاتا ہے، وہ کسی ناشکر گذار گنہگار کو پسند نہیں کرتا" ۔

واقعات شاہد ہیں، کہ سود خوار بڑا ستم شعار ہوتا ہے، کچھ معاشی زاویہ نگاہ سے دیکھا جائے، تو سود کھانے والا اپنے آپ کو بھی برباد کرتا ہے، اگر ایک شخص ایک سو روپیہ کاروبار پر لگاتا ہے، اس سے کوئی چیز خرید کر فروخت کرتا ہے، تو اسے کم از کم ایک روپیہ نفع اس رقم پر ہر روز ملتا ہے، اس حساب سے وہ ۳۶۵ روپیہ سے زیادہ کما لیتا ہے، سال کے بعد اس کا سرمایہ ۴۶۵ روپیہ ہوتا ہے، سو وہ سرمایہ تھا جو اس نے تجارت پر صرف کیا، ۳۶۵ نفع کا حاصل ہوا، اگر اس نے ایک روپیہ سیکڑہ ماہوار پر سود دیا، تو اس نے ۱۲ روپیہ سود کا حاصل کیا، سال کے بعد اس کے پاس ہوگا ۱۱۲ روپیہ، ظاہر ہے کہ ۴۶۵ اور ۱۱۲ میں بڑا فرق ہے، فرض کیجئے، ایک شخص کے پاس ۱۰۰ روپیہ تھا، اس نے اس میں سے ۵ روپیہ کسی مفلس کو دیدیا، اس غریب نے آٹا خریدا، اپنے کنبہ کو کھلایا، ان میں ہمت پیدا ہوئی، آٹا بیچنے والے نے اس ۵ روپیہ سے کپڑا خریدا، اس سے فائدہ ہوا، ۵ روپیہ کے اس پھیلاؤ سے فوائد کے دائرے وسیع ہوئے، سود خوار کو دنیا نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور فیاض، کریم النفس کو محض اور شیوب تصور کرتی ہے، معطی (عطا کرنے والے) کا ایمان یہ ہے، کہ اس سے اس کا پروردگار راضی ہوگا، جو کچھ اس نے راہ خدا میں دیا ہے، اس کا دس گنا اسے اس دنیا میں اور ۷۰ گنا عاقبت میں میسر ہوگا،

سود محض زیادتی کا نام نہیں، یہ وہ زیادتی ہے، جو مشروط طور پر قرضہ کی رقم پر معاہدہ میں داخل کی جاتی ہے، اگر کوئی مقروض اپنی خوشی سے قرضہ رقم کی واپسی کے وقت کچھ زائد رقم دیدے، تو یہ سود نہیں ہے،

صرف دو یہود اور ہنود

دنیا میں دو قومیں سود کی پجاری ہیں، یہود اور ہنود، خدا کی مخلوق انہیں نفرت و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے، یہود نے سودی بنک ایجاد کئے، مفلسوں، کسانوں، مزدوروں، کاریگروں کی بچت کی چھوٹی چھوٹی رقمیں بنکوں میں چلی جاتی ہیں، ان سے فائدہ بنک کے ڈائرکٹر حاصل کرتے ہیں، وہ اس کی کفالت پر درآمد برآمد کرتے ہیں، دولت سمٹ کر ارباب ثروت کے تصرف میں آجاتی ہے غریب غریب تر ہوجاتے ہیں، اور دولت والے قارون ہوگئے، سود راس المالی نظام کا ستون ہے، اس نظام کی کوکھ سے اشتمالی نظام پیدا ہوا، اس نے ایک پارٹی اور ایک مختار مطلق کو جابر اور اقتدار کا مالک بنا دیا، دولت کو چند سو ہاتھوں سے نکال کر گنتی کے اشخاص کو سونپ دیا، انہوں نے عامۃ الناس کو بے بس، اور اپنا محتاج بنا دیا، کسی کو جرأت نہیں کہ ان کے اقتدار میں رہتے ہوئے ان کے خلاف لب کشا ہو، ان نظاموں نے امن کے تصورات ہی ختم کر دئیے، اخلاق و مروت کے چراغ گل کر دیئے، طبقاتی کشمکش کے مینار کھڑے کر دئیے، فساد، تنازع چپقلش کو زندگی کا نصب العین بنا دیا۔

سود اور جنگ

ارشاد فرمایا، یایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا، ان کنتم مؤمنین، فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ وان تبتم فلکم رءوس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون (پارہ ۳ سورۂ بقرہ)

اے ایمان والو، جن امور کا اللہ حکم دے ان پر عمل کرو اور جن کاموں سے اللہ روک دے ان سے رک جاؤ، چھوڑ دو اس سود کو جو بقایا ہے، اگر تم مومن ہو، پس اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خبردار ہوجاؤ، جنگ کے لئے اللہ اور رسول کی طرف سے، اور اگر تم سود خوری سے توبہ کر لوگے، تو تمہارے لئے ہیں تمہارے اصل مال، نہ تم کسی پر ظلم کروگے اور نہ تم پر ظلم ہوگا

ایمان یہی ہے۔ کہ انسان سچے دل سے پورے دل سے کسی حقیقت پر پورے یقین کا اظہار کرے، مومن وہی ہیں جن کا پختہ یقین یہ ہوتا ہے، کہ ان کی دینی، دنیوی فلاح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی میں ہے، کہ وہ خدا ورسولؐ کے احکام کو مانیں اور زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھالیں، اس سلسلے کی کڑی یہی ہے، کہ جب سود حرام نہیں ہوا تھا مسلمان بھی سودی لین دین کرتے تھے، اب اللہ نے اسے حرام ٹھہرا دیا۔ جو سود لے رہے تھے ان کو ابھی سود لینا تھا، اُن سے جن کو انہوں نے روپیہ بطور قرضہ سود پر دیا یا جن سے سود کی شرط پر تجارت کی تھی حرمت کے اعلان کے بعد ان پر لازم ہو گیا کہ اس سود کے مطالبہ سے سابقہ معاہدہ باہمی کے بعد واجب الوصول ہے دست بردار ہو جائیں، اسے کالعدم گردانیں، اگر ایسا نہیں کریں گے، تو ان کا یہ اقدام ایسا ہوگا کہ گویا ان کی جنگ ہے اللہ سے اور رسولؐ سے، کتنا شدید ہے یہ اعلان، اور کتنی دور رس اور سخت ہے یہ دھمکی، اور اگر تم سود کھانے سے اور بقیہ طلب کرنے سے تائب ہو جاؤ، تو تم اصل روپیہ جو دیا تھا وہ لے سکتے ہو، تاکہ نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم ہو واضح ترین الفاظ میں ظاہر فرما دیا، سود ظلم ہے، انتہائی ظلم ہے، جو اللہ سے رسولؐ سے جنگ کرتا ہے، ضابطۂ الٰہی سے روگرداں ہوتا ہے، جنگ میں ملوث ہو جاتا ہے، جنگ عذاب ہے، جو اصل مال دیا ہے، اس کی وصولی جائز حق ہے، اور جو اصل سے زیادہ ہے وہ ظلم ناحق ہے

ارشاداتِ نبویؐ

لَعَنَ آكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ، آنحضرتؐ نے سود کھانے والے اور کھلانے والے پر پھٹکار فرمائی، بلاشبہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے برسرِ پیکار ہو، اس سے زیادہ محروم القسمت کون ہو سکتا ہے، آپ نے فرمایا چھ اشیاء (۱) سونا (۲) چاندی (۳) گندم (۴) جَو (۵) کھجور، (۶) نمک کو مساویانہ وزن پر بیچو، جو زیادہ دے گا یا لے گا، وہ سود دے گا، سود لے گا۔ عہدِ آنحضرتؐ میں عرب میں دینار (اشرفی) اور درہم رائج تھے، یہ سکے ان کے پاس یا روم سے آتے تھے یا ایران سے، ان کا اپنا کوئی سکہ نہ تھا، یہ شامی مصری عراقی ایرانی سکے یکساں نوعیت کے نہ تھے، ان میں سے کوئی ہلکا تھا کوئی بھاری، ان میں سونے اور چاندی کی آمیزش کے لحاظ سے بھی بڑا تفاوت تھا، اس وقت کے نقود (نقد مال) یہی تھے، ان کے ساتھ ہی سونے اور چاندی کے ٹکڑے اور ریزے بھی رواج پذیر تھے، چیزوں کا تبادلہ انہی کے ذریعے ہوتا تھا، ہر ایک ٹکڑا وزن اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیمت میں خواہ کسی قدر ہوتا، اگر سونے کا ہوتا تو اسے دینار کہتے تھے، اور اگر چاندی کا ہوتا تو اسے درہم سے موسوم کرتے تھے، عرب سامان خوردنی کے اعتبار سے بھی خود کفیل نہ تھا، عرب ضروریات شام سے، مصر سے عراق سے لاتے، ان کا ملکی پیشہ یا ذریعہ معاش تجارت تھا، یہ سکے سوداگروں کے ذریعہ ان تک پہنچتے تھے، عام عرب ان سکوں کی مقادیر، قدروں دونوں سے واقف تھے، نہ ان کے معیار اور ان کی قیمتوں کے فرق کو سمجھتے تھے، ان کے کھرے پن اور کھوٹے پن سے بھی کما حقہ آگاہ نہ تھے، شریعت کے ہر حکم میں مصالح عمومی یا منافع عامہ کے اصول کو مدنظر رکھا گیا ہے، لہذا اس تبادلہ میں کمی بیشی کو ربا تصور کیا گیا، اور اس بات پر امت کا اتفاق ہے، عرب میں جو سود رائج تھا، وہ صرف نقدی کے قرضہ پر تھا، حدیث نبوی ہے، إنما الربوا في النسيئة (مسلم شریف) سود ادھار ہی میں ہے، جب ربا کا لفظ بولا جاتا تھا، تو عام عرب سمجھ جاتا تھا کہ یہ وہ سود ہے جو قرضہ پر لیا جاتا ہے، نسیئہ کے معنی تاخیر کے ہیں، اور وہ دین یا قرضہ کے مرادف ہے، گویا اصل زر پر اضافہ سود ہے چونکہ سود عامہ کی معاشی حالت کے لئے آفت کا حکم رکھتا ہے، اس لئے ہماری شریعت نے اسے حرام قرار دیا، ایسے ہی اگر ایک شخص کسی کو گندم یا جو یا کھجور کی بوری موسم سرما میں اس شرط پر یا اس عہد پر دیتا ہے کہ وہ ایام گرما میں اس کے عوض ڈیڑھ بوری گندم یا جو یا کھجور لے گا، یعنی گندم کے عوض زیادہ گندم، نمک کے عوض زیادہ نمک، کھجور کے عوض زیادہ کھجور یا جو کے عوض زیادہ جو لے گا، تو یہ بھی گویا سود ہے، جو ایسا سودا کرتا ہے، وہ سود لیتا ہے جو اسے قبول کرتا ہے، وہ سود دیتا ہے، دونوں ہی جنت خداوندی سے محروم ہیں، اسی لئے ہی حضورؐ نے فرمایا، من أجبى فقد أربى جس نے کھیت کو اس کی پختگی ہونے سے پہلے بیچا، اس نے سود کا معاملہ کیا، عرب میں جو سود رائج تھا، وہ قرضہ پر تھا، اسلام کی رو سے ہر قسم کا سود حرام ہے، صاف روشن جلی (کھلا) سود بھی حرام ہے، چھپا ہوا اخفی سود بھی حرام ہے۔

تقویٰ اور احتیاط

سورۂ بقرہ کی جن آیات کا ترجمہ کیا گیا ہے، وہ آخر میں نازل ہوئی ہیں، اس بنا پر وہ کسی دوسری آیت سے منسوخ نہیں ہو سکتیں، حضرت عمرؓ کی تصریح ہے، آخر ما نزلت آیۃ الربوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربا کی آیت آخری آیت منزلہ ہے، فَذَرُوا الرِّبٰوا وَالرِّیْبَۃَ، پس چھوڑ دو، سود اور اسے جس میں سود کا شبہ ہو، دونوں سے اجتناب کرو، بلاشبہ یہ صحیح ہے، کہ پیدائش دولت اگر جسم ہے تو اس کے دو بازو ہیں، ایک کا نام ہے سرمایہ، دوسرے کا نام ہے محنت، ان میں مساوات ہے، اس دور میں ستم یہ ہے، کہ سرمایہ دار یہ کہتا ہے، کہ جو کچھ ہے اس کے دم سے ہے، وہ نہیں تو کچھ نہیں، دوسری جانب اشتراکی یہ دعویٰ کرتا ہے، کہ جو کچھ ہے محنت ہے، معدنِ آہن اتفاق موجود تھی، اتفاق کی بات ہے، کہ لوہا ہے، علم سے ہے، ذہن نے معلوم کیا، کہ زمین میں لوہا ہے، اس پر خیال ہوا، کہ اگر کھدائی کے آلات بنائے جائیں تو اس دھات کو زمین سے برآمد کیا جا سکتا ہے، ذہن والے کی کاوش کو محنت والا کچھ سمجھتا ہی نہیں، لوہا بذریعہ آلات نکالا گیا، اگر ان کو خریدا نہ جاتا، تو وہ حاصل نہ ہوتے، سرمایہ دار یہ تسلیم نہیں کرتا، کہ اگر محنتی کے دست و بازو میں سکت نہ ہوتی، تو انجن نہ بنتا، اس کی ساخت میں ذہن نے کاریگر نے مزدور نے حصہ لیا، لکڑی کی کرسی بنائی گئی، ذہن نے کرسی کا ڈھانچہ سوچا، کاریگر نے نقشہ کے مطابق کرسی تراشی، کہا جاتا ہے، کہ مزدوری بہ تناسب محنت دو، محنت زیادہ تو مزدور نے کی ہے، ذہن نے بہت کم وقت صرف کیا ہے، کاریگر نے محنتی سے کم وقت خرچ کیا ہے، انصاف کا تقاضا یہ ہے، کہ ذہن، سرمایہ، صنعت، اور محنت کو مناسب حصہ دیا جائے، مزدوری کام کے مطابق نہ کہ وقت محنت کے مطابق دی جائے، بیل گاڑی کا کرایہ طیارہ کے کرایہ سے زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔ دنیا میں سلسلہ معاش انہی عوامل کے دم سے ہے، سود کی مداخلت بے جا سے سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، اور صارفین یعنی اشیاء کے اجناس و مصنوعات کو استعمال میں لانے والے عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں، یہ صحیح ہے، کہ لباس انسان کا طغرائے امتیاز ہے، لباس ہے سوتی یا اونی یا ریشمی، کپاس، اون، ریشم، کپاس کاشت سے طیار ہوتی ہے، اون جانوروں کی جلد سے حاصل ہوتی ہے، ریشم کا خزانہ کیڑے ہیں، ملبوسات کارخانوں میں طیار ہوتے ہیں، کارخانہ دار سودی قرضہ لیتا ہے، اسے سود ادا کرنا ہوتا ہے، وہ اسے پیداوار سے حاصل شدہ نفع سے ادا کرتا ہے، اس سے تھوک فروش خریدتے ہیں، وہ بھی سودی قرضے لیتے ہیں، پرچون فروش بھی قرضہ لیتا ہے، انسان کو ضرورتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے قرضہ لینا پڑتا ہے، سود کا چکر کپڑے کی قیمت میں بے اندازہ اضافہ کر دیتا ہے، کارخانہ دار تھوڑے سے ہیں اتھوک فروش کم ہیں، زیادہ تعداد تو عامۃ الناس کی ہے اکسان سود دیتا ہے، اور کپڑا مہنگا خریدتا ہے،

قرضۂ حسنہ و کریم النفسی

قرآن مجید نے فرمایا، فَاِنْ کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ وان تصدقوا خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ (پارہ ۳ سورۃ بقرہ)

اور اگر مدیون یا قرض دار تنگ دست ہے، تو اسے مہلت دیدی جائے، آسودہ حالی تک، اور اگر قرضہ معاف کر دو تو یہ تمہارے حق میں اور بہتر ہے، اگر تم علم رکھتے ہو، واضح ہوا کہ مقروض کو اگر وہ تنگ دست ہو، تو اسے اس وقت تک مہلت دینا کہ جب اس سے وہ آسودہ حال ہو جائے، شرعی حکم ہے، اس حکم کے اولین مصداق وہ عرب تھے، جن کے ہاں دستور یہ تھا کہ وہ ایک مدت کے لئے قرضہ لیتے تھے، اگر وہ مقررہ مدت پر قرضہ نہیں ادا کر سکتے تھے، تو رقم میں دوگنا اضافہ کر دیا جاتا تھا، اور یہ اضافہ کئی گنا ہو جاتا تھا، ظاہر ہو سکتا ہے محسوس ہو سکتا ہے کہ یہ شکنجہ کس قدر باعث اذیت تھا، اور یہ حکم کس قدر پیام رحمت تھا کہ انہیں جکڑنے کے بجائے مہلت دی جائے اور یہ کہ نہایت ہی اچھا اور ثواب عظیم کا سبب ہے، یہ اقدام کہ قرضہ کی رقم معاف کر دی جائے، شریعت کی بولی میں یہ اقدام ہے نفل، مگر اس کا اجر فرض سے بڑھ کر ہے، اسلام نے ایسا معاشرہ پیدا کیا کہ لوگوں کے لیے نیکی کی تڑپ پیدا ہو گئی، جس طرح وہ سود خواری، اور دوسرے کی بے چارگی اور حاجت مندی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے درپے رہتے تھے، ان کے اندر یہ ولولہ ابھرا کہ وہ مروت کریں، ایثار کریں، وہ نیکی اور ثواب کی شمع کے پروانے بن گئے۔ قرآن کا بیان ہے،

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (پارہ ۴ سورۂ آل عمران)

جب تک تم اپنی محبوب چیزوں کو خدا کی راہ میں صرف نہیں کرو گے، اس وقت تک کامل نیکی سے بہرہ ور نہیں ہو سکو گے۔ الفاظ کی اٹھان، اور اسلوب بیان نمایاں کرتا ہے کہ وہی قوم جو برائیوں، لڑائیوں، لوٹ کھسوٹ، میں منہمک تھی، غارتگری جن کا مرغوب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشغلہ تھا، جو اوروں کو ستانے کے خوگر تھے، ظلم وستم کے پیاسے تھے، یہ جذبہ ان کے دلوں میں انگڑائیاں لینے لگ گیا، کہ ہر نوع نیاسہ ہو جائیں، اور انہیں کامل بھلائی کی نعمت میسر آجائے، دنیا کی محبوب ترین اشیاء زر، زمین، اولاد، اقتدار، اختیار، عزت، حکومت، جاہ و حشمت ہیں۔

چند روایات صحابہؓ

جب یہ آیہ مبارکہ (لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون) نازل ہوئی" حضرت ابو طلحہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، گذارش کی مجھے اپنی ساری چیزوں میں سے بیرحا سب سے زیادہ محبوب ہے (یہ ایک کھجوروں کا باغ تھا اس میں ایک چشمہ تھا، اس کا پانی بہترین شیریں تھا، آنحضرت اس باغ میں تشریف فرما ہوتے تھے اور یہ پانی پیتے تھے) میں اسے اللہ کے نام پر صدقہ کرتا ہوں، اور اس کے اجر وثواب کی اللہ سے امید رکھتا ہوں، آپ جہاں مناسب فرمائیں، اسے خرچ فرمادیں، حضورؐ نے فرمایا، بہت خوب یہ بہت ہی نفع کا مال ہے، میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کردو، حضرت ابو طلحہؓ نے ایسا ہی کیا، اس کو اپنے عم زاد بھائیوں اور رشتہ داروں میں بانٹ دیا، (۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بہترین شئے راہ خدا میں صرف کردی۔ (۳) حضرت خدیجہؓ اور حضورؐ کے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ کے پاس ایک گھوڑا تھا، جس سے آپ کو بے حد پیار تھا، انہوں نے یہ گھوڑا پیش کیا، آنحضرتؐ نے ان کی پیشکش قبول فرمائی، اور اسے حضرت زیدؓ کے بیٹے حضرت اسامہؓ کو دیدیا، حضرت زیدؓ کے چہرے پر کچھ گرانی کے آثار نمودار ہوگئے، حضورؐ نے اس پہ فرمایا، اللہ نے آپ کا صدقہ قبول کیا، آپ نے اسے میرے حوالے کردیا، میں نے اپنے اختیار سے تمہارے بیٹے کو دیدیا تم سے تو نہیں دیا، (۴) حضرت ابوذر غفاریؓ کے پاس کئی ایک اونٹ تھے، آپ نے چاہا کہ اپنے پڑوسی مسکینوں میں اپنے محبوب ترین اونٹ کا گوشت تقسیم فرمادیں، خادم سے فرمایا، بہترین اونٹ ذبح کرو اور ان میں اس کا گوشت بانٹ، خادم نے بہترین کے بجائے دوسرے درجہ کی ایک اونٹنی ذبح کردی، حضرت ابوذرؓ کو پتہ چلا تو فرمایا تو نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلے رفائی کی، میری نافرمانی کی، خادم بولا، جو اونٹ افضل ہے آپ کو اکثر اس کی ضرورت رہتی ہے، میں نے چاہا کہ وہ زندہ رہے تاکہ آپ کو اشد ضرورت کے وقت وہ کام آئے اس سے دوسرے درجہ پر یہ اونٹنی تھی، جو میں نے ذبح کی، حضرت ابوذرؓ نے فرمایا رنج ہے کہ تو اشد ضرورت کے مفہوم کو نہ سمجھ سکا، وہ تو قبر میں پیش آتی ہے، اگر تو بہترین اونٹ کو ذبح کرتا، تو یہ چیز قبر میں میرے زیادہ کام آتی۔

(۴) حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے غزوۂ تبوک کے وقت جب آنحضرتؐ نے جہاد مال کی رغبت دلائی، جو کچھ گھر میں تھا، آپ نے پوچھا، گھر میں کیا چھوڑا، صدیق بولے، اللہ اور رسولؐ گھر میں جلوہ فرما ہیں یعنی ان کی خوشنودی میری متاع ہے، آپ جب مسلمان ہوئے، چالیس ہزار درم آپ کے پاس تھے، آپ نے اکثر رقم ان غلاموں کی خرید پر صرف فرمائی، جو کفار کے زیر تصرف تھے، حضرت بلالؓ کو خریدا، اور انہیں اپنا آقا کہا۔

(۵) مدینہ منورہ میں شیریں ترین پانی کا ایک کنواں تھا، اس کا نام تھا بئر رومہ (رومہ کا کنواں)، اس کا مالک ایک یہودی تھا، وہ اس کے پانی کا بیوپار کرتا تھا، بہت گراں فروش تھا، یہ پانی مہاجرین مکہ کو مطلوب تھا، حضرت عثمانؓ ۲۰ ہزار درہم سے یہ کنواں خرید لیا، اور اسے وقف کر دیا، مدینہ کی پوری آبادی جن میں یہود بھی تھے، اس سے سیراب ہوتے تھے، انصار کے دلوں میں مہاجرین کی الفت اس سے بھی پیدا ہوئی، کہ یہ لوگ ان سے کچھ لیتے نہیں اور ان کے آنے سے ان کو ایسی دنیوی نعمتیں میسر آگئی ہیں جن سے وہ پیشتر ازیں محروم تھے، یہ کنواں اس کی روشن ترین مثال تھی۔

(۶) غزوۂ تبوک میں جانے کے لئے بے شمار مسلمان ایسے بھی تیار ہو گئے، جن کے پاس سامان نہیں تھا، اسلحہ تھا، حضورؐ نے فرمایا جو اس تیاری میں مدد و معاون ہوگا، وہ قطعی جنتی ہوگا حضرت عثمانؓ نے ۹۰۰ اونٹ کجاوہ اور پالان کے ساتھ، پچاس گھوڑے، ایک ہزار دینار پیش کئے، علاوہ ازیں آپ نے متعدد مجاہدین کے لئے سواریوں کا اہتمام فرمایا۔

(۷) مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے رقم دی، بے شمار روپیہ صحابہؓ کو دیا، احباب کو مرحمت فرمایا، رشتہ داروں کو عنایت کیا، سادگی کا یہ عالم تھا کہ قریش کے اس ممتاز ترین سوداگر میوہ جات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بدن پر پیوند دار والی قمیص ہوتی تھی، عہد عمرؓ میں مدینہ میں قحط پڑا، حضرت عثمانؓ نے سامان جو تقریباً ۵۰ میل لمبی اونٹوں کی قطار پر لدا ہوا تھا، مدینہ منورہ والوں کے لئے بطور ہدیہ پیش کر دیا،

(۸) سیدنا حضرت امام حسنؓ نے ایک واقعی شریف النفس حاجت مند کو ۵ ہزار درہم، ۵۰۰ اشرفیاں مرحمت فرمائیں، اس مال کو اٹھا کر لے جانے کے لئے ایک مزدور طلب کیا، آپ نے اپنے بدن مبارک سے چادر اتار کر مرحمت فرمائی کہ اس کی مزدوری بھی تمہارے گھر تک پہنچانے میں میرے ذمہ ہے، اس چادر کو بیچ کر اس مزدور کی مزدوری ادا کر دینا،

(۹) - ایک عابد زاہد تہجد خواں کو اپنی لڑکی کے جہیز کے لئے رقم مطلوب تھی، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اشرفیوں کے چند توڑے اس کے لئے عنایت فرمائے، آپ نے اس کی بیٹی کے لئے سارا سامان بھی خود تیار کر دیا، فرمایا یہ اللہ والا ہے، اس کو رنج ہو گا کہ اس کا جو وقت عبادت میں صرف ہوتا تھا وہ سامان کی خرید فروخت وغیرہ میں خرچ ہو گیا،

(۱۰) حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ حج کو جا رہے تھے، راستہ میں ان کے سامان کے اونٹ گم ہو گئے، بھوکے پیاسے چل رہے تھے، ایک بوڑھیا کے خیمہ میں جلوہ فرما ہوئے، اس نے بکری کے دودھ سے ان مسافروں کی تواضع کی، ان کے کہنے پر یہ بڑھیا مدینہ منورہ میں آئی، ان میں سے ہر ایک نے اسی ضعیفہ کو ہزار ہزار بکریوں اور اشرفیوں سے نوازا،

(۱۱) - حضرت عبداللہ بن عامرؓ نے ۹۰ ہزار درہم سے خالد بن عقبہ اموی کا مکان خریدا، خالد کے گھر والوں کو اس کا غم ہوا، وہ روئے، ان کی آواز عبداللہ کے کان سے ٹکرائی، خادم کو بلایا اور فرمایا خالد سے اور ان کے گھر والوں کو جا کر کہو، جو قیمت میں دے چکا ہوں، وہ واپس نہیں ہوگا، یہ مکان میری طرف سے تمہاری نذر ہے،

چند روایات تابعینؒ و ائمہ دینؒ

"تابعین، ائمہ دین، مقلدین خاتم النبیینؐ و خلفائے راشدینؓ تھے، ہمارے آقا و مولا آنحضرتؐ نے فرمایا، انبیاء کا کوئی دنیوی ورثہ نہیں ہوتا، ان کا سب مال خدا کی راہ میں صدقہ ہوتا ہے"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ کے سارے متروکات امت کے املاک قرار پائے، حکومت آپ نے حاصل کی، پورے حجاز، پورے نجد اور پورے یمن پر آپؐ کے عہد میں توحید کا علم نصب ہوا، یہ مملکت جو آپؐ نے حاصل کی، فتح کی، امت کی ملک قرار پائی، صحابہؓ نے مکانات، انہار، باغات، وقف کر دیئے، وہ سب کریم النفس تھے، مہاجرین و انصار کا ایثار انسانیت کے لئے روشنی کا مینار رہے، ہمارے اسلاف نے سنت صحابہؓ پر عمل کیا، ان کے صدقات، ان کی فیاضیاں صحیح تھیں، بجا تھیں ان کا کوئی جزو بھی قابل اعتراض نہ تھا، انہوں نے اپنا اثاثہ، اپنا روپیہ، علم، مذہب، اور اخلاق پر صرف فرمایا، (۱) امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اعلیٰ پیمانہ پر تجارت کی، آپ بڑے متمول تھے، آپ نے ان گنت روپیہ عالموں، فقیہوں، محدثوں اور طالب علموں پر خرچ کیا، آپ نے ان کو عطیات، تحائف اور وظائف سے نوازا،

(۲) حضرت حماد بن سلمہ (المتوفی ۱۶۰ ہجری) رمضان المبارک کے مہینے میں روزانہ ۵۰ آدمیوں کو روزہ افطار کراتے، کھانا کھلاتے، اور بروز عید ہر ایک کو پارچات اور رقوم مرحمت فرماتے،

(۳) ابن زیاد کوفہ کا عامل صدقہ ہو کر آیا، ایک شخص نے ملازمت کے لئے حضرت حماد سے اس کی خدمت میں سفارش چاہی، بولے، اس ملازمت سے آپ کو کس قدر مالی فائدہ کی توقع ہے، اس نے کہا، ایک ہزار، فرمایا، میں آپ کو ۵ ہزار درہم پیش کرتا ہوں، میں اپنی خودداری کو ٹھیس نہیں لگانا چاہتا۔

(۴) تذکرۃ الحفاظ جلد اول میں ہے، کہ حضرت امام مالکؒ کے استاد مکرم امام ربیعۃ الرائےؒ بڑے فیاض تھے، انہوں نے اپنے رفقاء پر اور اپنے تلامذہ پر ۴۰ ہزار دینار صرف فرمائے۔

(۵) ابن خلکان کی پہلی جلد میں ہے، حضرت امام لیث مصری (المتوفی ۱۷۵ھ) کی سالانہ آمدنی ۸۰ ہزار دینار تھے لیکن اس کے باوجود ان پر زکوٰۃ کبھی فرض نہیں ہوئی، بلکہ سال کے ختم ہونے سے پہلے ہی یہ کل رقم ان کی صدقات فاضلہ کی نذر ہو جاتی تھی، حضرت امام مالکؒ کی ہمیشہ اشرفیوں سے مدد کرتے تھے، امام مالکؒ نے انہیں کھجوروں کی تھیلیں ارسال کی، انہوں نے سینی سونے سے بھر کر واپس فرمائی، انہوں نے امام صاحب کا سالانہ وظیفہ بھی مقرر کر رکھا تھا وہ اکثر علماء کی مالی معاونت فرماتے تھے، وہ اپنے دوستوں کے لئے فالودہ تیار کراتے تھے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں اشرفیاں بھر دیتے تھے، تاکہ جو شخص زیادہ کمائے زیادہ اشرفیاں اس کے حصے میں آئیں
(۹) خطیب بغدادی نے اپنے مرض الموت میں اپنا کل سرمایہ فقہاء حکماء پر صرف کر دیا، اور کتابیں عام مسلمانوں کے لئے وقف کر دیں،

میں نے سمندر میں سے چند قطرے پیش کئے ہیں، اسلامی تاریخ شاہد ہے، کہ زکوٰۃ صدقاتِ جاریہ، واجبہ، نافلہ کا نظام، خدا کے لئے وقف کرنے کا اہتمام بھی اشاعتِ اسلام اور بہبودِ عوام کے لئے غایت درجے کا ممد و معاون ثابت ہوا، بیت المال نظام کا یہ جزو بھی خدا کی مخلوق کو شاد کام اور فائز المرام کر سکتا ہے،

اسلامی بنک شرکت اور مضاربت

موجودہ زمانے کے بنکوں میں زیادہ تر روپیہ بہ چلت حساب یا میعادی امانتوں کی صورت میں جمع ہوتا ہے، جو رقوم چلت کھاتہ میں فراہم ہوتی ہیں، ان پر کوئی سود نہیں ملتا، آج تک یہ مطالبہ بھی نہیں ہوا، کہ ان رقوم پر بھی سود ملنا چاہئے، اس شق میں بیاج کے نہ ہونے کو عام رواج نے قبول کر لیا ہے، عہدِ نو کے ماہرین اقتصادیات تسلیم کرتے ہیں، کہ ان دنوں روپے کی قلت نہیں افراط ہے، بنکوں میں روپیہ جمع کرا کر یہ تصور کر لیا جاتا ہے، کہ رقوم محفوظ ہو گئی ہیں، جو "مہذب ترین" اور ترقی کی اونچی منزلوں پر پہنچے ہوئے ممالک ہیں، وہاں ڈکیتی، چوری، غارت گری کی وارداتیں فی منٹ بہت زیادہ ہیں، اس میدان میں سب سے آگے امریکہ ہے، بیمہ کا رواج عام ہے، بنکوں کو غنیمت خیال کیا جاتا ہے، قرضہ کے لئے کفالات و تمسکات طلب کی جاتی ہیں، بیت المالی نظام کی رو سے غیر سودی بنک قائم کئے جا سکتے ہیں، اسلام میں سود حرام ہے، مگر تجارت بابرکت ہے، جائز ہے، اسلام نے اس پر زور دیا ہے، کہ ہر روزی کمانے والا اپنی آمدن کا کچھ حصہ ضرور پس انداز کرے، اور اپنی اولاد کے لئے اثاثہ چھوڑ کر مرے، تاکہ وہ فقر و افلاس سے محفوظ رہیں، بخاری شریف میں ہے، ایک صحابیؓ نے عرض کی کہ وہ اپنا کل اثاثہ راہِ خدا میں وقف کرنا چاہتا ہے، آپ نے منع فرمایا، اس نے نصف کی اجازت طلب کی، آپ نے اس سے بھی روکا، صرف ⅓ کی اجازت مرحمت فرمائی، اس کا سبب یہ بیان فرمایا، کہ آپ اسے ناپسند فرماتے تھے، کہ وہ سارا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روپیہ وصیت کر جائے، اور اس کی اولاد محتاجگی میں مبتلا ہو جائے، اس لیے شرعی نظام یہ ہے، کہ کوئی شخص اپنی جائداد میں سے ⅓ حصہ سے زیادہ راہِ خدا میں بھی وقف نہیں کر سکتا، بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے انک ان تذر ورثتک اغنیاء خیر من ان تذرھم عالۃ، ذابار آ بھن تعول، تیرے لئے بہتر یہی ہے کہ تو اپنی اولاد کو محتاج چھوڑنے کے بجائے غنی (مالدار) چھوڑے پہلے خرچ ان پر کر، جن کی کفالت تیرے ذمے ہے، حضورؐ نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی، لیأتین علی الناس زمان لاینفع فیہ الا الدینار و الدرھم، (رواہ احمد بحوالہ مشکوٰۃ) لوگوں پر ایسا زمانہ آکر رہے گا کہ اس میں دینار اور درہم کے علاوہ کوئی اور چیز نفع نہ دے گی، ان احادیث سے یہ حقیقت ابھر کر نکھر کر سامنے آگئی، کہ یہ بات درست ہے، بچاؤ کہ بچاؤ اسی میں ہے، ظاہر ہے، کہ آدمی یا تو اپنا روپیہ اپنے پاس بچا کر رکھے گا، یا کسی امین کے پاس رکھے گا، یا کاروبار میں لگا دے گا، یا بینک میں رکھے گا، وہ ضرور اسے چاندی یا سونے کی شکل میں اپنے پاس تجوری میں یا بکس میں زیر زمین خزانہ میں رکھے گا، چاندی اور سونے کو شریعت نے بڑھنے والا مال قرار دیا ہے، اور اسی بنا پر اس کے ۲½ فی صد حصے کو زکوٰۃ کا مال قرار دیا ہے، اگر وہ شخص اس رقم کو کاروبار میں نہیں لگاتا تو زکوٰۃ کے باعث اس میں کمی شروع ہو جائے گی، اس لیے ضروری ہے، کہ فاضل سرمایہ میں مزید اضافہ کے لئے اسے پیداآور کاروبار میں لگایا جائے، بنک میں جمع کرنا بہتر ہے، وہ اسے کاروبار میں لگا سکتا ہے، مروجہ بنک کی صورت میں اس شخص کو اگر وہ بچت یا میعادی امانت کی صورت میں جمع کرائے گا، سود ملے گا، اسلام اسے پسند نہیں کرتا، ہاں اگر بنک ایسا ہو جو اس امانت دار کو سود تو نہ دے، مگر کاروبار پر جو منافع آتا ہے، اس میں سے اس کو حسب معاہدہ منافع دے، تو یہ امر بنک کے لئے بھی نافع ہے، اور اس شخص کے لئے بھی مفید تر ہے، اس لئے کہ ایک تو اس کی رقم محفوظ ہو جائے گی، دوسرے یہ کہ اسے سود کے مقابلے میں زیادہ روپیہ ملے گا، اسلام کا حکم یہ ہے، کہ روپیہ گردش کرے، جامد نہ ہو جائے، کہ بوئے فساد کی آتی ہے بند پانی میں، ترمذی شریف میں ایک حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں، الا من ولی یتیما لہ مال فلیتجر فیہ ولا یترکہ، حتی تاکلہ الصدقۃ، آگاہ ہو جاؤ، جو کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے یتیم کا ولی (سرپرست) ہو، جس کے لئے مال ہو، تو اس ولی کو چاہیئے کہ وہ اس مال سے تجارت کرے، اسے یونہی نہ پڑا رہنے دے، یہاں تک کہ اس کو زکوٰۃ ہی کھا جائے، عیاں ہوا کہ حضورؐ کی ہدایت یہ ہے، کہ مال کو بڑھایا جائے، اور دولت کو بارآور بنایا جائے، بے کار نہ رکھا جائے، اولاد کے لئے پس انداز کیا جائے، اسلام بخل کے خلاف ہے، فضول خرچی کے خلاف ہے، حرام امور پر خرچ کرنے کے خلاف ہے، تدفینِ زر کے خلاف ہے، اکتناز کے خلاف ہے،

اسلامی بنک کاری

جو اسلامی بنک ہوگا، اس میں اور موجودہ مروجہ سودی بنک میں تفاوت یہ ہوگا کہ اول الذکر سود کا لین دین نہیں کرے گا، اس کے بھی حصے دار ہوں گے، امانت دار رہیں گے، اس میں چلت حساب بھی ہوگا، بچت کا حساب بھی ہوگا، وہ مشارکت اور مضاربت کے اصول اسلامی کے مطابق تجارت کرے گا، یہ کتاب طویل فقہی بحث و تفصیل کی اجازت نہیں دیتی، مختصر بات یہ ہے کہ اسلام کے رو سے تجارت کے تین طریق ہیں، (۱) انفرادی (اکیلے) طور پر تجارت کرنا، (۲) کسی ایک یا دو کے ساتھ شریک ہوکر معاملات کرنا، (۳) ایک کا ہو روپیہ اور دوسرے کی ہو محنت، اس طرح کاروبار کرنا اسے کہتے ہیں مضاربت، جسے اسلام نے شرکت کہا اسے آج کل کی بولی میں کمپنی (Company) کہتے ہیں کبھی اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے پاس فاضل مال تو ہوتا ہے اور چاہتے بھی ہیں کہ اس میں اضافہ ہو، مگر وہ تجارت آشنا نہیں ہوتے، انہیں کاروبار کا ملکہ یا سلیقہ نہیں ہوتا، مضاربت یہ ہے کہ وہ یا ایک فریق سرمایہ مہیا کرے، دوسرا اس سرمایہ سے کاروبار کرے، ان میں معاہدہ ہو کہ نفع کی صورت میں کام کرنے والے کو نفع میں سے اتنا حصہ اور مال والے کو اتنا حصہ ملے گا، کام دونوں کریں گے، ایک کے کام میں مہارت بھی ہوگی، ذہانت بھی ہوگی، دوسرے میں مہارت اور ذہانت کا عنصر نہیں ہوگا، ان دونوں میں جو قول و اقرار ہوگا، اسے فقہ اسلامی کی بولی میں کہتے ہیں عقدِ مضاربت، مال والے کو کہا جاتا ہے ربّ المال (اصل زر) اور جو اس سے کاروبار کرتا ہے، اسے کہتے ہیں مضارب، وہ ابتداء ہی محض امین ہوتا ہے، شرعی اصول یہ ہے، معاہدہ کو پورا کرو، قیامت کے دن معاہدے کی بابت بھی باز پرس ہوگی، حدیث نبوی ہے، لا دین لمن لا امانۃ لہ جو امین نہیں وہ صاحبِ دین نہیں، اگر روپیہ ضائع ہو جائے تو نقصان تصور کیا جائے گا، اصل زر کا روپیہ برباد ہو گیا، مضارب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی محنت غارت ہو گئی، مضارب اس سرمایہ (رقم) سے کاروبار شروع کر دیتا ہے، سال ختم ہونے پر دونوں فریق اپنی موجودگی سال بھر کے کاروبار کا جائزہ لیتے ہیں، اور کاروباری مصارف کا حساب کرتے ہیں، اگر لین دین اعلیٰ پیمانہ پر کیا گیا ہو، تو مصارف تنظیم عملہ کی تنخواہ، دفتر یا گودام کا کرایہ، فرنیچر کا خرچ بھی اخراجات میں شامل کیا جاتا ہے، مضارب اگر معاملات کے لئے سفر کرے تو اس کے مصارف بھی محسوب ہوتے ہیں، یہ بھی ہو سکتا ہے، کہ سرمایہ لگانے والے افراد ہوں یا ادارے ہوں، اور مضارب بھی افراد ہوں یا ادارے ہوں، سیدھی بات یہ ہے کہ ان میں سود کے علاوہ ہر شے ہوتی ہے، بنک بھی ایک فریق ہے، وہ مضارب بھی ہو سکتا ہے اور اصل دار بھی ہو سکتا ہے، اس صورت میں اسے منافع ملے گا، اس کے حصہ داروں کو ڈیوی ڈنڈ سود نہیں ملیں گے منافع ملے گا، اور وہ سود سے بہر صورت بڑھ کر ہوگا، جو تاجر ایسے روپے سے کام کرے گا، جس پر اسے نہیں دینا ہوگا، وہ جو چیزیں خریدے گا یا کارخانہ دار کی حیثیت سے جو مصنوعات تیار کرے گا، وہ لامحالہ ان اشیاء کو اس کے مقابلے میں کم نرخ پر بیچے گا جس کو استعمال سرمایہ پر سود بھی دینا ہوگا، ظاہر ہے، کہ ایک ہی طرح کی دو چیزیں ہوں، وہ زیادہ فروخت ہوں گی، جو مقابلۃً ارزاں ہوں گی، اس سے کاروبار کو فروغ ہوگا، یہ بنک خاص عرصہ کے لئے خاص منصوبہ بندی کے متضمن مشاغل کے لئے سرمایہ جات طلب کرے گا، اور کاروبار کی نوعیت، کے پیش نظر منافع کے شرائط کرے گا، یہ بنک صنعت و تجارت کے لئے اس بنیاد پر سرمایہ مہیا کرے گا کہ ان منصوبہ بندیوں کے پروردہ کارخانے میں نفع و نقصان کا حسب تناسب بٹوارہ ہوگا، مضاربت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے مزدور، صنعت کار، کارخانہ دار، سرمایہ کار کی کشمکش اور چپقلش کو ختم کیا جا سکتا ہے، اور کاروبار میں اخوت اسلامی کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔

زرعی بنک، تجارتی بنک

تجارتی بنک بھی شراکت کے اصول پہ کارفرما ہوں گے زرعی ضروریات کے لئے کاشت کاروں کو بلا سود قرضہ جات بہم پہنچانا اس بنک کا فریضہ ہوگا، اور صنعتی و تجارتی بنک صنعتی و تجارتی سرگرمیوں کے لئے سرمایہ مہیا کریں گے، طویل المیعاد قرضہ جات کا اہتمام اعلیٰ پیمانے کے ترقیاتی بنک سرانجام دیں گے بنک کا سرمایہ اس کے اپنے حصہ داروں کے زر حصص کا مجموعہ ہوگا، پبلک سے کاروبار میں لگانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے رقوم طلب کی جائیں گی، ان کو تصدیقات نامے اور رسیدات دی جائیں گی، ہر اصل دار کو اس کے ادا کردہ روپیہ کے حساب سے حسب شرائط منافع دیا جائے گا، ایک اعلیٰ درجے کا مرکزی بنک ہوگا، وہ کل بنک کاری کا سرچشمہ اور مرکز و محور ہوگا، اس کے ماتحت مختلف اغراض کے لئے مختلف نوعیت کے بنک ہوں گے، یہ مرکزی بنک ان بنکوں کو سود کے بغیر قرضہ جات اس حیثیت میں پیش کرے گا کہ وہ ان کا رب المال کی حیثیت سے حصہ دار ہے، پبلک کی بچتوں کا روپیہ، امانتوں کا روپیہ، کاروبار میں لگانے کا روپیہ حکومت کی نگرانی میں ہوگا، اور اس کا انتظام سرکاری مرکزی بنک سرانجام دے گا، حکومت کو اپنی منصوبہ بندیوں کے لئے جو روپیہ درکار ہوگا وہ پبلک بہم پہنچائے گی، جن منصوبہ بندیوں میں ایسے مشاغل ہوں گے، جن میں منافع کے امکانات نہیں ہوں گے یا جن کی نوعیت کاروباری قسم کی نہیں ہوگی، ان کے لئے حکومت روپیہ ٹیکسوں سے وصول کرے گی، حکومت کے لئے لازمی ہوگا، واجبی ہوگا کہ وہ ملک کے ہر فرد کے لئے ضروری خوراک، پوشاک اور ٹھکانے کا اہتمام کرے، کسی کو بے کار نہ رہنے دے، ہر ایک کو روزگار بہم پہنچائے، اور کاہلوں اور کم کوشوں کو کام کرنے پر مجبور کرے، اور یہ دیکھے کہ ملک کی دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر نہ رہ جائے، بلکہ اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہو جائے، بین الاقوامی تجارت از بس لازمی اور ناگزیر ہے، اسلامی ممالک سے تجارتی روابط کا قیام مفید ثابت ہوگا، اکثر اشیاء ایسی ہیں کہ اگر انہیں براہ راست کسی اسلامی ملک سے حاصل کیا جائے، تو وہ مقابلۃً ارزاں خرچ پر درآمد کیا جا سکتا ہے، کئی ایک غیر ملکی بین الاقوامی ادارے ایسے ہیں، جو ہمیں ہماری ضروریات بہم پہنچاتے ہیں اور وہ مطلوبہ اشیاء کسی اسلامی اقلیم سے خرید کر ہمیں دیتے ہیں، ان کا وجود درمیانی اشخاص کا ہے، جو منافع وہ کما لیتے ہیں، وہ براہ راست لین دین سے ہمارے پاس رہ سکتا ہے، اس مضمون میں صرف اشارے کئے جا سکتے ہیں، اور یہ دکھایا جا سکتا ہے کہ جس اقدام کو ممکن تصور کیا جاتا ہے، وہ ممکن ہے، اس کے لئے مخلصانہ و مدبرانہ توجہ کی ضرورت ہے، بیت المالی نظام نے ایک ہزار سال تک دنیا کو اپنے فوائد سے بہرہ ور کیا ہے، ہم اس کو از سر نو زندہ کر کے بنی نوع انسان کی عظیم خدمت سرانجام دے سکتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظام ہائے مادی کی نشر و اشاعت

روس اور چین اشتمالی نظام کے علمبردار ہیں، امریکہ اور برطانیہ راس المالی نظام کے پرستار ہیں، دونوں نظاموں کے فوائد و مضرات کی نشر و اشاعت بڑے عالمانہ و ماہرانہ طریق پر کی جاتی ہے ظاہر و باہر ہے کہ اشتمالی نظام کے درمیان بھی اقتصادیات و معاشیات کے بڑے فاضل ہیں، اور راس المالی دستور کے پرستار بھی ان سے کم ماہر اور عالم نہیں ہیں،

مادی بنیاد کے ماسوا دونوں نظاموں میں تضاد ہے، ایک کا رخ اگر جانب مشرق ہے تو دوسرے کی تمام تر توجہ مغرب کی طرف ہے، اصولاً راس المالی نظام کامل آزادی کا طالب ہے کسی قسم کی قید اس کی مزاج اور افتاد طبیعت کے منافی ہے، جو چاہو کماؤ، جیسے چاہو کماؤ، اور جیسے چاہو خرچ کرو، پابندی برائے نام ہے کھلی چھٹی عام دستور ہے، اس لئے جس قدر اوباشی، غارت گری، عیاشی، مے خواری، قمار بازی، آئین شکنی، قیود و ضوابط سے بیزاری امریکہ میں ہے، کسی اور اقلیم میں نہیں ہے، اشتمالی معترض ہیں کہ سرمایہ داروں نے غریب مزدوروں کا خون چوس رکھا ہے، ہم سرمایہ دارانہ لوٹ کھسوٹ کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے، ہم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ہمارے ہاں کھرب پتی، ارب پتی، یا کروڑ پتی ہوں، ہم اونچ نیچ کو گوارا نہیں کر سکتے، ہمارا مسلک مساوات ہے، ہمارا نصب العین یہ ہے کہ وسائل کو قومی ملکیت میں لے لیا جائے، اور قومی ملکیت کو کسان کی ملکیت، مزدور کی ملکیت سے موسوم کیا جائے، اس کا واحد علاج پرولتار (ناداران صنعت کار) کا اقتدار ہے، اس کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا، اشتمالی نظام کی سب سے زیادہ معتبر اور ثقہ کتاب فاضل کارل مارکس کی تصنیف Kapital سرمایہ ہے، یہ تین ضخیم جلدوں میں ہے، اس میں راس المال پر فلسفیانہ تنقید کی گئی ہے، عاقلانہ دلائل سے اس کے بخیے ادھیڑے گئے ہیں، مگر اشتمالی نظام کے حق میں غیر واضح اشارات و کنایات کے ماسوا کوئی ٹھوس اور مثبت لائحہ عمل نہیں ہے، ان کی ہدایات کا مغز، عطر، اور خلاصہ یہ ہے، کہ نجی ملکیت کا خاتمہ کر دیا جائے، اور تمام وسائل پیداوار کو قومی ملکیت میں لے کر منصوبہ بندی کی جائے، اور دولت کی تقسیم حکومت کی منصوبہ بندی کے ماتحت ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عملی اور پلیش نظر صورت کیا ہے؟

واقعہ یہ ہے کہ امریکہ کے نظام راس المالی میں بڑا تغیر ہو چکا ہے، اس کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے، پابندیاں تجویز کی گئی ہیں، اخلاق کے لئے تڑپ کا اظہار ضرور کیا جا رہا ہے، مگر نوجوان، اعلیٰ تعلیم سے بہرہ ور، دانشور، عیش و عشرت کے اتنے گرویدہ ہو چکے ہیں، کہ کھلے بندوں اعتراف کیا جا رہا ہے، کہ ہم اپنے معاشرہ کو بدکاری، مے خواری، اوباشی، اور عیاشی سے قطعاً نہیں بچا سکتے، یہ امور عادت اور فطرت بن چکے ہیں، روس میں عملاً اشتمالیت نہیں ہے، فقط قولاً ہے، یہ صحیح ہے، کہ نجی ملکیت کا دروازہ بھی کسی قدر کھول دیا گیا ہے، یہ درست ہے، کہ وہاں کوئی ٹریڈ یونین نہیں بن سکتی، مزدور ہڑتال نہیں کر سکتے، جلسہ نہیں کر سکتے، کہ کسی مطالبہ کے لئے لب کشا نہیں ہو سکتے، کوئی سیاسی جماعت قیام آرا نہیں ہو سکتی، اشتمالی نظام کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالا جا سکتا، کوئی فاضل، کوئی عالم، کوئی مفکر حکومتی نظام پر معترض نہیں ہو سکتا، اپنے نظام کے سوا کسی دوسرے نظام کے حق میں کچھ نہیں کہہ سکتا، مزدور کے لئے یہ مسرت کافی ہے، عافی ہے، شافی ہے، کہ وہ جس مملکت میں سکونت پذیر ہے، اس کا نام عوام کی حکومت ہے، مزدور کی سلطنت ہے، جب حکومت ان کی ہے، تو مزدور دشمن سرگرمیوں کی اجازت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، مزدور حکومت کے سامنے دنیا بھر کے مزدوروں کے مفاد ہیں، وہ شب و روز مزدوروں کی بہتری، برتری، اور سروری میں سرگرم عمل ہے، یہ کام وقت چاہتا ہے، اس لئے روسی مزدوروں کو صبر و قناعت سے کام لینا چاہئیے، جو کام ان کے لئے تجویز کیا جائے، اسے کریں، جو مشاہرہ یا اجرت یا تنخواہ اس کے لئے مقرر کی جائے، اسے قبول کیا جائے، کبھی یہ تصور بھی نہ کیا جائے، کہ کارخانہ کے ناظم سرکاری کی تنخواہ کیوں اتنی زیادہ ہے، اور ان کی کیوں کم ہے، فلاں صنعت کے کارندوں کو بہت کچھ ملتا ہے، اور ہمیں بہت ہی کم ملتا ہے، حقیقت یہ ہے، کہ بڑی سے بڑی اور کم سے کم آمدن کا جو تفاوت جمہوریہ شوائیہ روس میں ہے، بہت سے سرمایہ دار ملکوں میں بھی نہیں ہے، وہاں مزدکاروں کی تنخواہ ناظموں سے بہت ہی کم ہے، سب سے زیادہ مشاہرے اداکاروں، فلمی کارندوں کو ملتے ہیں، روسی کسان کو وہ روٹی خواب میں بھی میسر نہیں، جو امریکہ کے دہقان کو میسر ہے، روسی کشت کاروں کو وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شراب، وہ عیش، نصیب نہیں جس سے ڈنمارک، سکنڈے نیویا، اور امریکہ کے زراعت کار بہرہ ور ہیں، جو گندم ہمارا بھائی کھاتا ہے، وہ امریکن کی قسمت میں بھی نہیں،

روس میں ملک کے کل فارموں، تمام اراضیات، سب وسائل پیداوار، اور خزانہ ہائے دولت کے ٹھیکہ دار اشتراکی پارٹی کے ۲۰ یا ۲۵ مختاران کار ہیں، اقتدار ان کا ہے، اور اس پارٹی کی روح ابرو، ہستی ایک اعلیٰ امر وکار (آمر و مختار) کے تصرف میں ہے، اس کا قول قانون، اس کا اشارہ ضابطہ اس کا ہر اقدام، بنیادی نظام ہے، ملک کے تمام عام بے بس ہیں، فوج آمر کی ہے، پولیس آمر کی ہے وہ چاہے تو ناموروں سے ناموروں وزیر و مشیر صدر کی قبر کی ہڈیاں نکال کر ادھر ادھر چاہے پھینک سکتا ہے شاعر کا شعر ضروری ہے، کہ اس کی حمد و ثنا پر مشتمل ہو، ادیب و مصنف کی کتاب اس کے تصورات کی ترجمان ہو،

کتاب و سنّت

بیت المال نظام اس کتاب کے تابع ہے، جو آخری کتاب الٰہی ہے، اور اس رسولؐ کی سنت کے تابع ہے، جس کے بعد کسی نئے رسول کی آمد کے امکان کو تسلیم کرنا بھی کفر ہے، پوری امت روزہ نماز، حج، جہاد کے نظام میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں کر سکتی، حکومت خدا کی ہے، رسولؐ کے اولین جانشین صدیق اکبرؓ نے کہا، میں مسلمانوں کے امور کا منصرم منتخب کیا گیا ہوں، میں سب سے بہتر نہیں ہوں، اگر میں خدا اور رسولؐ کے کسی حکم کی خلاف ورزی کروں، تو مجھے سیدھا کر لو، اس کی زندگی سادگی کا مرقع تھی، یہی حال حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور حضرت امام حسنؓ کا تھا، انہی کی حکومت، انہی کا نظام مسلمانوں کا راہنما ہے، نہ ان میں سے کسی کا محل تھا، نہ تخت تھا، نہ تاج تھا، ان میں کسی کا لباس فاخرہ نہ تھا، وہ روحانی پیشوا بھی تھے، دنیوی فرمانروا بھی تھے، ان کے ملازموں، خادموں کی خوراک ان سے زیادہ لذیذ، گراں قیمت، اور ان کا لباس ان کی پوشاک سے زیادہ قیمتی تھا، ان کی گھر والیوں اور ان کی بچیوں اور بہنوں کے پارچات سادہ تھے، ان کے گھروں کا فرنیچر، بوریا، مصلّٰی، مٹی کے برتن، اور ٹاٹ کے پردے تھے، ان میں سے کسی نے بھی کوئی دنیوی عہدہ، یا حکومتی منصب اپنی اولاد کے لئے تجویز نہ کیا، ان سے زیادہ غریب نواز، مسکین پرور، یتامیٰ کے مربی، بیوگان کے ملجا و ماوا، بنی نوع انسان کے بہی خواہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خداورسے، آسمان اور تاریخ کی آنکھ کو دیکھنے نصیب نہیں ہوئے، وہ کسی دنیوی اُستاد کے شاگرد نہ تھے، ان کی تمام خوبیاں، ان کے تمام محاسن، ان کے کارنامے، ان کی سیرت، ان کی حکمت، آنحضرتؐ کے فیضانِ نظر کا ثمر، اور توجہ کا اعجاز و اثر تھا، وہ جس اسلام پر ایمان لائے، وہ بہر نوع اکمل ہے افضل ہے اجمل ہے، انہوں نے اس نظام کو اپنایا، اس پر عمل کر دکھلایا۔ ہماری سعادت یہ ہے، کہ ان کی راہوں پر گامزن ہو جائیں، اور نظام اسلام کو اپنائیں، انہوں نے اپنے لئے انتہا درجے کی پابندیاں، سختیاں، تجویز فرمائیں، اور ہمیں سہولتوں اور آسانیوں سے نوازا، ان کا معیار بے حد اونچا ہے، ہمارا کم ہے مگر یہ شرط ہے کہ ان میں عکس ان کے کردار کی ہو

برکاتِ زکوٰۃ

بیت المال نظام کا ایک شاہکار زکوٰۃ ہے، حسب ارشادِ نبوی زکوٰۃ دوسرا رکنِ اسلام ہے، صرفی اعتبار سے زکوٰۃ حاصل مصدر ہے، اس کا ترجمہ ہے پاک کرنا، طہارت، افزائش، برکت، مدح وثنا، اس لفظ کی جڑیں ہیں، زکا، زکوٌ، زکی اُن کا مفہوم ہے، بڑھ جانا، آرام پانا، ارزانی میں ہونا، پاک ہونا، اس سے تزکیہ، اس کا مفہوم ہے، پاک کرنا، بڑھانا، زکوٰۃ دینا، عرب کہتے ہیں، اَلزَّرْعُ یَزْکُوْ کھیت ہرا بھرا ہوگیا، بڑھ گیا، اَزْکیٰ طَعَامًا خوش انجام طعام، صالح نوجوان کو کہتے ہیں غُلَامًا زَکِیًّا۔ قرآن مجید میں ہے، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا، بامراد ہوگیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو سنوار لیا، رب العزت کی شان ہے، یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ اللہ جسے چاہتا ہے، پروان چڑھاتا ہے، پاک کر دیتا ہے، آنحضرتؐ کا فریضہ ہے، یُزَکِّیْھِمْ گمراہیوں کو گمراہی سے بچانا، پاک کرنا، انہیں سنوارنا، بامراد بنانا،

نماز اور زکوٰۃ میں چولی دامن کا ساتھ ہے، دونوں پر خدا کے کرم کا ہاتھ ہے، قرآن مجید میں قریباً ۸۰ مقامات پر ان کا ذکر اکٹھا کیا گیا ہے، صحابہؓ کی تعریف میں فرمایا گیا ہے،

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ

(پارہ سورۃ حج)

یہ مہاجر و انصار لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت، اختیار، اقتدار دیں تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، نیکی کا حکم کریں گے، برائیوں سے منع کریں گے، تمام کاموں کا انجام خدا کے ہاتھ میں ہے، ان کی حکومت ہوگی اسلامی، یہ لوگ با اختیار و با اقتدار ہوکر بیش از بیش عبادت گذار ہو جائیں گے، نماز کے قیام کا اہتمام کریں گے، ۲۶ پارے سورہ حجرات میں واضح کیا گیا ہے، انہیں کفر سے بے حیائی سے فسق و فجور سے گناہوں سے طبعی نفرت ہے، نماز بے حیائی اور بدکاری کے خلاف ذہنوں، دلوں، اور روحوں میں تنفر اور بیزاری پیدا کرتی ہے، یہ لوگ زکوٰۃ کا نظام قائم کریں گے، زکوٰۃ اخلاق سنوارتی ہے، بخل سے طمع سے دولت کی محبت سے بچاتی ہے، ہر نیکی کا حکم کریں گے اور ہر بدی سے روکیں گے، یہ جامع مانع الفاظ روز روشن کی مانند ان حقائق کو اجاگر کر رہے ہیں، کہ حکومت اسلامی میں بدکاری، فحاشی، قمار بازی عصمت فروشی، فسق و فجور، فساد، زر پرستی ظلم کے فتور کے امکان و فروغ کی قطعاً گنجائش نہیں ہے سرقہ، ڈکیتی، غارت گری، رشوت، استحصال کو پامال کرنے کے لئے سخت سزائیں ہیں، حکومت اسلامی ان سنگین جرائم کی سرکوبی کرے گی، تاریخ شاہد ہے، کہ دور صحابہ میں ایسا ہی ہوا ان کی حکومت حقیقی اسلامی حکومت تھی ہمارا فرض ان کا اتباع ہے، انہوں نے جو کچھ سیکھا براہ راست رسول سے سیکھا، اللہ اور رسول نے ہمیں ان کی راہوں پر گامزن ہونے کی ہدایت کی، ان کے کارنامے، اور جس انداز سے انہوں نے کتاب و سنت کی ہدایات کو جامۂ عمل پہنایا جائے ان کے تذکرے سے اوراق تاریخ بھرپور ہیں، فقہ کی کتابوں میں ان کی تفصیلات موجود ہیں، اور وہ ہمارے لئے بہترین ہدایت ہیں، زکوٰۃ کے باب میں آنحضرتؐ اور صحابہؓ کے طرز عمل کی مختصر روداد یہ ہے،

فرمان یزداں بنام ہادئ دوراں

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ، آپ ان کے مالوں سے صدقہ لیجئے، آپ اس کے ذریعے انہیں پاک صاف کریں، آپ ان کے لئے دعا کریں، آپ کی دعا ان کے لئے باعث تسکین ہوگی، اور اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے،

اس آیۂ وفیر ہدایہ میں پہلی بات یہ ہے، کہ آنحضرتؐ کو ہدایت فرمائی گئی ہے، کہ آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرباء کے لئے اغنیاء سے زکوٰۃ وصول کریں، یہ فریضہ آپ اس لئے سرانجام دیں گے، کہ اسلامی حکومت کے سربراہ علی الحقیقت حضور ہیں، اس سے عیاں ہوا کہ زکوٰۃ کی فراہمی اور وصولی اسلامی حکومت کا فریضہ و منصب ہے، علامہ ابو عبید کی تصنیف کتاب الاموال کے صفحہ ۲۰۲ پر ہے، اس میں مذکور ہے کہ ایک قبیلہ موسومہ حمیر (رحم ہیک) مسلمان ہوا، اس نو مسلم جماعت کا سردار تھا زرعہ رضی،

آنحضرتؐ نے اس کے نام مکتوب ارسال فرمایا، اس میں تحریر تھا " وانی آمرکم یا حمیر خیرا فلا تخونوا ولا تخاذلوا وان رسول اللہ مولی غنیکم وفقیرکم وان الصدقۃ لا تحل لمحمد ولا لاھلہ، انما ھی زکاۃ تزکون بھا لفقراء المؤمنین

اے اہل حمیر میں تمہیں یہ تلقین کرتا ہوں، کہ ہر نوع کی بھلی روش کو اپنا شعار بناؤ، خیانت اور مخالفانہ طرز عمل اختیار نہ کرو، اللہ کا رسول تمہارے امیروں اور غریبوں کا سرپرست ہے، صدقہ کا مال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے گھر والوں کے لئے جائز نہیں، بلکہ یہ زکوٰۃ ہے، جسے تم اپنی پاکیزگی کے لئے غریب مسلمانوں کے لئے نکالتے ہو، اس مکتوب سے عیاں ہے (الف) کہ آنحضرتؐ صدر ریاست اسلامی ہیں (ب) آپ ریاست کے غریبوں اور امیروں کے سرپرست ہیں، ملت کا ہر فرد بھی خواہ وہ امیر ہو یا غریب اگر کسی ضرورت یا مصیبت سے پریشان ہوگا تو ریاست اسلامی اس کی معاونت کرے گی، اس کی ضرورت پوری کرے گی، مصیبت سے نجات دلائے گی (ج) زکوٰۃ امیروں سے غریبوں کے لئے لی جائے گی، (د) آنحضرت کی خصوصیت یہ ہے کہ زکوٰۃ کا مال ان کے لئے اور ان کے اہل و عیال کے لئے نہیں ہوگا، صدر ریاست یا حکومت زکوٰۃ کا یہ مال غرباء کے لئے وصول کرے گی، اپنی ذاتی اخراجات کے لئے نہیں لے گی، (ہ) اس سے مقصود ضرورت مند مسلمانوں کی کفالت ہے، (و) زکوٰۃ کا مال کی ترقی، نفس کا تزکیہ اور اعلیٰ اخلاق کے نشوونما کا سبب ہے، (ز) اسلامی حکومت خیانت اور قانون شکنی کو گوارا نہیں کر سکتی، ترمذی شریف کے باب الفرائض میں یہ حدیث نبوی مذکور ہے، اللہ ورسولہ مولی من لا مولی لہ جس کا کوئی سرپرست نہ ہو، اس کا سرپرست اللہ اور اس کا رسول ہے، صحابہؓ نے ان احادیث سے یہ ضابطہ استنباط فرمایا، کہ رعایا کے ہر فرد کی سرپرستی ریاست کا فریضہ ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرتؐ اور آپ کی اتباع میں ریاست اسلامی کا فریضہ ہے، کہ زکوٰۃ کے اثرات و برکات کی تبلیغ کی جائے، واضح کیا جائے، اس سے مقصود اخلاق کی آبیاری، امیروں اور غریبوں کے روابط اخوت کی استواری ہے، اس کا روحانی پہلو یہ ہے، کہ زکوٰۃ بہ مسرت و خلوص ادا کرنے والے آنحضرتؐ کی دعا کے مستحق ہو جاتے ہیں، کوئی شے رسول مقبولؐ کی دعا سے زیادہ گراں قدر مرغوب اور محبوب نہیں ہو سکتی، زکوٰۃ دینے والے کے لیے کتنی بڑی سعادت ہے کہ وہ اس نعمت سے سرفراز ہوتا ہے، ہر مسلم کے لئے واجب ہے، کہ وہ اپنے آپ کو زکوٰۃ دینے کے قابل بنائے، اس جذبہ کے عام ہو جانے سے ملت و دولت، سیرت کی طہارت، اور روح و نیت کی پاکیزگی سے شادکام اور فائز المرام ہو جاتی ہے، آخر میں واضح کیا، کہ یہ سمجھ لیا جائے، کہ اللہ ہر بات کو سننے والا ہے، اور دلوں کی نیتوں کو جاننے والا ہے،

ارشاداتِ رسولؐ

حدیث کی کتاب طبرانی میں حضرت ابو درداءؓ کی روایت ہے، کہ آنحضرتؐ نے فرمایا، الزکوٰۃ قنطرۃ الاسلام، زکوٰۃ اسلام کا عظیم پل ہے، پل منزل کو طے کرنے اور راہ میں سہولت پیدا کرنے کا مؤثر ذریعہ ہے، انسانوں سے ہمدردی، غرباء کی نصرت، قرب باری کی منزل کے لیے ایک پل کا حکم رکھتی ہے، ابو داؤد شریف میں ہے، حضورؐ نے فرمایا، "حَصِّنُوْا اَمْوَالَکُمْ بِالزَّکوٰۃِ" اپنے مالوں کی حفاظت کے لیے ان کے ارد گرد زکوٰۃ کا قلعہ تیار کرو، ہوس حرص، طمع نفس کے تیروں سے بچانے کے لئے جو جذبات زکوٰۃ پیدا کرتی ہے، وہ حصار (قلعہ) کا حکم رکھتے ہیں،

حاکم کی روایت ہے، کہ ارشاد نبوی ہے، مَنْ اَدّٰی زَکوٰۃَ مَالِہٖ فَقَدْ ذَھَبَ عَنْہُ شَرُّہٗ، جس نے مال کی زکوٰۃ ادا کردی، اس سے وہ برائی دور ہو گئی جو اس میں ہوتی ہے، واضح ہو گیا، مال میں جو شر ہے، اس کا تدارک، اس کا علاج اس کا تریاق زکوٰۃ ہے،

آنحضرتؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا، اِنَّ تَمَامَ اِسْلَامِکُمْ اَنْ تُؤَدُّوْا زَکوٰۃَ اَمْوَالِکُمْ تمہارے اسلام کی تکمیل اس میں ہے کہ تم اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو، طبرانی میں ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں، کہ سرور کائنات علیہ الف الف سلام و تحیات نے فرمایا، مَنْ لَّمْ یُزَکِّ فَلَا صَلوٰۃَ لَہٗ، جو زکوٰۃ نہ دے، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصابِ زکوٰۃ

اسلامی ریاست میں غیر مسلم پر وہ فرائض عائد نہیں کئے جاتے، جو مسلمانوں پر عائد کئے جاتے ہیں مسلمانوں پر جہاد فرض ہے، فرض کفایہ ہے، روزہ، حج، زکوٰۃ، نماز فرض ہے، غیر مسلم پر یہ فرائض نہیں ہیں، زکوٰۃ ایک عبادت ہے، وہ ایک ٹیکس ہے جو اسلام نے امراء پر غرباء کے حق میں عائد کیا ہے، یہ خیرات نہیں، فیاضی نہیں، یہ غرباء کا حق ہے، اگر امراء اسے روانہ کریں، تو اسلامی ریاست کا فریضہ ہے، کہ انہیں اہلِ ثروت سے یہ حق دلوائے، جو آیۂ زکوٰۃ درج کی گئی ہے، اس سے صاف طور پر واضح ہے، کہ یہ ریاست کا فریضہ ہے، اور یہ ایک امتیازی فرض ہے، جس سے اسلامی ریاست غیر اسلامی مملکت سے ممتاز ہوتی ہے، یہ ٹیکس سال کے اختتام پر جمع شدہ مال پر ۲½ فی صد شرح سے عائد ہوتا ہے، اگر ۲½ کو ۴۰ سے ضرب دیں، تو حاصل ضرب ۱۰۰ بنتا ہے، عام طور پر دیکھا جاتا ہے، تو یہاں ہوتا ہے، کہ سنہ ۱۹۵۱ء میں جو ایسا مال جس پر زکوٰۃ ہے کسی کلمہ گو کے پاس ہوتا ہے، سنہ ۱۹۹۱ء میں اتنا مال اس کے مال غرباء کو مل جاتا ہے، جو اس کے پاس سنہ ۱۹۵۱ء میں تھا، مالِ زکوٰۃ کو شریعت کے محاورے میں نصاب کہتے ہیں، نصاب حسب ذیل ہے،

(۱) ۷½ تولہ سونا، اور ۵۲ تولہ چاندی، اگر ۷½ تولہ سونا ہے خواہ زیورات کی صورت میں کیوں نہ ہو، فقہ حنفی کی رو سے جس کا پاکستان کا سوادِ اعظم (غیر معمولی اکثریت) تسلیم کرتا ہے، تو اس پر زکوٰۃ ہے، ایسے ہی اگر ۵۲ تولہ چاندی ہے تو اس پر زکوٰۃ ہے، اگر سو روپیہ نقد ہے، یا اس کے نوٹ ہیں، تو اس رقم پر ۲½ فی صد زکوٰۃ ہے،

(۲) جو مویشی تجارتی اغراض کے لئے رکھے ہوں، ان پر زکوٰۃ ہے، ۵ اونٹوں کے لئے ایک بکرا، ۲۵ اونٹوں کے لئے ایک اونٹنی، ایک سال عمر کی، ۳۶ اونٹوں کے لئے دو سالہ ایک اونٹنی، ۴۵ اونٹوں کے لئے تین سالہ ایک اونٹنی، ۶۱ اونٹوں کے لئے ایک پنج سالہ اونٹنی، ۲ سالہ دو اونٹنیاں، مزید کے لئے علیٰ ہٰذا القیاس، ۳۰ گایوں یا بھینسوں کے لئے ۲ سالہ بچھڑا، بکریوں اور بھیڑوں کی تعداد ۴۰ ہو تو زکوٰۃ بنتی ہے،

(۳) زرعی پیداوار پر زکوٰۃ ہے، اصول یہ ملحوظ رکھا گیا ہے، کہ جس مال کے حصول میں انسان کو زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے، یا مصارف برداشت کرنا پڑتے ہیں، ان کی زکوٰۃ کا تناسب کم ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارتی مال، سونے چاندی روپیہ نوٹ پر ۲½ فیصد ہے، جو پیداوار بارش یا قدرتی چشموں کے باعث ہو، اس پر زکوٰۃ کا تناسب ہے کل پیداوار کا ۱/۱۰ حصہ، اور جو کنویں، ٹیوب ویل وغیرہ سے ہو، اس میں تناسب ۱/۲۰ ہے، (۴) سوداگری کا مال جو بغرض تجارت ہو، (۵) مملکت کے مخفیہ خزانے، معدنیات،

صدر بھی زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں ہے، آنحضرتؐ کے عہد میں گھوڑے صرف سواری کے لئے استعمال میں لائے جاتے تھے، لہٰذا ان پر زکوٰۃ نہیں تھی، حضرت عمرؓ کے زمانے میں گھوڑے تجارت کے لئے پالے، رکھے اور خریدے جاتے تھے، اس لئے ان پر زکوٰۃ عائد کی گئی،

زکوٰۃ کے مصارف ثمانیہ

قرآن مجید کے پارہ ۱۰ سورۃ توبہ میں بیان فرمایا گیا ہے، کہ زکوٰۃ ۸ مدات پر صرف ہونی چاہیئے ان مدات کے علاوہ کسی اور پر یہ رقم صرف نہیں کی جاسکتی، مدات یا مصارف ثمانیہ یہ ہیں،

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمؤلفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل فریضة من الله، والله علیم حکیم،

زکوٰۃ سے صرف غریبوں، محتاجوں، اور کارکنوں کا حق ہے، نیز ان کے لئے، جن کی دلجوئی منظور ہے، اور اسے صرف کیا جائے، گردنوں کے چھڑانے میں، قرضہ داروں کا قرضہ ادا کرنے میں، اللہ کی راہ میں، مسافروں کی امداد میں، یہ سب فرض ہے اللہ کی طرف سے، جو بڑا علم والا اور بڑا حکمت والا ہے،

غور طلب حقائق

(۱) اس حکم شرعی یا مبنیت مالی نظام کی اس شق کو جامۂ عمل پہنانے سے پہلا فائدہ یہ ہوگا کہ معلوم ہو جائے گا، کہ ملک میں غریبوں، محتاجوں، مقروضوں، وغیرہ کی تعداد کتنی ہے، زکوٰۃ دینے والوں کی تعداد کتنی ہے؟ ہر ایک نے کتنی زکوٰۃ ادا کی ہے، کتنوں نے بہ مسرت ادائیگی کی ہے، کتنوں نے دباؤ کے بعد ادائیگی کی ہے، اس سے ملت کے تمول، افلاس اور کردار کا اندازہ ہو جائے گا، یہ کوائف مبلغوں، واعظوں، سرکاری کارندوں کے لئے پہلے حد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفید ثابت ہوں گے، اقوام میں مردم شماری کا رواج ہے، اسلام کے رو سے مردم شماری سنت نبوی ہے، مگر ہر سال ثروت، زرداری، ناداری، اور کنجوسی، دین کی پابندی، فراخ دلی، دولت کی محبت، اسلام کی محبت، کے احتساب اور جائزہ کی جو تدبیر بیت المالی نظام میں ہے، اس کی امثال نہیں ملتیں، یہ اس کی ممتاز خصوصیت ہے، اس سے زرعی پیداوار کی کمی بیشی، مویشیوں کی کثرت و قلت کا بھی اندازہ ہو جائے گا۔

(۲) عمدہ طریق پر عیاں ہو جائے گا، کہ جس نے اس سال ۱۰۰ روپیہ بمد زکوٰۃ دیا ہے، اگلے سال اگر اس کے ذمے ۲۰۰ روپیہ بنتا ہے، اس کی دولت میں اضافہ کن اسباب کی بنا پر ہوا ہے؟

(۳) ایک مرکزی بیت المال ہوگا، اس کے ماتحت صوبائی ہوں گے، ہر صوبائی کا دائرہ ضلعی، شہری، قصباتی، دیہاتی بیت المالوں پر مشتمل ہوگا، ان کے لئے کافی عملہ مطلوب ہوگا، مویشیوں وغیرہ کے لئے گودام حکومت تعمیر کرے گی، مگر ان میں جو زکات سے وصول شدہ جانور رکھے جائیں گے، ان کی حفاظت و پرورش کے لئے عملہ مطلوب ہوگا، بے کاری کے دور کرنے میں محصلین زکوٰۃ اور مویشیان پر مامور، اور زرعی پیداوار کی فروخت یا حفاظت کے لئے جو کارکن مقرر کئے جائیں گے، ان تمام کے باعث کافی انسانوں کے لئے روزگار کا ذریعہ پیدا ہو جائے گا،

(۴) آمدنیوں کو چھپانے کے لئے موجود ڈھنگ اختیار کئے جاتے ہیں، ان کے تدارک کا ایک مؤثر ذریعہ ہاتھ آجائے گا، محصلین ایک طرح کے مبلغین بھی ہوں گے،

(۵) زرکار، زمیندار، کارخانہ دار، کشت کار، صنعت کار، بنک کار، تجار، گلہ بانوں، دکانداروں، ملازموں، افسروں، حاکموں، عالموں، پیروں کے اموال و امتاع کا اندازہ ہو جائے گا۔

(۶) ارشادات نبوی اور ہدایات صحابہؓ سے عیاں ہوتا ہے، کہ اسلامی تقاضا یہ ہے، کہ روپیہ کو یا تو اپنی جائز ضروریات پر صرف کیا جائے، یا اسے کاروبار میں لگایا جائے، اس کی باضابطہ زکوٰۃ ادا کی جائے، اسے قومی کاموں پر استعمال کیا جائے، یا ضرورتمندوں کو دیا جائے، مخلوق خدا کی بھلائی رفاہ عامہ پر صرف کیا جائے، بے کار نہ رکھا جائے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے زمین میں نہ گاڑا جائے، زکوٰۃ کے وصول کرنے والوں پر کھل جائے گا، کہ لوگ روپیہ کہاں صرف کر رہے ہیں؟

(۷) بروئے شریعت اسراف حرام ہے، تبذیر حرام ہے، عیاشی حرام ہے، قمار حرام ہے، غیر شرعی رسموں پر روپیہ برباد کرنا شریعت کی منشأ کے قطعاً منافی ہے، مقدمہ بازی پر دولت ضائع کرنا جہالت ہے، زکوٰۃ کی باضابطہ وصولی کے نظام سے معاشرہ میں ایک خوشگوار معاشی، ذہنی، اور اخلاقی انقلاب رونما ہو گا، جو معاشرہ کو اسلامی سانچہ میں ڈھال دے گا، شریعت نے یتامیٰ کے سرپرستوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ ان کے اموال کو تجارت میں لگائیں، تاکہ ان میں اضافہ ہو، اور ایسا نہ ہو کہ سب مال زکوٰۃ کے باعث ختم ہو جائے۔

آنحضرتؐ کی سنت

(۸) احادیث میں ہے، نبی کریمؐ مرنے والے کے گھر تعزیت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے، فرماتے تھے، ھَلْ عَلَیْہِ دَیْنٌ؟ کیا اس پر کوئی قرضہ ہے؟ الوراثة للورثاء والدَّین لی، اگر وہ کوئی جائداد چھوڑ کر فوت ہوا ہے، تو اس کی جائداد اس کے ورثاء میں بانٹ دی جائے، اگر اس کے ذمے کوئی قرضہ ہے، تو اسے حضورؐ ادا فرمائیں گے آنحضرتؐ کے سوا کیا کوئی آدمی، یا بزرگ یا مصلح، یا لیڈر ایسا ہوا ہے جس نے امت کے مقروضوں کی کفالت بھی فرمائی ہو؟ اگر محلے والے یا عزیز یا بزرگ جو تعزیت کی تقریب میں اکٹھے ہوئے ہوں، مرنے والوں کی جائدادوں کو وارثوں میں فوری تقسیم کا اہتمام کریں تو تنازعات کا سدِ باب ہو جائے، معاشرہ سنور جائے۔

(۹) شرعی ہدایت یہ ہے، کہ ہر شخص اپنی زندگی میں اس کا اہتمام بذریعہ وصیت کر دے، اگر اس نے ایسا نہ کیا ہو، تو عزیز یا چوہدری، یا عالم دین یا پیر طریقت اس فریضہ کو سرانجام دے، اور لہٰذا اگر ہم سنت نبویؐ پر عمل پیرا ہوں، تو اس کا اثر غایت درجے کا مفید اور بابرکت ہو سکتا ہے۔

(۱۰) بخاری شریف میں مذکور ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے، انا اولی بالمؤمنین من انفسھم فمن توفی من المؤمنین فترک دینا فعلی قضاءہ ومن

www.KitaboSunnat.com

ترک مالا فلورثتہ، میں مسلمانوں سے ان کے اپنے افراد سے زیادہ قریب ہوں، اگر مسلمانوں میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے، اور وہ قرضہ چھوڑ کر وفات پائے تو اس کے قرضہ کی ادائیگی میرے ذمے ہوگی، اور اگر مال چھوڑ کر فوت ہو، تو وہ مال اس کے وارثوں کے لئے ہوگا،

مسلم شریف، ترمذی شریف اور نسائی شریف کی روایتوں میں ہے، من ترک مالا فلاھلہ ومن ترک ضیاعا فالیّ، جو مال چھوڑ جائے، وہ اس کے اہل کا ہے اور اگر کسی کو بے سہارا چھوڑ جائے، تو اس کی ذمہ داریوں کا کفیل میں ہوں گا،

(۱۱) انہی احادیث مبارکہ کی بنیاد پر شرعی فیصلہ یہ ہے، کہ مسلم رعایا کے قرضوں کی ادائیگی کی ذمہ داری بھی اسلامی حکومت ہے، آنحضرت ﷺ کے بعد جو مقدس نفوس مملکت اسلامی کی صدارت پر فائز ہوئے، انہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس تھا،

(۱۲) اس کے ساتھ ہی یہ حقیقت بھی درخور اعتنا ہے، کہ اس دور کے فرزندانِ توحید بھی اپنے فرائض کو کما حقہ سمجھتے تھے، وہ ہرگز یہ پسند نہیں کرتے تھے، کہ وہ کسی کے محتاج ہوں، وہ ایک دوسرے کی مدد کرنا اپنا فریضہ تصور کرتے تھے،

(۱۳) ان کا شعار ایثار تھا، بیاہ شادی مرگ کی رسوم کی ادائیگی یا بیٹیوں کو جہیز دینے میں اپنی شان دکھانے کا جنون ان کے سر پر سوار نہیں تھا۔

(۱۴) وہ قطعاً مسرف نہیں تھے، کاہل نہیں تھے، کم کوش نہیں تھے، حرام خور نہیں تھے، وہ اتنی بات کے لئے جائدادیں رہن رکھنے، فروخت کرنے، قرضہ اٹھانے کے تصور سے بھی بے نیاز تھے، ان کے عہد میں یہ سرگرمیاں نہیں تھیں،

(۱۵) ہم تو مقدمہ بازی کے لئے ایک دوسرے سے خواہ مخواہ بگاڑ پیدا کرنے کے لئے قرضہ اٹھانے سے قطعاً دریغ نہیں کرتے، اپنے بچوں کی نسبت یہ سوچتے ہی نہیں کہ اگر ہم نے قرضہ چھوڑا، تو ان کے لئے ہمارا اتفاقی کس قدر دکھ کا باعث ہوگا

(۱۶) آج اگر یہ خیال عام ہو جائے، کہ ہمارے مرنے کے بعد عزیز اور جونک ہماری جائداد کا ناجائز فائدہ لیں گے، ان پر عیاں ہو جائے گا، کہ ہم نے اپنی کمائی اور جائداد کن مشاغل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ضائع کردی ہے، اور ہمارے ذمے اتنا قرضہ ہے، تو اس سے شاید ہماری غیرت و حمیت کو کوئی جھٹکا محسوس ہو، اور یہ ہمارے لئے اصلاح کا باعث بن جائے، صحابہؓ جانتے تھے، کہ آنحضرتؐ مقروض کا جنازہ پڑھنے سے اجتناب فرماتے ہیں، ان کا اضطراب یہ تھا، کہ ان کا مرنے والا بھائی اس سعادت سے محروم نہ رہ جائے، کہ حضورؐ اس کی نماز جنازہ میں شرکت آمادہ نہیں ہوئے، اس لئے وہ کوشش کرتے تھے، کہ متوفی کا قرضہ اس کی تدفین و تکفین سے پہلے ہی اتار دیا جائے، قرضہ لینے والے بھی قرضہ معاف کر دینے پر طیار ہو جاتے تھے،

(۱۷) آج تو عالم ہی اور ہے ؎

سُنے گا اقبال کون تیری یہ انجمن ہی بدل گئی ہے
نئے زمانے میں آپ، ہم کو پُرانی باتیں سُنا رہے ہیں
اک قدح بشکست و آں ساقی نماند ؎

(۱۸) ہماری کیفیت تو یہ ہے، کہ جس کی جائداد پر قرضہ نہ ہو، ہم اس کے وارثوں پر زیادہ زور دیتے ہیں، کہ وہ مرنے والے کو بڑا بنائیں، اگر کوئی ۹۰ سال کا بوڑھا بھی مر جائے، تو برادری والوں کا فیصلہ یہ ہوتا ہے، کہ اس کی اولاد اگر فلاں کرتوت نہیں کرے گی، تو مرنے والا بھائیوں کی نگاہ میں چھوٹا ہو جائے گا، معیار یہ ہے شریعت کا پابند، چھوٹا، اور رواج و کرتوت کا شیدائی و فدائی "بڑا" ہے،

(۱۹) جب تک معاشرہ کا ذہن نہ بدل جائے، خاطر خواہ اثمار و نتائج کے ظہور کا امکان نہیں ہے۔ طہارتِ فکری کے بغیر، تزکیہ معاشرہ، تجلیۂ اخلاق ممکن نہیں۔

(۲۰) ان دنوں کانوں میں یہ بھنک پڑ جانا بھی اکثروں کو کرتوت، رواج، اور اسراف و تعیش کی راہ پر ڈال دے گا، کہ قرضہ تو حکومت ادا کرنے کی ذمہ دار ہے، ہم کیوں نہ من مانی کاروائیاں کریں،

(۲۱) بنابریں حکومت نفاذ نظام زکوٰۃ کے ضمن میں اصلاحِ معاشرہ کے لئے ہر ممکن تدبیر پر راغب ہوگی، افسانوں، ناولوں، اور رواجوں کو نظام و آئین شریعت کے رنگ میں

www.KitaboSunnat.com

رنگین کرنے کے لئے پوری سعی کرے گی۔

ہماری زرّیں روایات

آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حاکم و عامل زکوٰۃ بنا کر یمن بھیجا، ہدایت یہ تھی، کہ وہاں کے ارباب نصاب سے زکوٰۃ لیں، اور وہاں کے غرباء میں بانٹ دیں، آپ بعد ازاں حضرت عمرؓ کے عہد میں بھی یمن کے حاکم، عامل و قاضی متعین ہوئے، حضرت معاذؓ نے اہل یمن سے صدقات وصول کر کے ان کا ⅓ حصہ مرکزی حکومت کو ارسال کر دیا، حضرت عمرؓ نے اس کے لینے سے انکار کیا اور تحریر کیا، میں نے آپ کو اس لئے یمن بھیجا ہے کہ آپ زکوٰۃ اغنیاء سے لے کر غرباء و فقراء میں تقسیم کر دیں، حضرت معاذؓ نے جواب دیا، میں نے اس دیار میں جتنے اہل تھے، ان میں زکوٰۃ تقسیم کر دی ہے، اب کوئی مستحق زکوٰۃ یہاں نہیں ہے، اس لئے بقایا رقم مرکز کو بھیج دی ہے، دوسرے سال حضرت معاذؓ نے یمن کے کل صدقے کا ½ حصہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں ارسال کر دیا، تیسرے سال کل صدقہ مرکز کو بھیج دیا، اور تحریر کیا، "یہاں ایک فرد ایسا نہیں رہا جو زکوٰۃ لینے کا مستحق ہو" یہ واقعہ خاص التفات چاہتا ہے، اسلام کے عدل عمرانی نے چند سال میں کیسا انقلاب پیدا کر دیا، اس کا یہ ثمرہ ملاحظہ ہو کہ پوری اقلیم یمن کے ساکنان خوشحال، اور فارغ البال ہو گئے، ملت اسلامیہ ایک فرد کی مانند ہے، مرکز کا طرز عمل ملاحظہ ہو، صوبائی عامل کا رویہ کیا نظارہ پیش کر رہا ہے، تاریخ کا بیان ہے، کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں پوری مملکت اسلامیہ میں ایک فرد بھی زکوٰۃ لینے کا مستحق نہ تھا، سب پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہو گئی تھی، بلاشبہ یہ ایک حقیقت ہے، کہ اسلامی نظام حیات کو اپنانے سے ملت کی دنیا اور آخرت سنور جاتی ہے، افلاس اور تنگدستی، اسلام سے انحراف کا عذاب ہے، نیکی کا فروغ، امن کی دولت اطمینان خاطر، نظام بیت المال کا کرشمہ اور ثمرہ ہے، مصارف ثمانیہ میں سے جب فقراء و مساکین کی مدات عام مرفہ الحالی کے باعث ختم ہو گئیں، تو روپیہ دیگر شعبوں پر صرف ہونے کے لئے رہ گیا، فقراء اغنیاء ہو گئے، تو زکوٰۃ میں اضافہ ہو گیا، زکوٰۃ کے ذریعے محتاجوں، غریبوں، معذوروں، مقروضوں، غازیوں، مسافروں کی بیش بہا خدمات سرانجام دی سکتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بصیرت افروز، ایمان آموز واقعہ

عرب کے قبیلہ طے کا رئیس و شیخ حاتم مشہور و معروف سخی تھا، حاتم طائی کی سخاوت ضرب المثل تھی، اس قبیلے کا مشغلہ ڈاکہ تھا، یہ لوگ لوٹ کھسوٹ کے مال کا ۱/۴ حصہ اپنے رئیس کو دیتے تھے، اس سخی لٹیرے کا لخت جگر عدیؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے سامنے ایک شخص آیا، اس نے آنحضرتؐ سے اپنے فاقہ و فقر کی شکایت کی، ایک اور نو وارد نے رہزنی (ڈاکے) کا تذکرہ کیا، اس اثناء میں حضورؐ نے عدیؓ بن حاتم طائی سے فرمایا "اے عدی کیا آپ نے شہر حیرۃ کو دیکھا ہے؟ عدی گویا ہوا" میں نے اسے دیکھا نہیں ہے، مگر اس کا قصہ ضرور سنا ہے، آنحضرتؐ نے فرمایا "اگر آپ زیادہ دیر زندہ رہے تو دیکھ لیں گے کہ ایک مسافر عورت حیرۃ سے تن تنہا روانہ ہوگی، اور کعبے کا طواف کرے گی، اس کے دل میں اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا، عنقریب ایسا وقت آئے گا، اونٹ بغیر کسی محافظ کے مکہ کی جانب روانہ ہوگا، حضرت عدیؓ جو اس حدیث مبارکہ کے راوی ہیں، فرماتے ہیں، میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا، یہ تو اس صورت میں ہو سکتا ہے، کہ یا تو میرے قبیلہ کے رہزن ختم ہو جائیں، اور یا لوٹ کھسوٹ ناپید ہو جائے،

آنحضرتؐ نے فرمایا، اگر تم نے لمبی عمر پائی، تو کسریٰ کے خزانوں پر تمہارا تصرف ہو جائے گا عدیؓ عرض پرداز ہوئے، کسریٰ بن ہرمز (تاجدار فارس) حضورؐ گویا ہوئے، کسریٰ بن ہرمز حضورؐ نے مزید یہ بیان فرمایا، اگر آپ کی عمر طویل ہوئی، تو آپ دیکھ لیں گے، کہ ایک آدمی گنج مال و دولت سے ہاتھ بھر سونا چاندی نکالے گا، اور اسے کسی ایسے شخص کی جستجو کرے گا، جو اسے قبول کرے، مگر اسے کوئی قبول کرنے والا دستیاب نہیں ہوگا،

واقعہ یہ ہے، کہ عدی حضرت عدیؓ بن گئے، مسلمان ہو گئے، صحابی ہو گئے، رہزن تھے، راہبر بن گئے، حدیث نبوی ہے، اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اهتدیتم" (مشکوٰۃ شریف) میرے صحابی ستارے ہیں، جس کی پیروی کرو گے، ہدایت کی منزل پر پہنچ جاؤ گے، یہ بھی آنحضرتؐ کی خصوصیت ہے کہ آپ کا ہر صحابی خضر کائنات ہے، عرب راتوں کو سفر کرتے تھے، اور ان کے راہنما رات کے ستارے ہوتے تھے، قرآن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بیان ہے، وبالنجم ھم یھتدون، وہ نجوم سے ہدایت طلب کرتے تھے، غفاری ڈاکوؤں کے سردار تھے، انہیں چوری، غارت گری کے مال کا ¼ حصہ ملتا تھا اور اس سے بے نیاز ہو گئے، ان کا بیان یہ ہے کہ نبی ؐ نے جو کچھ بیان فرمایا، آپ نے اسے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، میں ان کا ساتھی تھا، جو کسریٰ کے خزائن پر متصرف ہو گئے، وہ یہ نظارہ نہ دیکھ سکے، کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ تھا سب دینے والے تھے، اس کی ابتدا یمن سے ہوئی اور اس کی انتہا عہد عثمان ؓ میں ہوئی، اور اموی فرمانروا عمر بن عبد العزیز ؒ کے زمانے میں بار دیگر یہ عالمگیر منظر دیکھنے میں آیا، اسلامی تاریخ میں معاشی نظام کے تذکرہ میں حضرت ابوذر غفاری ؓ کا نام بڑا مشہور ہے، آپ بھی قزاق تھے، اور قزاق کی اولاد تھے، مگر رہبر بن گئے، ان کا وجود بھی اعجاز اسلام کی ایک بین شہادت اور روشن علامت ہے، زکوٰۃ فقر و افلاس کے مٹانے کا ایک مؤثر آزمودہ ذریعہ ہے،

بیت المال کے شعبے

(۱) بیت المال، کی سب سے بڑی مد زکوٰۃ ہوگی، پاکستان میں ہر سال قریباً ۹ ارب روپیہ زکوٰۃ کا وصول ہو سکتا ہے، (۲) پاکستان میں گیارہ کروڑ فرزندان توحید ملک پذیر ہیں، ان میں سے ۸ کروڑ اشخاص صدقہ فطر ادا کر سکتے ہیں، فطرانہ فی کس ایک روپیہ ۵۰ پیسے بنتا ہے، اس شق میں ۱۲ کروڑ روپیہ جمع ہو سکتا ہے، امراء اگر دوگنا ادا کریں، تو ان کے ثواب میں اور بیت المال کی اس شق کے سرمایہ میں اضافہ ہو سکتا ہے، (۳) کئی لاکھ افراد ایسے ہیں، جو ضعیف العمری اور بوجہ پیری کمزوری کے باعث روزہ رکھنے سے قاصر ہیں، اگر وہ صاحب حیثیت ہیں ان کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اتنا روپیہ ادا کریں کہ جو پورے مہینے کے لئے ایک شخص کے لئے سحری و افطاری و خوراک بوقت شب کے لئے کافی ہو سکتا ہے، اس خصوص میں بھی کافی رقم ہر سال جمع ہو سکتی ہے، (۴) قربانی کی کھالیں بھی وہ مد ہے جو سالانہ خزانہ بیت المال میں داخل کی جا سکتی ہے، انتڑیاں، ہڈیاں، بال، خون، کھر، سینگ ایسی قیمتی اشیاء ہیں، جو کسی کام میں لائی جاتیں نہ، اور بے کار ضائع ہو جاتی ہیں، یہ تمام چیزیں فروخت کر کے ان کا روپیہ بیت المال میں داخل کیا جا سکتا ہے، اگر سرکاری طور پر ان کھالوں کی فراہمی اور ان اشیاء کو بذریعہ فروخت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا اہتمام ہو، تو یہ اقدام بڑا مفید ثابت ہوسکتا ہے، (۵) لاوارث حضرات کا مال حکومت کی ملکیت ہوتا ہے، اور اس کا مصرف غرباء کی خدمت ہے، (۶) جھوٹی قسموں کا کفارہ بھی بیت المال میں جمع ہونے کی شے ہے، (۷) لوگ اپنا روپیہ اس میں جمع کرا سکتے ہیں اور وہ قابل افراد کو قرضہ حسنہ کے طور پر دیا جا سکتا ہے، ان کا ضامن بیت المال ہوگا، کئی ایک اور مدات بھی ہیں، اصل شے یہ ہے کہ ہمارا ذہن اسلامی ہو، ہماری روح جذبۂ اسلامی کا مسکن ہو، ہمارے دل میں اسلام جاگزین ہو،

اوقاف

اقدام اوقاف بھی بیت المال نظام کا ایک امتیازی شعبہ ہے، ہمارے اسلاف اپنی املاک کا کافی حصہ اللہ کے نام پر بہبودِ عامہ کے لیے وقف کر دیتے تھے، مغربی پاکستان میں ہزار اوقاف پرانوں کے کریمانہ اقدام کی یادگاریں ہیں، ہمارے زمانے میں لاکھوں پتی کروڑ پتی ارب پتی فرزندانِ توحید ہیں، لیکن ان کے اسمائے گرامی انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں، کہ جو اس اسلامی سنت پر عمل پیرا ہوں، ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ یہ تصور ہی ناپید ہوگیا ہے ہم اسے زندہ کر کے اپنی حیاتِ قومی کو خوشگوار بنا سکتے ہیں، بلاشبہ اگر حکومت زکوٰۃ کی فراہمی، اور تقسیم کا اہتمام کرے، تو اس سے عوام خوش ہو سکتے ہیں، زمیندار اپنے مزارعین کو زکوٰۃ دیں، تو دونوں میں محبت کا جذبہ اضافہ پذیر ہو سکتا ہے، اگر اپنے ذی ثروت برادرانِ ملت اپنی منقولہ یا غیر منقولہ یا ہر دو کا معقول حصہ وقف کر دیں، تو وہ آئندہ نسلوں سے بھی دعا و تحسین کا خراج حاصل کر سکتے ہیں، ہمارے ہاں ۳۰۳ ملازمان، ۲۲ خاندان، ۹۰ سپہ سالاران کی دولت و ثروت کا عام چرچا ہے، مگر ان میں سے کوئی بھی واقف (وقف کرنے والا) نہیں ہے،

ذرائع آمدن

شعبۂ بیت المال کی حیثیت وزارتِ مالیہ کی ہے، پرانے زمانے میں بیت المال کے اہم اور بنیادی ذرائع آمدن یہ تھے، خراج، جزیہ، زکوٰۃ، اوقاف، فے، مالِ غنیمت، اور عشر، غیر مسلم رعایا کی اراضیات زرعی سے جو معین (مقررہ) مقدار، نقدی یا پیداوار کی صورت میں لی جاتی تھی، اسے خراج کہتے تھے، خراج کے وصول کرنے کے دو طریقے تھے، ایک پیمائش کا طریقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا، اس میں زمین کی پیمائش یا تخمینہ کے بعد پیداوار کی ایک خاص مقدار مقرر کر دی جاتی تھی، اس سے غرض نہیں تھی، کہ کیا بویا گیا؟ کتنا پیدا ہوا؟ دوسرا طریقہ بٹوارے کا تھا، اس میں پیداوار کا ایک حصہ مقرر کر دیا جاتا تھا، خراج کی مقدار خلافت راشدہ (از ۶۳۲ تا ۶۶۰ء) میں زمین کی پیداوار، زرخیزی، اور وسائل آبپاشی کی آسانیوں کا لحاظ کر کے مقرر کی جاتی تھی، صحابہؓ نے نہریں کھود دیں، کنویں بنائے، کھیتوں کی آبپاشی کا بہترین انتظام کیا، صحابہؓ، بنی امیہ، بنی عباس کے زمانے میں کشت کاروں، کا حال فارغ البالی۔ خوش حالی، اور آسودگی کے لحاظ سے کل دنیا کے زراعت کاروں سے برتر، بہتر اور خوشتر تھا، خراج وصول کرنے کے لیے مستقل افسر مقرر تھے، جنہیں عامل کہتے تھے، یہ عموماً گورنر یا سپہ سالار ہوتے تھے، ان کا فرض تھا، کہ وہ مفادِ عامہ اور فوجی مصارف کے سوا باقی رقم بیت المال کو بھیج دیں، امام ابو یوسفؒ کی کتاب "الخراج" میں مذکور ہے، کہ خراج کے افسر یا کارپرداز کے لئے لازمی تھا، کہ وہ فقیہ ہو، عالم ہو، پاکباز ہو، متدین ہو، دیانتدار ہو، نکوکار ہو، تندخو نہ ہو، خودرائی سے گریزاں ہو، خلافت راشدہ کے زمانہ میں ان گورنروں کو بے اعتدالیوں کی جرأت نہیں ہوتی تھی، باز پرس، اور احتساب کا کڑا نظام بڑا سخت تھا، تقویٰ مسلمانوں کا عام شعار تھا، ایک خاص محکمہ تھا، جس کا نام تھا محکمہ احتساب، دیکھ بھال، کڑی نگرانی کا شعبہ، اس امر کی سخت نگرانی کی جاتی تھی، کہ کہیں کسی عہدہ دار کا خرچ اس کی آمدن سے زیادہ تو نہیں ہے، اگر ایسا ہوتا تھا، تو فوراً تفتیش کی جاتی تھی، ان کا لباس، ان کی سواری، ان کی خوراک، ان کا مکان، ان کی مجلس، نگاہِ احتساب سے اوجھل نہیں رہ سکتا تھا، غبن اسراف، اور تعیش کی صورت میں کارکنوں کی دولت ضبط ہو جاتی تھی، جلنا محال ہو جاتا تھا، آبرو برباد ہو جاتی تھی، بنو امیہ نے خراج کا نظم و نسق بڑی عمدگی سے ترتیب دیا، عبدالملک بن مروان، زیادہ خرچ کرنے والے افسروں کو نہایت سنگین سزائیں دیتا تھا، ہمارے زمانے میں جو بددیانتی، تحائف اور رشوت کی گرم بازاری نظر آتی ہے، ہمارے اسلاف، کا دامن ان سے بے داغ تھا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظامِ وراثت

بیت المالی نظام کا ایک طغرائے امتیاز نظامِ وراثت بھی ہے، اشتمالی نظام میں وراثت کی حیثیت قابل ذکر نہیں، اس دستور کی رو سے ہر شے کی مالک حکومت ہے، تعلیم، علاج، مکان، خوراک، پوشاک، اور مکان کی ضامن وکفیل حکومت ہے، چینی اور روسی مزدکار، زراعت کار، صنعت کار، کا لباس، مکان، کھانا پینا، فرانسیسی، برطانوی جاپانی، امریکی مزدوروں، اک زل اصنعت کاروں سے کمتر ہے، چینی افسروں اور وزیروں کی زندگی مقابلۃً بے حد سادہ ہے، راس المالی نظام میں وراثت ہے، جائداد کا مالک بڑا لڑکا ہے، مہر کا رواج نہیں، بچیوں کا حصہ نہیں، والدین کا حصہ نہیں، وہاں اس امر کی زیادہ گنجائش ہے، کہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹ جائے، اس کا پھیلاؤ کم ہو،

تقسیمِ وراثت

اسلام نے اقربا سے نیک سلوک پر بڑا زور دیا ہے، حدیث نبوی ہے، کہ رحم رشتہ کو کاٹنے دینے والا جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا، معاشرہ کو راحت افزا، دلکش بنانے کے لئے نہایت ضروری ہے، کہ قریبی رشتہ داروں، عزیزوں، دوستوں، پڑوسیوں کی خیر وعافیت، معاشی بہتری کا فریضہ سرانجام دیا جائے، دولت کو ان پر صرف کرنا بڑی برکت وسعادت کا سبب بنتا ہے، دولت کے پھیلاؤ، اور قریبیوں میں محبت ومودت کے جذبات کے نشوونما کے لئے اسلام کا نظامِ وراثت بڑا موثر کام کرتا ہے، اگر کنبہ کا کوئی فرد تنگدستی اور محتاجی کا شکار ہو جائے، تو دوسرے افراد خاندان پر اس کی دستگیری اور اعانت، اور اس کے اخراجات وگذارہ کی کفالت بموجب شریعت فرض ہے، اسلامی حکومت کا فریضہ ہے، کہ خصوصی احکام کے ذریعے ان افراد میں سے متمول کو مجبور کیا جائے، کہ وہ تنگدست عزیز کی کفالت کرے،

نظامِ وراثت میں اسلام نے قرابت اور ضرورت پر زور دیا ہے، ورثہ کی تقسیم میں یہ امور ملحوظ رکھے گئے ہیں کہ زیادہ حقدار اقرب ہے زیادہ قریبی ہے جس سے قریب کا تعلق ہے اسے ترجیح دی گئی ہے، اس کے مقابلے میں جس سے دور کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واسطہ ہے، ان کا حصہ کم ہے، دوسری بات یہ ہے، کہ حصہ کی کمی یا بیشی کا پیمانہ ضرورت کو قرار دیا گیا ہے، جتنی کسی کی ذمہ داریاں، حوائج زیادہ ہیں، اتنا ہی ورثہ میں اس کا حصہ زیادہ تجویز کیا گیا ہے، اس کا اصولی تذکرہ قرآن مجید کے چوتھے پارے سورۂ نساء میں ہے، احادیث میں اس کی توضیح ہے، تفصیل ہے، فقہاء نے کتاب و سنت کی نصوص سے جو نکات وضع کئے ہیں ان کے پیش نظر

تفصیل تقسیم

یہ ہے، بنیادی اصول یہ ہے، للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون، قل منہ او کثر، نصیباً مفروضا (پارہ ۴، سورہ نساء) - مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ہوں ماں باپ، اور قریبی رشتہ دار، اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ہوں، ماں باپ اور قریبی رشتہ دار، ترکہ خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ ہو،

پہلی بات یہ واضح ہوتی ہے، کہ باپ بھی صاحب جائداد ہو سکتا ہے، اور ماں بھی صاحب جائداد ہو سکتی ہے، دوسری حقیقت یہ ہے، کہ ماں باپ اور قریبیوں کے اموال و امتاع متروکہ میں سے ورثہ کا حق جیسے مردوں کو ہے ایسے ہی عورتوں کو بھی ہے، تیسرا امر یہ ہے، کہ یہ ضروری نہیں، کہ ترکہ زیادہ مال ہو، تھوڑا بھی ہو، تو اس کی تقسیم ہوگی، چوتھی تنقیح یہ ہے، کہ قرآن کہتا ہے، کہ حصہ کا تناسب شرع نے مقرر کر دیا ہے، اس معیار کو ملحوظ رکھنا لازمی ہے، آنحضرتؐ نے اپنی نسبت یہ وضاحت فرمائی، کہ زکوٰۃ ان کو نہ دی جائے، ان کی اولاد کو نہ دی جائے، ان کا مال متروکہ وقف عام ہے، اگر مرنے والے کے ذمے قرضہ ہے، یا وہ مفلس کی حالت میں فوت ہوا ہے، اور اس کی اولاد کے لئے مال نہیں ہے تو اس کے قرضہ کے ضامن، اور اس کی اولاد کے کفاف و اخراجات کے کفیل آنحضرتؐ ہیں، نظام حکومت ہے، حضورؐ مقروض کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے، صحابہؓ اس کی تدفین سے پہلے اس کا قرضہ ادا کر دیتے تھے، حضورؐ اس پر اس کے نماز جنازہ کی امامت فرماتے تھے،

آنحضرتؐ اور صحابہؓ کا جو ایثار احادیث میں مذکور ہے، آج مسلمانوں کے عمل میں اس کا ظہور نہیں ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا اور اپنی عاقبت سنوار سکتے ہیں، ماں کا قاتل ماں کی جائداد سے باپ کا قاتل باپ کی جائداد سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا، اگر بیٹا کافر ہو جائے تو جائداد سے محروم ہو جاتا ہے

مقداریں اور حصے

(۱) عام مشاہدہ اور واقعہ یہ ہے کہ باپ کے معاملات میں کاروبار میں سب سے زیادہ حصہ اس کا بیٹا لیتا ہے، گھر میں اس کی خدمت زیادہ تر لڑکی کرتی ہے، بیٹا بھی اس میں شریک ہوتا ہے، بیرون خانہ جو کچھ ہوتا ہے اس میں بیٹے باپ کے سب سے زیادہ مددگار و معاون ہوتے ہیں، حادثہ یہی ہے، روزمرہ یہی کیفیت دیکھنے میں آتی ہے، بیٹا ماں باپ پر مال زیادہ خرچ کرتا ہے، وہ اپنی بیوی اور اولاد کا بھی کفیل ہوتا ہے، بہن اور بھائی کی مدد کرتا ہے، نہ کرے تو اس سے شکوہ کیا جاتا ہے۔ بیٹی کا کفیل والد ہے، بیاہی جائے تو اس کا کفیل شوہر ہے، ماں کی حیثیت میں اس کی بیٹے پر فرض ہے، مسلمان کے مرنے کے بعد اس کے کفن دفن کے مصارف اس کے متروکہ مال سے کی جاتی ہے، اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو، تو اسے پورا کیا جاتا ہے، کوئی شخص اپنی جائداد کے ۱/۳ حصہ سے زیادہ وقف یا وصیت کرنے کا شرعاً مجاز نہیں ہے، ازاں بعد حکم یہ ہے کہ اگر کسی مرنے والے کا ایک بیٹا ہو اور ایک بیٹی ہو، اور متروکہ روپیہ ۳ سو ہو، تو دو سو روپیہ بیٹے کو اور ایک سو روپیہ بیٹی کو دے دیا جائے، شریعت نے بیٹے کے لئے دو حصے اور بیٹی کے لئے ایک حصہ مقرر کیا ہے، الفاظ یہ ہیں "کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے"، قیام پاکستان سے پہلے مسلمان فرنگی نظام کی قائم کردہ عدالتوں میں یہ کہنے کے مجاز تھے، کہ وہ رواج کے پابند ہیں، شرع کے پابند نہیں ہیں، رواج میں مردوں کا حصہ ہے، عورتوں کا وراثت میں حصہ نہیں، مقام مسرت ہے کہ ان دنوں پاکستان میں کوئی مسلمان یہ کہنے کا مجاز نہیں ہے،

(۲) اگر وارث ایک لڑکی ہو تو نصف جائداد ملے گی، (۳) اگر ۲ یا اس سے زیادہ ہوں تو انہیں جائداد کا ۲/۳ حصہ ملے گا، (۴) اگر صرف ایک لڑکا ہو تو وہ کل جائداد کا مالک ہوگا (۵) اگر مرنے والے کی اولاد بھی ہو، ماں باپ بھی زندہ ہوں تو ماں باپ کو بھی ۱/۶ اور ۱/۶ ملے گا، عمر رسیدہ نے خود بھی کچھ کمایا اور بچایا ہوتا ہے، اس کی ضروریات محدود ہوتی ہیں، اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خواہشات جوانوں سے بہت ہی کم ہوتی ہیں، مختصر یہ کہ جائداد، اولاد، والدین، بھائیوں بہنوں، میاں اور بیوی میں تقسیم ہو گی، ایک جائداد کے کئی حصے ہو جائیں گے، جین کے ہاں صرف بڑا بیٹا وارث ہے، لڑکیوں کا ورثہ نہیں، ماں باپ کا ورثہ میں حصہ نہیں، بیوی کا خاوند کے مال متروکہ میں حصہ نہیں، خاوند کا بیوی کی جائداد میں حصہ نہیں، بیوی کے لئے مہر کا رواج نہیں، وصیت نہیں، وقف نہیں، وہاں جائیداد کا پھیلاؤ نہیں ہو سکتا، سمٹاؤ ہوگا، اس غلط نظام کی کوکھ سے اشتمالی نظام پیدا ہوا ہے، اس نے ورثہ کو ہی اڑا دیا، نہ رہے بانس نہ بجے بانسری،

مہر کا نظام

یہ بھی بیت المالی نظام کا جزو ہے، اس کے لئے کوئی رقم مقرر نہیں، کوئی حد متعین نہیں، یہ بیوی کا اہم حق ہے، اسلام میں اصولاً ایک شخص چار بیویاں کر سکتا ہے شریعت کی رو سے اگر ایک آدمی کا پیٹ ۲ روٹیاں کھا کر بھرتا ہے، اور اس کے بغیر اس کی اشتہا ختم نہیں ہوتی، تو اتنی روٹیاں کھانا شرعاً جرم نہیں ہے، ایسے ہی اگر کوئی شخص اپنے حالات کا اپنی افتاد طبیعت اور اپنی ضرورت کے مطابق چار بیویاں اپنے نکاح میں لاتا ہے تو وہ بروئے اسلام مجرم نہیں ہے، یہ صحیح حقیقت ہے، کہ یہ کام وہی کرے گا، جس میں صحت و توانائی، اور دولت کے لحاظ سے اس کی قدرت ہو گی، ظاہر ہے، کہ عورت اس سے کافی رقم بطور مہر لینے کی خواہاں ہو گی، اگر پہلی بیوی کا مہر ایک ہزار روپیہ ہے تو دوسری یہ سمجھ کر کہ وہ اس کا دوسرا گھر آباد کر رہی ہے، ۲ ہزار روپیہ مہر طلب کرے گی، تیسری ۳ ہزار، چوتھی چار ہزار، اس کا خرچ چار گنا زیادہ ہوگا، ہر بیوی کے رشتہ دار ہوں گے، ان سے وہ اچھا سلوک کرنے پر مجبور ہوگا، اس کے مہمانوں کا دائرہ وسیع ہوگا، ہر ایک بیوی کی اولاد ہو گی، اس کے اس اقدام سے اس کی جائداد اور اس کی آمدن اس تک محدود نہیں رہے گی، بلکہ اس کے اخراجات کا دامن وسیع تر ہو گا، مرنے کے بعد اس کے متروکہ مال کی وسیع تقسیم ہو گی، گویا یہ نظام بھی دولت کے پھیلاؤ کا محرک اور سمٹاؤ کی راہ میں سنگ گراں ثابت ہوگا، اس طرح کی تقسیم سے معاشرہ کی مجموعی دولت میں اضافہ ہوگا، اس لئے کہ جن افراد کو ورثہ ملے گا، ان کی مالی حالت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استطاعت غریب اشیاء، استعمال اشیاء میں اضافہ ہوگا۔

مصارف پر پابندیاں

اسلام نے جیسے دولت کے کمانے پر پابندیاں عائد کی ہیں، اس کی تقسیم کا نہایت معقول انتظام کیا ہے، اس کے استعمال پر بھی قیود تجویز کی ہیں، ہم سے اکثر بھائی ایسے ہیں، جو بیاہ شادی، اور مرگ کی رسموں پر روپیہ برباد کرتے ہیں، جائدادیں تباہ کرتے ہیں، متعدد حضرات ایسے ہیں جو اس سے کام کاج سے غافل ہیں، محنت نہیں کرتے، ان کا تصور یہ ہے، کہ ان کی شادی اس شخص کی بیٹی سے ہو رہی ہے جو بڑا مالدار ہے، ہم اس سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ اپنی بیٹی کو جہیز میں یہ دے، اور یہیں کوٹھی دے، موٹر دے، ریڈیو دے، ٹیلی ویژن دے، بے شمار بچیاں ایسی ہیں، کہ والدین ان کی شادیوں سے اس لیئے رکے ہوئے ہیں، کہ ان کے پاس ان کے جہیز کے لیئے اور نوجوانوں کو جنہیں وہ اپنی آبادی میں قبول کر سکتے ہیں، خوش کرنے کے لیے سامان نہیں ہے، ہماری مسرفانہ رسموں نے ہزارہا گھر حسرت کدوں میں تبدیل کر دیئے، ہم نام اسلام کا لیتے ہیں، مگر ان رسوم کا کلمہ پڑھتے ہیں، جن کا اسلام سے ذرہ کا بھی تعلق نہیں، ہمارا ایک رشتہ دار ۸۰ سال کا ہے، وہ بستر مرگ پر ہے، برادری کہتی ہے کہ اگر تم اس کی موت پر اتنی دیگیں نہیں پکاؤگے، اتنے نان نہیں تقسیم کرو گے، تو ہم اس کو بڑا نہیں خیال کریں گے، یاد رکھو ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے، ہمیں یقین ہے کہ نماز جنازہ نہ ہمیں آتی ہے، نہ ان پلاؤ، زردے، قورمے، شیرمال، فرنی اور بریانی کے بھوکوں کو آتی ہے، خدا نے اسے بڑا بنا دیا، لمبی عمر عطا کی، یہ کون ہے کہ جو خدا کا مقابلہ کر سکتے ہیں، مگر جہالت ہمیں شریعت کو نظر انداز کر کے اور رسم کی دیوی پر پھول چڑھانے پر اپنا روپیہ کے دائرہ میں اسراف، شہرت، عزت، نام ونمود، تصنع وریا، رسم ورواج کی پابندی میں بے دریغ روپیہ خرچ کرنا، اپنے پڑوسیوں، عزیزوں، دوستوں، دینی وطنی بھائیوں کے فقر وفاقہ، اضطرار واضطراب سے چشم پوشی کرنا، بے حسی ظاہر کرنا، اپنی جانوں پر ظلم نہیں تو اور کیا ہے، ایک ایسے ماحول اور زمانہ میں جہاں ایک کثیر تعداد آبادی شان تعمیر کی محتاج ہو، جہاں طبیب مریض دوا، اور برہنہ تن شریف مرد وخواتین ستر پوشی سے محروم ہیں، کہیں کسی میدہ کٹ چرملے پر لو اور کہیں کسی غریب کے جھونپڑے میں دیا نہ ہو، کلبوں پارٹیوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تماشوں میں، سیرگاہوں میں، ہوٹلوں میں دولت برباد کرنا، ایک ایک دعوت، سالگرہ، اور ایک ایک تقریب میں ہزاروں روپے صرف کر دینا، کیا یہ اقدامات شریعت کی روح، دین کے مزاج، انسانی، اخلاقی زاویہ نگاہ سے کسی طرح بھی جائز اور مستحسن قرار دیئے جا سکتے ہیں؟ ہمارا نصب العین تو خدا کی خوشنودی ہے، اللہ نے اپنے کلام میں واضح کر دیا، کہ وہ مسرفین سے محبت نہیں رکھتا، جو تبذیر میں مبتلا ہیں، وہ شیطان کے بھائی ہیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک شادی کی دعوت پر جا رہے تھے، جس گلی میں بیاہ تھا، وہاں سے ایک بچہ نکلتے ہوئے دیکھا جس کے جان پر کپڑا نہیں تھا، پوچھا اس کا گھر کہاں ہے، بتایا گیا وہ اس محلہ میں رہتا ہے نکاح کے گھر کو دیکھا کہ اس کی دیواروں پر پردے پڑے ہوئے ہیں، آپ نے اس دعوت میں شرکت سے اس بنا پر انکار کر دیا، اور واپس لوٹ گئے، کہ جو لوگ دیواروں کو لباس پہناتے ہیں اور انسانوں کے لئے پوشاک کا اہتمام نہیں کرتے، ان کے گھر کا کھانا جائز نہیں ہے! ایسے محلے بھی ہیں، جہاں ایسے لوگ ہیں جو جسم اور روح کا رشتہ قائم رکھنے سے قاصر ہیں، امت میں کئی ایک بچے ایسے ہیں، جو ہونہار ہیں، ذہین ہیں، محنتی ہیں مگر فیس، کتابوں، کاپیوں، اور ضروری مصارف کے نہ ہو جانے کی وجہ سے تعلیم سے محروم ہیں، یہ ایک امر واقعہ ہے، کہ مسرفانہ مشاغل و مصارف کے خلاف جہاد اور اعلان بغاوت کی ضرورت ہے، یہ تقریبات افراد کے لئے غضب الٰہی کا موجب اور ملک و ملت کے لیے وبال و ادبار کا باعث ہیں،

آپ غور فرمائیں، آنحضرتؐ کا عہد مبارک ہے، آپ مدینہ طیبہ میں ہیں، جو شہر کی وسعت محدود اور آبادی مختصر ہے، ایک بہت بڑے ذی ثروت صحابی حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا نکاح ہے، اور اس ذات اقدس کو اطلاع بھی نہیں ہوئی، جو باعث ایجاد عالم ہے، جس کی موجودگی ہر بزم کے لیے خیر و برکات کا خزانہ ہے، یہ صحابی مہاجر ہے، اور اس کے تعلقات خصوصی مہاجر برادری سے ہیں، آنحضرتؐ امام المہاجرین ہیں آپ کو اس جلیل القدر مہاجر کی شادی کا علم اس وقت ہوا، جب ان کے کپڑوں پر خوشبو کا نشان حضورؐ پر نور نے ملاحظہ فرمایا، پوچھنے سے معلوم ہوا، کہ ان کا نکاح ہو گیا ہے، مقابلہ کیجیے اس شادی کا اپنے ان دعوت ناموں سے جو ہم منقش کاغذ پر تحریر کرتے ہیں طبع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کراتے ہیں اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو ان ملکوں سے مدعو کرتے ہیں، جہاں پاسپورٹ ہے، ویزا ہے، ہم نے جہیزوں کے سامان دیکھے ہیں، اور یہ بھی پڑھا ہے کہ دخترِ رسولؐ کا جہیز کیا تھا؟ حضرت عثمان غنیؓ تھے، مسلمانوں کے بہت ہی بڑے تاجر تھے، انہیں ذی النورین کہتے ہیں، اس لئے آنحضرتؐ کی دو صاحبزادیوں کا ایک کی رحلت کے بعد دوسری کا ان سے نکاح ہوا، حضورؐ نے جو جہیز دیا، اور حضرت عثمانؓ نے جو دعوت ہائے ولیمہ کیں، ان کا حال عیاں ہے، اور ہم نے اپنے سامنے ان مکانوں کی قرقیاں دیکھی ہیں، جو دعوتوں اور جہیزوں کے باعث مسلمانوں کے تصرف سے نکل کر مہاجنوں کے املاک کی زینت بن گئے، بڑے بڑے زمینداروں کی جائدادیں مقدمہ بازیوں، دعوتوں، وعرس بازیوں، کی وجہ سے برباد ہوگئیں، ان کی آبرو کو بنیے کے بیاج نے تاراج کردیا، کاش کہ ہمارے دلوں میں حشر کے مواخذہ کا خوف ہوتا، اور ہم اس دن سے ڈرتے، جس روز ایک ایک پیسے کا حساب دینا ہوگا، اور عزیزوں، ہمسایوں، دوستوں، ملی بھائیوں کی ان شدید ضروریات کی موجودگی، اپنی نام نہاد دریا دلی اور کرتوت کا جواز پیش کرنا ہوگا، جس کے لئے ہم دنیا میں مر مٹے، اور اپنی عاقبت کو خراب کر بیٹھے،

بخیلی دوزخ کی کنجی ہے

بیت المالی نظام میں اعتدال، اور میانہ روی پر زور دیا گیا ہے، شریعت اسلامیہ کے رو سے جیسے عیاشی، اوباشی، فضول خرچی جو اس المالی نظام خاصہ ہے، حرام ہے، مذموم ہے، ویسے ہی کنجوسی اور بخیلی کو بھی انتہا درجے کی لعنت قرار دیا گیا ہے، ارشاد نبویؐ ہے، البخیل عدو اللہ، کنجوس خدا کا دشمن ہے، دشمنِ خدا سے زیادہ منحوس انسان اور کون ہوسکتا ہے، قرآن مجید کی سورۃ البقرہ میں ایک اصولی اسراف اور ایک بنیادی نہی واضح کی گئی ہے، ارشاد ہوتا ہے،

وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ،

اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں،

اس آیت کے معانی اس صحابیؓ نے بیان فرمائے ہیں جن کا اسم مقدس ہے، حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو ایوبؓ انصاری، نبی کریمؐ ہجرت مکہ کے بعد مدینہ منورہ میں ان کے گھر میں اُترے، آپ محرم راز میزبان نبوت ہیں، آپ مجاہد ہیں، آپ کا مزار اقدس قسطنطنیہ میں ہے، فرزندانِ توحید نے اس عظیم الشان شہر قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا، بعض حضرات نے مذکورہ آیت پڑھی، اور اس سے یہ استدلال کیا، کہ کسی دینی مقصد کے لئے بھی اپنی جان پر کھیل جانا، یا سر ہتھیلی پر رکھ کر نکلنا ایک گونہ خودکشی کے مرادف ہے، حضرت ابو ایوبؓ انصاری نے فرمایا، اس آیہ مبارکہ کا شان نزول یہ ہے، کہ یہ ہم انصار کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی، وجہ یہ ہوئی کہ جب ایک عرصہ کی مالی قربانیوں اور جان فشانیوں کے بعد اسلام کے قدم مدینہ منورہ میں جم گئے، اور اسلام کے سپاہی کافی تعداد میں پیدا ہو گئے، تو ہم انصار نے یہ سوچا، کہ اب چند ایام کے لئے اسلام کی نصرت اور مالی خدمت سے عارضی طور پر ہٹ کر کچھ وقت اپنے ذاتی کاروبار، باغات اور زراعت اور اپنی تجارت کو سنبھالنے میں، اور ان کی دیکھ بھال میں ہمہ تن مشغول ہو جائیں، یہ چیزیں ہماری تبلیغی اور مجاہدانہ سرگرمیوں سے سخت متاثر ہوئی تھیں، کسی ایک کے دل میں ان خدمات سے مستقل طور پر سبکدوشی کا تصور بھی نہیں تھا، ہم صرف وقتی، عارضی، رخصت طلبی کا ارادہ کر رہے تھے، کہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی، اور ہمیں بتایا گیا، کہ دین اور ملت کی مدد سے عارضی دست کشی اور انفرادی سرسبزی کا خیالی منصوبہ بھی کھلی خودکشی کے مرادف ہے،

آپؓ کی اس تشریح اور توضیح سے یہ حقیقت کھل کر ابھر کر نکھر کر سامنے آگئی، اور بغیر شک و شبہ طریق پر آئینہ ہو گیا، کہ افراد کا وجود ملت ہے، اور قوم کی حفاظت و قوت میں ان کی حفاظت و قوت کا راز مضمر ہے، جیسے پتوں کی سرسبزی و شادابی درخت سے وابستہ ہے، درخت سے جدا ہونے کے بعد کسی خارجی کوشش اور کسی بڑی سے بڑی ذہانت اور صنعت سے بھی ان کو سرسبزی اور شاداب نہیں رکھا جا سکتا، ایسے ہی افرادِ ملت کا بقا و ارتقاء و نشوونما، بھی ملت سے مربوط ہے، اور ہر دور میں انسانوں کے لئے پیام ازلی اور قانون زندگی یہی ہے، کہ

ع

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افراد دریا کی لہریں ہیں، اور ملت دریا ہے۔ دریا کے بغیر موجوں کا تصور بھی محال عقلی ہے، محال عادی ہے،

موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

قرآن نے جو بیان فرمایا ہے وہ ایک اصول ہے، جس کا اطلاق ہر زمانہ اور ہر قوم پر ہوتا ہے، آج بھی ملت اسلامیہ پاکستانیہ کے افراد اپنی ملت سے کٹ کر، اپنے اجتماعی مفاد کے تقاضوں سے بے نیاز ہو کر محض اپنی انفرادی، خوشحالی، فارغ البالی، معاشی ترقی، ذاتی سرمایہ، تمول، ذاتی جاہ ومنصب، شخصی ضمانت وحفاظت پر زندہ، محفوظ، باعزت اور باوقار، نہیں رہ سکتے، ملت کے تقاضوں سے پہلو تہی کرنا اور تغافل سے کام لینا اپنے حق میں کانٹے بونا، اور اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنا ہے، ان دعاؤں پر غور کرنے کی ضرورت ہے، جو اللہ نے اور اللہ کے رسول نے ہمیں سکھائی ہیں، ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے، اور وہ جماعت کے ساتھ بھی نہیں بلکہ اکیلا یہ فریضہ ادا کر رہا ہے، وہ پڑھتا ہے، اھدنا الصراط المستقیم، اے پروردگار ہمیں سیدھے رستے پر چلنے اور قائم رہنے کی ہدایت فرما، اس کا فرض ہے، کہ یہ تصور کرے کہ اگر ملت گمراہ ہوگئی، تو اس کا اکیلا راہ ہدایت پر گامزن ہونا مفید نہیں ہوگا، آدمی التجا کرتا ہے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ، اے اللہ ہماری دنیا سنوار دے، اور ہماری عاقبت سنوار دے، عیاں ہوا، کہ ملت کی عافیت وخیریت سے ہی فرد کی عافیت وابستہ ہے، آپ کئی مرتبہ نماز جنازہ میں شامل ہوئے ہوں گے، ہمارے سامنے جنازہ ہوتا ہے ایک بوڑھے مسلمان کا، ہم ہوتے ہیں زندہ حضور نے جو دعائے جنازہ سکھائی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے "اے اللہ جو ہم سے زندہ ہیں انہیں بخش دے، جو مر گئے ہیں انہیں بخش دے، اے اللہ چھوٹوں، بڑوں، مردوں، عورتوں کی مغفرت فرما، اے اللہ جو زندہ ہیں ان کا ایمان سلامت رہے، اور ہم میں سے جسے موت آئے اسے اسلام پر موت آئے؛ حضور نے ایک متنفس کو بھی نہیں چھوڑا، ماضی، حال، اور مستقبل کو ایک لڑی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پرو دیا ہے، صحیح ہے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ، دین بھی ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی ہے اللہ کا قرآن بھی ایک
کیا بڑی بات ہے ہوجائیں مسلمان بھی ایک

یہ حقائق واضح کرتے ہیں، کہ بیت المالی نظام کلید رحمت ہے، سرچشمۂ راحت ہے۔

بیت المالی نظام اور ہم

مولانا عبید اللہ سندھی نے کہا، انہوں نے روس کے آمر لینن سے اسلامی اور اشتراکی نظام پر تبادلۂ خیال کیا، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنی ایک تقریر میں بتایا، کہ عرب کے ممتاز مفکر و فاضل علامہ شکیب ارسلانؒ نے بھی روس کے ترجمان سے اس باب میں گفت و شنید کی، ان حضرات کا بیان یہ تھا کہ متذکرہ بحث میں جناب لینن نے لاجواب ہو کر کہا "بلاشبہ اسلام کا اقتصادی نظام دنیا کے تمام نظاموں پر فائق ہے۔ اور اشتمالیت (کمیونزم) اسلامی اصول و قوانین کا مقابلہ نہیں کر سکتا، مگر یہ تو بتایئے کہ اسلامی نظام کا تجربہ آج کس ملک میں ہو رہا ہے، اور کونسی طاقت اس نظام کو عملی شکل دے رہی ہے؟

امر واقعہ ہے، کہ اسلام کا نظام اعلیٰ و فائق ہونے کے باوجود صرف کتابی ہے، اس پر ایک حد تک سعودی عرب اور مراکش میں عمل ہو رہا ہے، مگر پاکستانیوں کا دعویٰ یہ تھا،

بلا ئیں زلفِ جاناں کی اگر لیں گے تو ہم لیں گے

بات یہ ہے،

ہفت کشور جس سے ہو تسخیر بے تیغ و تفنگ
تو اگر سمجھے تو تیرے پاس وہ ساماں بھی ہیں

اللہ ہمیں بیت المالی نظام کو اپنانے اور دنیا کو دکھانے کی توفیق سے نوازے،

اشتمالی نظام کی خباثت

جناب لینن، جناب انگلز اور شہزادہ کروپاٹکن Prince Kropotken anarchist.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا دعویٰ اور بیان یہ ہے، کہ اشتمالیت اس دن صحیح خط و خال کے ساتھ نمودار ہوگی اور عمل پیرا ہوگی، اس لئے کہ جب کوئی حکومت نہیں ہوگی سب سے بڑی بے انصافی کا مظہر وجود ریاست ہے، یہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ صرف ابتدا ہے، انارکسٹوں کے شہزادے یہ بیان کرتے ہیں، کہ صرف ایسے معاشرہ میں ہی انسانی استعدادیں، قابلیتیں اور صلاحیتیں کارفرما ہوں گی جس میں کوئی حکومت ہوگی نہ افسر نہ حاکم اور نہ قانون، سب آزاد ہوں گے، بااختیار ہوں گے، مساوات اختیار و اقتدار کے بغیر روٹی، لباس، مکان، تعلیم، علاج، کی مساوات کوئی معنی نہیں رکھتی، اس قسم کا معاشرہ کامیاب نہیں، آزاد نہیں ہو سکتا کہ کوئی مالک، اختیار ہو، دوسرے اس کے تابع فرمان ہوں، اس کا نام اس کے برعکس ہیں، آزاد خود مختار خود کار سوسائٹی میں منتشر گروہ ہوں گے، ان کی بنیاد علاقوں اور جماعتوں پر مبنی ہوگی، اشیاء کی پیداوار، کھپت، استعمال، گوناگوں ضروریات کی تسکین، اور تہذیب و تمدن کی بوقلموں تقاضوں کی تشفی کے لئے برابری کے اصول پر معاہدے ہوں گے، افراد اس میں ہوں گے آزاد۔ انارکسٹ تحریک کے بانی شہزادہ کروپاٹکن کا دعویٰ ہے کہ یہ تصور سراب یا خواب نہیں، دیوانہ کی بڑ نہیں، مجذوب کا ہذیان نہیں، یہ ایک حقیقت ہے، زمانہ کا میلان عہد حاضر کے انسانوں کا رجحان ظاہر کر رہا ہے، کہ ایسا ہو کر رہے گا، ایسا ضرور ہونا چاہیئے، دیکھ لیجیے کہ جہاں سیاسی اغراض کے لئے پارٹیاں ہیں، وہاں بے شمار انجمنیں بھی ہیں، انجمنیں یہ نہیں مانتیں کہ سیاسی پارٹیاں ان کا کام کر دیں گی، ان کا وجود دلالت کرتا ہے، کہ ان کا کام ان کے بغیر کوئی اور سر انجام نہیں دے سکتا۔

انارکسٹوں کا بیان یہ ہے، کہ اشتراکیت و اشتمالیت نے سرمایہ داری سے نجات دلائی، اشتراکیت کی ترقی کے لئے مرکزیت کا ہونا ضروری ہے، مگر آج کل کی اولاد آدم کا رخ مرکز سے دور کو جا رہا ہے، وہ حقانیت کا پرستار ہے، انسان آزاد ہونا چاہتا ہے وہ قید نہیں چاہتا، پابندی کا خواہاں نہیں، اس کی آرزو یہ ہے کہ بہ حیثیت پیدا کنندہ سرمایہ دار سے آزاد ہو، بہ حیثیت شہری، ریاست سے آزاد ہو، بہ حیثیت فرد مذہب سے آزاد ہو، اخلاق سے آزاد ہو، جو کچھ ہے وہ ہر ایک کا ہے، ہر شخص جو کچھ پیدا کرتا ہے، اس میں ہر ایک کا حصہ ہے، کہا گیا تھا، کہ ہر ایک کو حصہ دلانے کے لئے ضروری ہے کہ حکومت ہو، تاکہ کوئی ناانصافی نہ ہو، استحصال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو، کسی کا حق پامال نہ ہو، تاریخ تو یہی بتاتی ہے، کہ اقتدار نے حقوق کی پامالی کی ہے، اور نفسانفسی کو پروان چڑھایا ہے، ہر شے ہر ایک کی ہے، مگر واقعہ یہ ہے، کہ اس پر تصرف چند ایک کا ہے، وہ اقتدار و اختیار والوں کا ہے، اس خیالی کی جگہ حکومت ہے، اس کی بجائے آزاد نظام درکار ہے، جس میں ہر آزاد ہو، صاحب اختیار ہو، اس وقت جو کچھ ہوتا ہے، نمائندوں اور ترجمانوں کے ذریعہ ہوتا ہے، ہر معاملہ میں نمائندوں اور ترجمانوں کی گفتار اور ان کے کردار کو عوام کا قول و فعل تصور کیا جاتا ہے، مگر کوئی آدمی دوسرے شخص کا پورا ترجمان نہیں ہو سکتا، جب یہ ہے تو یہ گمان غلط ہے، کہ ایک آدمی اتنے ہزار آدمیوں کی زبان ہے، زبان ہر انسان کی اپنی ہے، اختیار، تکبر، اور خود غرضی پیدا کر دیتا ہے، ایسے آدمی ہیں، اگر وہ اختیار والے نہ ہوتے تو وہ بڑے ہی اچھے ہوتے، سب سے بری شے اقتدار کی خواہش اور اختیار کی جستجو ہے، علاج یہ ہے کہ ہر شخص تعلیم یافتہ ہو، سب کی معلومات یکساں شان کی ہوں، ہر ایک قوی ہو، صحت مند ہو، ذی اختیار ہو، آزاد ہو، چھوٹی چھوٹی جماعتیں ہوں، وہ مشورے سے کام کریں گی، ہر ایک کا ایک ووٹ ہو گا، کوئی جھگڑا نہیں ہو گا، انارکزم (خود ضمیت) سوشلزم (اشتراکیت) کی انتہائی صورت ہے، سوال منطق اور حجت کا نہیں، سوال یہ ہے، کہ کیا یہ انتہا ہمیں اس مصیبت میں تو نہیں الجھا دے گی، جس سے نجات پانے کے لئے ہم نے سوشلزم کے دروازے پر دستک دی تھی؟ کیا ہم وہیں تو نہیں گر جائیں گے، جہاں سے ہم بہ مشکل نکلے، اور ابھرنے کے درپے ہوئے، اقتدار والا یونہی تو دست بردار نہیں ہو گا، وہ تو اقتدار کی مے پی رہا ہے، وہ اس جام سبو کی شکست کو کیوں گوارا کرے گا، وہ ہا کھیل کو مار کر رہے گا،

بنیادی سوال

آزاد ہو یا غلام، کام تو سب کو کرنا ہے، تصور یہ ہے کہ ہر شے ہر ایک کی ہے، لہٰذا ہر ایک کو کام ہر ایک کے لئے کرنا چاہیئے، غور طلب امر یہ ہے، کہ ہر شخص کو کونسی چیز اس پر آمادہ کرے گی کہ وہ سب کے لئے کام کرے، ؟ اور جو اس کے سامنے کام نہ کر رہا ہو، اس کے لئے بھی یہ کام کرے، یہ درست ہے، کہ جلسہ گاہ میں ہر ایک کو بیٹھنے اور مقرر کی تقریر سننے کا حق ہے، کیا یہ ممکن ہے کہ ہر شخص دور و نزدیک قیام گاہ سے جلسہ گاہ میں وقت مقررہ پر پہنچ جائے گا، ہر شخص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو حق ہے جہاں چاہے بیٹھے، مگر کسی ضابطے کسی قاعدے کو ملحوظ رکھے بغیر ہر شخص مطمئن ہو جائے گا ہر شخص کی سماعت اور بصارت یکساں نہیں ہوتی، رفتار میں فرق ہے، کیا آزاد معاشرہ میں یہ تمام امتیازات اور اختلافات خود بخود ختم ہو جائیں گے، سب کا چہرہ، سب کے خط و خال کی کیفیت ایک جیسی ہو گی، سرمایہ دار تو ڈنکے کی چوٹ یہ کہتا ہے، کہ ہر آدمی اپنے لیے کام کرتا ہے، وہ اخلاق کو مطلقاً نظر انداز نہیں کرتا، مگر سوشل ازم کی ہر شاخ کردار سے کوئی سروکار نہیں رکھتی، اس وقت تو یہ حال ہے، کہ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا کام دوسروں سے بڑھ کر ہو، اور وہ یہ کام اس لئے کرتا ہے، کہ اس سے اس کو ذاتی طور پر نفع ہو گا۔

یہ حقائق جن کا نام مروت، ایثار، اور ہمدردی ہے، معاشی حقائق تو نہیں ہیں، یہ درست ہے، کہ جو لوگ آمریت کے خیمے میں زندگی بسر کر رہے ہیں، وہ اپنے آپ کو یوں محسوس کرتے ہیں، جیسے قفس کا پرندہ، طیور چاہتے ہیں کہ قفس ٹوٹے اور انہیں آزادانہ پرواز کی مسرت نصیب ہو، اس خیمے کے لوگ چاہتے ہیں، کہ انہیں نجات ہو، اور وہ آزادی سے بہرہ ور ہوں، مگر اس دنیا میں بے شمار ایسے بھی تو ہیں، جو اپنے آپ کو آزاد تصور کرتے ہیں حالانکہ ان پر کوئی اور نظام مسلط ہے، یہ صحیح ہے، کہ ہر شخص آزادیٔ تقریر اور آزادیٔ تحریر کا خواہاں ہے مگر قواعد صرف و نحو کی پابندی سے تو آزاد نہیں ہو سکتا، بے وزن شعر یہ تو آرکسٹ بھی خندہ زن ہوں گے، جو بھی مجلس ہو گی اس کے کچھ تو قواعد ہوں گے، ان کے بنانے والے انسان ہی ہوں گے، مسئلہ یہ ہے کہ آخر ایک انسان کیوں دوسرے انسان کے بنائے ہوئے قواعد کی پابندی کو برداشت کرے، ہر ایک کا مدعا اس دنیا میں رہنا ہے، وہ چاہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہے، مگر ایسا ہو نہیں رہا، حوادث کی روک تھام نہ سرمایہ دار کے لئے ممکن ہے، اور نہ کمیونسٹ اور انارکسٹ کے بس کا روگ ہے، اس لئے مادر پدر آزادی کو بربادی تو کہا جا سکتا ہے، راحت و امانیت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا، اگر آدمی کو کھلی چھٹی ہو تو اس سے بگاڑ کی زیادہ توقع ہو سکتی ہے، ظاہر ہوا کہ خالص اشتمالی نظام سے کسی خیر کی امید نہیں کی جا سکتی، اور وہ مگر اس انانی نظام کا سگا یا سوتیلا بھائی ہی معلوم ہوتا ہے، یورپ اور امریکہ کے دانشوروں کی نسبت کون کہہ سکتا ہے، کہ وہ علم سے کورے ہیں، وہ سیاست نہیں جانتے، اقتصادیات

www.KitaboSunnat.com

سے نا بلد ہیں، یورپ کی پہلی جنگ ہوئی، ان فاضلوں نے اس کی تباہ کاری کے اثرات اپنے گھروں میں اپنے دفتروں میں دیکھے، وہ جدال و قتال کی روک تھام نہ کر سکے، دوسری لڑائی پہلی سے زیادہ قیامت خیز تھی، اس وقت حال یہ ہے، کہ کسی گوشے میں امن نہیں ہے، اشتراکیت اپنی منزل سے دور ہے، اس کے علم برداروں میں اتحاد نہیں ہے، ان کی رقابت و کدورت باہمی نے انہیں اور دوسروں کی زندگی کو مبتلائے آلام کر دیا ہے، امن کا تصور ہی عنقا ہو رہا ہے، اگر کوئی خطہ یا طبقہ ان سے خیر و عافیت کی امید رکھتا ہے، تو زمانہ اس سے یوں خطاب کرنے میں حق بجانب ہے، ؎

تجھے ان سے وفا کی ہے امید،

جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

اس وقت راس المالی نظام، اور اشتمالی نظام کسی نہ کسی حد تک نام نہاد اخلاق سے وابستہ ہے، اگر یہ نظام صحیح معنوں میں اپنی بولی بولیں، اشتمالی اثر کسٹ ہو جائے، اور راس المالی مے خواری، فحاشی، غارت گری، اوباشی، قمار بازی، محاربہ آرائی کے سوا کسی اور شے کا مطلقاً خواہاں نہ ہو، تو حشر برپا ہو جائے گا، ان میں ابھی ایسے ہیں، جو ان کو روکتے ہیں ٹوکتے ہیں، ٹھیٹھ اشتمالی و راس المالی نظام انسانیت کے لئے عذاب ہے، زوال ہے روگ ہے فتنہ ہے، خالص دنیوی معاشی زاویہ نگاہ سے دیکھا جائے، تو بلا تامل کہا جا سکتا ہے، امریکہ روس سے زیادہ زوردار ہے، مے خوار ہے، اس کے وطن کی پیداوار فی ایکڑ روس سے کہیں زیادہ ہے، مشرقی جرمنی کا اشتمالی مغربی جرمنی کے راس المالی کے مقابلے میں مفلس ہے، فرانس کا راس المالی بھی روس کے اشتمالی سے کہیں زیادہ لاابالی ہے،

علامہ اقبالؒ کی تصریحات

علامہ اقبالؒ عہد نو کے ایک روشن ضمیر مبصر، فقید النظیر مفکر، اور عدیم المثال شاعر تھے قوم نے ان کو حکیم الامت اور ترجمانِ ملت کا خطاب دیا، اشتمالیت کی غایت کے باب میں علامہ کی تصریحات یہ ہیں، فرماتے ہیں،

کردہ ام اندر مقاماتش نگاہ   لا سلاطین، لا کلیسا، لا الٰہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کی رائے یہ ہے، کہ روس اشتمالیت کی راہ سے ہٹ گیا ہے، از سر نو سے، الفاظ ہیں ذوالفقار کی ڈگر پر گامزن ہو گیا ہے، روس کے مفکرین کا دعویٰ یہ ہے، کہ چینی اپنے قائد ماؤ کے معنی لغت کا ہم آہنگ ہے، اس کے ساز میں اشتراکیت کا رنگ نہیں ہے،

راس المالی نظام کی خباثت

یہ ہے اگر مقابلہ ہوتا رہے، مسابقت کی گھوڑ دوڑ جاری رہے، کشمکش کے ہلب دیکھتے رہیں، چھیر خوبول سے چلی جائے اسد، اس کا اصول حیات بقائے اصلح ہے، بڑے بیکوتوں کو نگلتے رہیں، ایک بڑا دوسرے کو اپنے سے چھوٹا بنا دے، عظیم ترین بن جائے، سب پہ چھا جائے، ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک راس المالی نظام کا غلبہ تھا، یورپ میں جنگ کا عشر برپا ہوا، روس، برطانیہ، فرانس بھی اس نظام کے دلدادہ تھے، اور ان کا حریف جرمنی بھی اس نظام کا دم بھرتا تھا، اول الذکر جیت گئے، آخر الذکر ہار گیا، دونوں نے ایک دوسرے کو اس طرح برباد کیا، کہ جس کی نظیر اس وقت تک کی تاریخ عالم میں نہیں تھی، جو جتنے انہوں نے دوران حرب سامان جنگ امریکہ سے خریدا، اپنی تعمیر نو کے لئے امریکہ سے سامان خریدا، ڈالر لئے، امریکہ نے انہیں اس طرح لوٹا جیسے ضرب المثل بدنام سرمایہ کار، کارخانہ دار، نادار مزدکار، بدنام زمیندار، کشت کار کو لوٹتا ہے، روس سرمایہ داری سے بیزار ہوا، امریکہ بیش از بیش راس المالی نظام کا علم بردار بنا۔

۱۹۳۹ء میں دوسری قیامت خیز عالمگیر لڑائی شروع ہوئی، ۱۹۴۵ء میں بند ہوئی، اس وقت برطانیہ، فرانس، روس اور امریکہ ایک طرف تھے، جرمنی، اٹلی، اور جاپان دوسری طرف تھے، ان کا نظریہ تھا، کہ دنیا پہ حکومت کرنے کا حق انہیں ہے، امریکہ کے اتحادیوں نے فوجی سامان بہ مقدار کثیر امریکی اسلحہ ساز کارخانوں سے بہ قیمت لیا، امریکی سرمایہ داروں، صنعت کاروں نے منہ مانگی قیمتیں وصول کیں، یورپ کی معیشت تباہ ہو گئی، ان کی بربادی امریکہ کی مزید آبادی کا سبب بنی، امریکہ کے سرمایہ کاروں نے یہ فلسفہ تراشا، کہ جیسے نازیت امریکہ سمیت دنیا کو کھا جانے کو تھی، ایسے ہی اشتراکیت تمہیں کھا جائے گی، کوئی کاروبار حربہ کی صنعت و حرفت سے زیادہ سود مند نہیں ہے، امریکہ کے کارخانے خریدے پہلے چھپ گئے،

www.KitaboSunnat.com

کی رائے یہ ہے، کہ روس اشتمالیت کی راہ سے ہٹ گیا ہے، از سرِ نو سرمایہ داری و ملکیت کی ڈگر پر گامزن ہو گیا ہے، روس کے مفکرین کا دعوے یہ ہے، کہ چینی لیڈر ماؤزے تنگ کا ہم آہنگ ہے، اس کے ساز میں اشتراکیت کا رنگ نہیں ہے،

رأس المالی نظام کی غایت

یہ ہے کہ مقابلہ ہوتا رہے، مسابقت کی گھوڑ دوڑ جاری رہے، کشمکش کے بلبلے دیکھتے رہیں، چھیڑ خوبوں سے چلی جائے اسد، اس کا اصول حیات بقائے اصلح ہے، بڑے چھوٹوں کو نگلتے رہیں، ایک بڑا دوسرے کو اپنے سے چھوٹا بنا دے، عظیم ترین بن جائے، سب پہ چھا جائے، ۱۹۱۴ء سے کر ۱۹۱۸ء تک رأس المالی نظام کا غلبہ تھا، یورپ میں جنگ کا حشر برپا ہوا، روس، برطانیہ، فرانس بھی اس نظام کے دلدادہ تھے، اور ان کا حریف جرمنی بھی اس نظام کا دم بھرتا تھا، اول الذکر جیت گئے، آخر الذکر ہار گیا، دونوں نے ایک دوسرے کو اسی طرح برباد کیا، کہ جس کی نظیر اس وقت تک کی تاریخ عالم میں نہیں ملتی، جو جتنے انہوں نے دوران حرب سامان جنگ امریکہ سے خریدا، اپنی تعمیر نو کے لئے امریکہ سے سامان خریدا، ڈالر لئے: امریکہ نے انہیں اس طرح لوٹا جیسے ضرب المثل بدنام سرمایہ کار و کارخانہ دار، نادار مزدکار، بدنام زمیندار، کشت کار کو لوٹتا ہے، روس سرمایہ داری سے بیزار ہوا، امریکہ بیش از بیش رأس المالی نظام کا علم بردار بنا۔

۱۹۳۹ء میں دوسری قیامت خیز عالمگیر لڑائی شروع ہوئی، ۱۹۴۵ء میں بند ہوئی، اس وقت برطانیہ، فرانس، روس اور امریکہ ایک طرف تھے؛ جرمنی، اٹلی، اور جاپان دوسری طرف تھے؛ ان کا نظریہ تھا، کہ دنیا پہ حکومت کرنے کا حق انہیں ہے، امریکہ کے اتحادیوں نے فوجی سامان بہ مقدار کثیر امریکی اسلحہ ساز کارخانوں سے بہ قیمت لیا، امریکی سرمایہ داروں، صنعت کاروں نے منہ مانگی قیمتیں وصول کیں، یورپ کی معیشت تباہ ہو گئی، ان کی بربادی امریکی کی مزید آبادی کا سبب بنی، امریکہ کے سرمایہ کاروں نے یہ فلسفہ تراشا، کہ جیسے نازیت امریکہ سمیت دنیا کو کھا جانے کو تھی، ایسے ہی اشتراکیت تمہیں کھا جائے گی، کوئی کاروبار حرب کی صنعت و حرفت سے زیادہ سود مند نہیں ہے، امریکہ کے کارخانے خوب پھلنے پھولنے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے سرمایہ داروں اور حصہ دار فوجی افسروں نے جی بھر کر دولت کمائی، ثروت میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے، یہ اپنے ملی کے مزدوروں، اور کاریگروں کو معقول تنخواہیں دیتے ہیں، وہ بھی خوب پیتے ہیں عیش کرتے ہیں، امن ہوجائے، تو ان کا کام بند ہوجائے، مادی ترقی کے لحاظ سے ان کا قدم اشتراکیوں سے آگے ہے، جرمنی، فرانس، برطانیہ، المانیہ، جاپان امریکہ سرمایہ دار ہیں، ان میں باہمی آویزش کا خطرہ نہیں، امریکہ برطانیہ وغیرہ پہ چھا گیا ہے، جرمنی جیسے اس نے لتاڑا۔ وہ ان دنوں اس کا رفیق ہے، جاپان کو جس امریکہ نے ویران کیا، جاپان اس کا گرویدہ ہے، وجہ یہ کہ امریکہ کی ثروت زیادہ ہے فوجی طاقت زیادہ ہے، روس امریکہ کا مقابلہ اس لیے کرسکتا ہے، کہ اس کی فوجی طاقت غایت درجے کی ہے، یہ دور عسکری قوت کا دور ہے، ان دونوں کے مقابلے میں تیسری سلطنت چین کی ہے، روس اور چین میں اتحاد نہیں ہے، رقابت ہے، سرمایہ دار اقالیم میں اتحاد ہے، ان کا یہ اتحاد اشتمالیت دشمنی کے باعث ہے، یہ دونوں نظام خالص مادی نظام ہیں، عملاً ان میں اخلاق کا شائبہ بھی نہیں ہے، ان سے محفوظ رہنے کے لیے عسکری اعتبار سے مضبوط ہونا لابدی ہے، اس کے بغیر چارہ نہیں، اس پر تفصیلی بحث کتاب کو معاشی دائرہ سے نکال کر خطبہ سیاسی ماحول میں لے جائے گی، لہٰذا اس سے گریز ضروری ہے، اشارہ لازمی تھا۔

بیت المال نظام اور اسلامی تعلیم

اسلام کے نزدیک ہر انسان خدا کا محتاج ہے، اس لیے مکرم ہے، محترم ہے، ہر بشر فقیر ہے، اللہ غنی ہے حمید ہے، انسان کا شرف یہ ہے کہ وہ غنی (خدا) کا محتاج ہو، غیر خدا کا محتاج نہ ہو، اس لیے کہ غیر خدا کی محتاجگی انسان کے لیے منافی عظمت ہے، باعث ذلت ہے

آنکہ شیراں را کند روبہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

حدیث نبوی ہے۔ کاد الفقر ان یکون کفرا۔ کچھ تعجب نہیں کہ فقر کفر تک لے جائے۔ یہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاشی تاریخ عالم کا نچوڑ ہے، انسانی زندگی کی بلندی اور پستی کا مرجع اور خلاصہ ہے، ایک مختصر سے جملے میں حقائق کائنات کو سمو کر رکھ دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے، یہ فقرہ عربی زبان کا ہے۔ اس کا کہنے والا افصح العرب والعجم ہے، الفاظ ہیں دوالفقر اور کفر۔ الفقر سے مراد ہر قسم کا فقر نہیں ہے، بلکہ اس کی ایک مخصوص نوع ہے، فقیر کے معنی لغت کے اعتبار سے وہ شخص ہے جس کے بدن کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو۔ اصطلاحی لحاظ سے فقر مذموم (برا) بھی ہے اور محمود بھی۔ برا فقر انسان کو کافر بنا دیتا ہے۔ کفرانِ نعمت پر مجبور کر دیتا ہے۔ دوزخ کی راہ ہموار کرتا ہے، منزلِ جنت سے دور ہٹا دیتا ہے۔ حدیث میں اس برے فقر کے برے اثرات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ایک اعتبار سے ہر شخص فقیر ہے۔ بیانِ قرآن ہے "یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللّٰہ" اے بنی نوع انسان تم سب کے سب خداوند تعالیٰ کے محتاج ہو، ہر انسان ممکن الوجود ہے، اسے وجود واجب الوجود نے عطا فرمایا، ہر ایک کا معبود اور مقصود واجب الوجود ہے۔ اس آیۂ مبارکہ میں ہر انسان کو فقیر فرمایا گیا ہے، ظاہر ہے کہ یہ فقیر واجب التکریم ہے، خود فرمایا۔

" ولقد کرمنا بنی آدم" ہم نے اولادِ آدم کو عظمت سے نوازا۔ غنی مرتبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے۔ اللھم اغننی بالافتقار الیک ولا تفقرنی بالاستغناء عنک" اے پروردگار مجھے اپنا محتاج بنا کر غنی کر اور اپنی ذات سے بے نیاز کر کے فقیر نہ بنا۔ قرآن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا، "وجدک عائلاً فاغنیٰ" آپ عیالدار تھے اللہ نے آپ کو غنی بنا دیا، غنا ہے ضد فقر۔ سب سے بڑی دولت قناعت ہے، حضرت سعدیؒ نے حدیث کا ترجمہ کیا ہے، "توانگری بدل است نہ بہ مال" اللہ کا فقیر ہونا محمود ہے، بندوں کا دست نگر اور محتاج ہونا مذموم ہے۔ حدیث میں اسی فقر کے اثرات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

فقر اختیاری و اضطراری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید و نبوت و آخرت کی دعوت کا آغاز مکہ مکرمہ سے فرمایا، یہاں قریش رہتے تھے۔ وہ تاجر تھے، صاحبِ ثروت تھے، ان میں سے جن مقدس نفوس نے شروع میں اسلام قبول کیا اور اسی کے لئے اپنا گھر در توحید کے لئے چھوڑا اور مدینہ میں ہجرت فرمائی وہ مہاجرین کہلائے۔ مدینہ کے جن فرزندانِ توحید نے ان کا نصرت وانتظام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیر مقدم کیا وہ انصار کہلائے۔ قرآن نے فرمایا "للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم (پارہ ۲۸۔ سورۂ حشر) مہاجرین کو ان کے گھروں اور مالوں سے نکال دیا گیا، یہ امیر تھے فقیر ہو گئے، یہ فقیری نازشِ انسانیت ہے، سب سے بڑی دولت ہے عظیم الشان نعمت ہے، ان کا فقر اختیاری تھا انہوں نے راہ خدا میں مال قربان کیا، دین کی تائید و نصرت مال و جان سے کی۔ ان کی راہ پر گامزن جو شخص تحصیل معاش میں جد و جہد کرتا ہے، خوب کماتا ہے لیکن روپیہ اپنی ذات پر خرچ کرنے کے بجائے زیادہ تر دوسروں پر ملت کے لیے، ملک کے لیے، اسلام کے لیے صرف کرتا ہے، وہ خود بھوکا رہتا ہے لیکن دوسروں کا پیٹ بھرتا ہے۔ خود سادہ، اجلا، ستھرا لباس پہنتا ہے لیکن بہتیروں کو فاخرہ پوشاک پہنا دیتا ہے۔ خود فقیروں کی زندگی بسر کرتا ہے لیکن بہت سے فقراء کو اغنیاء بنا دیتا ہے، اس فقرہ وظیفہ ہے انسانوں سے پیار، محبت، ایثار، مہربانی، قربانی۔ اس فقر کا لباس بادشاہوں کے تخت و تاج سے زیادہ گراں قدر اور اس کی سوکھی روٹی امیروں، وزیروں کے خوان ہائے نعمت سے زیادہ شاندار اور باوقار ہے، ترمذی شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی یہ تصریح مذکور ہے۔

"ما شبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خبز شعیر یومین متتابعین حتی قبض" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر میں اپنے وصال مبارک تک کبھی جو کی روٹی بھی دو دن پیٹ بھر کر نوش نہیں فرمائی۔ مولانا احمد رضا بریلویؒ لکھتے ہیں۔

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا

اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

آقا کی اس سنت پر عمل پیرا ہو کر کہہ سکتا ہے فقیری میرا فخر ہے۔

اسلام کی تعلیم اور دولت کی تقسیم

تاریخ اسلام میں جنگ حنین پہلی جنگ ہے جس میں بکثرت مال غنیمت ہاتھ آیا، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں، چار ہزار اوقیہ چاندی کا ذکر روایات میں ملتا ہے، آپ نے ایک اونٹنی سے اون کے چند ریشے توڑے اور انہیں صحابہؓ کو دکھا کر فرمایا، اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال میں میرا اتنا حصہ بھی نہیں ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ عامل بحرین جواہرات لائے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب تقسیم فرما دیں۔ مولانا ظفر علی خان غفران مکان فرماتے ہیں۔

پاؤں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہُوا

اور تین دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہُوا

ہیں دوسروں کے واسطے لال و زر و گہر

اپنا یہ حال ہے کہ ہے چولہا بُجھا ہُوا

بخاری شریف میں ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔ "ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا وان امتی سیبلغ ملکھا ما زوی لی۔ واعطیت الکنزین الاحمر والابیض"۔ "اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ والذی نفسی بیدہ لتنفقن کنوزھما فی سبیل اللہ"

اللہ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی۔ میں نے اس کے مغربی اور مشرقی گوشے دیکھے جو میرے لیے سمیٹی گئی۔ میری امت کی حکومت وہاں تک ہوگی، مجھے سرخ و سفید دونوں خزانے عطا فرمائے گئے۔ جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا اس کے بعد کوئی اور کسریٰ نہیں ہوگا۔ جب قیصر مٹ جائے گا اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔ قسم ہے رب العزت کی جس کے تصرف میں میری جان ہے تم لوگ ان کے خزانے خدا کی راہ میں خرچ کرو گے، عیاں ہوا، کہ اصحاب نبویؐ صاحب اختیار و اقتدار ہوں گے، ذی وقار ہوں گے، مالدار ہوں گے، ہمکیر اثار ہوں گے، نکوکار ہوں گے، بنی نوع انسان کے مونس و غمخوار ہوں گے،

ہر قوم کے مورخین و مفکرین صاف الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں کہ:

"نبی کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی"

یہ حقائق ہیں شاعرانہ تخیلات نہیں ہیں، خواب کی باتیں نہیں ہیں، تاریخی واقعات ہیں کہ کسریٰ کے خزانے، شام کے دفینے، ایران کی دولت، مصر کی ثروت صحابہ کے قدموں میں پہنچی۔ جو بات نبیؐ نے وحی کی عینک سے دیکھی امت نے برہنہ آنکھوں سے دیکھی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائیوں، شیدائیوں نے یہ سب کچھ اس حالت میں راہ خدا میں بانٹا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصب کمان کا لباس فقیرانہ تھا، ان کا استغنا ان کے ایمان کا آئینہ تھا۔ اقبال کا یہ قول شعر نہیں حقیقت کی واقعی تصویر ہے۔

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

اسلامی فقر کا اثر

ممالک مذکورہ کے غیر مسلم فرمانرواؤں کے خزانے، اشرفیوں کے انبار، جواہرات کے ڈھیر ان کی دلنشیں، رنگین و سنگین عمارتوں کے بنانے اور سجانے پر صرف ہوتے تھے، ان کے خم مرصع، ان کے جام طلائی، ان کی مے کا ان کے لالہ رخوں کی مانند سرخ تھی، ان کی عیش کاری ادب کا سرمایہ اور شاعری کا مخزن تھی، ان کے باعث دنیا میں لیسے الفاظ پھیلے کہ وہ ان کے زمانے کا فوٹو دیکھنے اور سننے والوں کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ ان کے صنعتکاروں کا فرض تھا کہ ان کے لئے عشرت نظر، تعیش اثر طلسمات تیار کریں۔ کسانوں پر واجب تھا کہ ان کے شہزادوں، ان کے وزیروں، مصاحبوں کے لئے انکا سلیقوں کے لئے، مذہبی پیشواؤں کے لئے سرسبز و شاداب کھیت تیار کریں، اپنی پیداوار کا جو حصہ انہیں بحکم سرکار ملے، اسے اپنے استعمال میں لائیں۔ باغبانوں کی ذمہ داری تھی کہ اپنے حاکموں و آقاؤں کے صاحبزادگان کے لئے گوناگوں، بوقلموں حلاوت و لذت والے پھلوں کے درخت لگائیں صحابہ کا نام ان اقالیم کے عوام کے لئے رحمت الٰہی کا نزول تھا۔ ان سے کہا گیا، زمینیں تمہاری ہیں، پیداوار تمہاری ہے، حکومت واجبی حصہ سے زائد لینے کی مجاز نہیں، لوگ فارغ البال ہو گئے، خوشحال ہو گئے، ان سرزمینوں کے عوام و خواص سلطانوں کی سادہ خوراک، سادہ پوشاک، سادہ رہائش، ان کے فقر، عیش و عشرت سے کنارہ کشی سب سے نہایت درجے کے اثر پذیر ہوئے وہ حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ ۔ ۔ اپنی تہذیب کو چھوڑ کر اسلامی ہو گئے۔ انھوں نے اپنی تہذیب کو چھوڑ کر اسلامی تمدن، اپنے مذاہب کو ترک کر کے اسلامی دین کو اپنایا۔

اسلامی فقیروں کا دین و آئین

تیرہ (۱۳۰۰) سو سال ہوئے ہیں، ان کی اولاد در اولاد کے دلوں پر، دماغوں پر اسلام

www.KitaboSunnat.com

چھایا ہوا ہے، جب ان کے بوڑھے، ان کی خواتین، ان کے بچے، ان کے عوام اپنے ممالک کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں، تو اپنے ان تاجداروں پر جو صحابہؓ کی آمد سے پہلے وہاں حکومت کرتے تھے ان فقیروں کو ترجیح دیتے ہیں، اور انہیں نجات دہندگان تصور کرتے ہیں جن کے لباس سے ان کے کمبل پوش آقا کی پوشاک کے آثار واضح نظر آتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ان فقیروں کا دین محمدی تھا، آئین محمدی تھا، خلق محمدی تھا، فقر محمدی تھا۔

تھے تو آباء وہ ہمارے ہی مگر ہم کیا ہیں؟

فقرِ حیدری خیبر شکن تھا، عثمان غنیؓ کی دولت پر فقر ناز کرتا ہے، اباحتی کا محرک اعظم شیطان ہے، وہ ظلِ فاروقیؓ سے بھاگتا ہے، فقرِ صدیقؓ کو غارِ ثور میں معیتِ باری نصیب ہوئی۔ فقیر دجلہ کے دریا سے اللہ کا نام لے کر بغیر کسی کشتی کے گزر گئے، جہالت نے یہ بدعت تراشی کہ فقر ہے ترکِ دنیا، فقیری ہے رہبانیت، قلندری کا سیاست سے کیا واسطہ، روحانیت یہ نہیں کہ حکومت کی بات کی جائے، فقیری کے عصا کا عصائے موسویؑ سے کوئی ربط وضبط نہیں، فقر گدڑی میں ہے، اس کا وظیفہ ہے گداگری، فکرِ معاش فقیر کا شیوہ نہیں، روٹی مل ہی جاتی ہے، "ملکِ خدا تنگ نیست، پائے گدا لنگ نیست" دنیا سے منہ موڑو، کسب چھوڑ دو، صحراؤں کے کونے ڈھونڈو، یہ شادی یہ بیاہ، یہ رشتہ، یہ ناطہ، یہ جہیز، یہ منڈی، یہ کاروبار، ان سے کیا سروکار، اسلام کے ہادیؐ نے فرمایا "لا رھبانیۃ فی الاسلام" دینِ اسلام میں کسی نوعیت کی رہبانیت نہیں ہے، اس کے مقابلے میں جو داعی رہبانیت اور دلدادہ رہبانیت ہو، وہ منکرِ اسلام ہے، وہ اس انکار کا مرتکب اس لئے ہوا کہ اس نے بُرے فقر کو اپنا شعار بنایا، اس نے تجرد کو اپنایا۔ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی، نکاح میری سنت ہے، جو میری سنت سے بیزار ہے، وہ میرا نہیں ہے، بُرے فقیر نے دنیا کی بے شمار نعمتوں سے اپنے آپ کو محروم کر لیا، اور وہ اسی محرومی کو اپنا مسلک تصور کرتا ہے، لاریب وہ کفرانِ نعمت کا مرتکب ہوا۔ بُرا فقر اس نام نہاد روحانیت کی شمع کا پروانہ بنا جو ہندومت کا شعار تھی، جو عیسائیت سے پھوٹی، جو ہندوستان کی دیوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، یہ رہبانیت نظام اجتماعی و تمدنی کے لیے زہر قاتل کا حکم رکھتی ہے۔

آدمؑ اور علم

آدمؑ کے سر پر خلافت ارضی کا تاج رکھا گیا، یہودیت اور نصرانیت نے کہا، آسمانی باپ نے آدم کو اس علم سے روکا کہ جس سے اس پر نیک و بد کی تمیز واضح ہو سکتی ہے، قرآن مدعی ہے کہ آدم کا مقام اسی لئے فرشتوں سے بھی اونچا ہے کہ اللہ نے اسے علم حقائق اشیاء سے بہرہ ور فرمایا، قرآن نے کہا کہ چاند، سورج، ستارے، دریا پر انسان مسلط ہو سکتا ہے، ان کو انسان کے لئے مسخر کر دیا گیا ہے جن اشیاء کا علم انسان سائنسی علوم اور مشاہدات کے ذریعے حاصل کرنا چاہتا ہے، اور یہ علم بہ نسبت اسلام ازبس لازمی و ضروری ہے۔

مشاہدہ آیات تکوینی

نبی کریمؐ کو خدا نے نظام عرش و کرسی اپنے فضل و کرم سے دکھایا، فرمایا: "سبحان الذی اسریٰ بعبدہ" پاک ہے وہ پروردگار جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی۔ واضح رہے اس سیر سے مقصد یہ تھا "لنریہ من آیاتنا" (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل) تاکہ ہم اس کو اپنی بعض آیات تکوینی کا مشاہدہ کرائیں۔ قرآن مجید نے پوری صراحت سے فرمایا: ولا تنس نصیبک من الدنیا" (دنیا میں تیرا حصہ ہے، اسے فراموش نہ کرنا) حضورؐ نے وضاحت کی آدمی ہی وہ ہے جو دین اور دنیا دونوں کا ہے، الدنیا مزرعۃ الآخرۃ (دنیا آخرت کی کھیتی ہے) اگر زمین سے کچھ پیدا نہ ہو، خوراک کا اہتمام ہو سکتا ہے نہ پوشاک کا، جو شخص دنیا میں کوئی نیکی نہیں کرے گا وہ عاقبت میں ہر نعمت سے محروم رہے گا،

افلاس اور محتاجگی

غنا ہے تونگری، فقر ہے افلاس اور محتاجگی، ارشاد نبوی ہے، "الفقر سواد الوجہ فی الدارین" گداگری، محتاجگی اور افلاس دین اور دنیا کی روسیاہی ہے، صحابہؓ محتاج نہیں تھے، ان کی جن قوموں سے لڑائیاں ہوئیں، وہ ان کے مقابلے میں تعداد کے لحاظ سے کم تھے، ساز و سامان حرب کے لحاظ سے کم تھے، کسریٰ اور قیصر دو قوی سلطنت کے رہے تھے، وہ نہایت درجے کے طاقت ور تھے، دولت والے تھے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثیر التعداد تھے، ان کے خزانے جب مسلمانوں کے تصرف میں آگئے تو کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان مفلس تھے۔ عہد نبوت کے آخری ایام سے شروع ہو کر اموی دور اور عباسی زمانے کا مطالعہ واضح طور پر بتلائے گا کہ مسلمان بہ حیثیت قوم متمول تھے، انہوں نے ۸۰۰ سو سال تک اندلس میں حکومت کی، ان ایام میں بھی وہ صاحب ثروت تھے۔ محمد بن قاسمؒ سے شروع کر کے ترکش اسلام کے خدنگ آخری حضرت اورنگ زیبؒ کے وصال تک مسلمانوں کی معاشی حالت اچھی تھی۔ البتہ عہد انگلشیہ میں غریبی کا شکار ہو گئے۔ پاکستان میں ۱۹۴۸ء سے لے کر ۱۹۷۱ء تک ہم اجناس خوردنی کے لیے بھی محتاج اغیار ہو گئے۔ اپنے دفاع ملکی کے لئے جدید ترین آلاتِ حرب کی ساخت اور بہم رسانی کے باب میں ہم اپنے پاؤں پر قیام آرا نہیں ہیں، اس لئے ہمارا رعب و جلال وہ نہیں ہے کہ جو عہد خلافت، عہد بنو امیہ، عہد بنو عباس، عہد سلاجقہ، ہند میں زمانہ حکومت اسلامی، اندلس میں سطوت اسلامی کے وقت تھا۔

غیر اسلامی فقر

اس عہد میں سب سے بڑا حادثہ اور سانحہ یہ ہے کہ ہمارے اذہان غیر اسلامی فقر اور محتاجگی نے مفلوج کر دیئے ہیں۔ ہمارا معاشی نظام دنیا کا مجرب ترین نسخہ ہے، لیکن اس وقت اشتمالی نظام ہے، راس المالی نظام ہے، لیکن اسلام کا بیت المالی نظام کار فرما نہیں ہے یہ ذہنی افلاس یہ فکری محتاجگی ہمیں یہ اشارہ کرتی ہے کہ ہمیں اپنے افلاس کو دور کرنے کے لیے کسی غیر اسلامی نظام کو اپنانا چاہیئے، اور اسے اسلامی نظام سے موسوم کر دینا چاہیئے۔ ہم مجبور ہیں، اسیر ہیں، جہاد پسند ہیں، شہادت کو نعمت گردانتے ہیں، اگر اسلحہ کے لیے محتاج اغیار نہ ہوں تو اپنے عروج رفتہ کی بازیابی میں فائز المرام ہو سکتے ہیں۔ فتنہ تاتار کے زمانے میں ہمیں عیاشی اور باہمی تنازعہ آرائی نے رسوا کیا، ہندوستان سے بھی ہماری باہمی لڑائیوں نے ہمارے مرکز کو کمزور کیا اور ہماری سطوت کا چراغ گل ہو گیا۔ یہ اسلام کا اعجاز تھا کہ تاتاری پاسبان اسلام ہو گئے۔ پاکستان کے قیام سے پیشتر بھی جب ترکی، ایران اور افغانستان پر آفتیں آئیں ہم نے ان کی اعانت کے لئے اظہار ایثار کیا۔ پاکستان کے حصول کی جنگ اسلام کے زیر اثر جیتی گئی۔ ستمبر ۱۹۶۵ء میں ہمارے جذبہ اسلامی نے ہمیں کامیابی سے ہم کنار کیا، سال ۱۹۷۱ء میں ہم اسلام سے روگش ہو کر رسوا ہو گئے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت صرف یہ ہے کہ ہم فقر اسلامی کو از سر نو اپنائیں، غیر اسلامی فقر، افلاس اور محتاجگی کے خلاف جہاد کریں۔ ہر بچہ بھی جانتا ہے کہ ارکانِ اسلام پانچ ہیں۔ کلمہ توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ حج اور زکوٰۃ غربا پر فرض نہیں ہے، دولت مند ہی ان نعمتوں سے فیضیاب ہو سکتے ہیں، ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی مالی حالت کو سنوارے تاکہ وہ حج اور زکوٰۃ کے لاجواب ثواب سے فیضیاب ہو جائے۔ ہمارا تجربہ ہے، مشاہدہ ہے کہ بھوک انسان کو کتنا تنگ کرتی ہے، مفلس، عیالدار ضروریات حیات کی نایابی یا کمیابی کے باعث اپنی خود داری کی پامالی پر بھی بادل ناخواستہ تیار ہو جاتا ہے، اس کا ذاتی تجربہ اسے یہ کہنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

اے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

جہاں گرد شیخ سعدیؒ کا تجربہ یہ ہے،

چناں قحط سالے شد اندر دمشق
کہ یاراں فراموش کردند عشق
شب چو عقد نماز بر بندم
چہ خورد بامداد فرزندم

فقر محمود

حالات کا تقاضا، زمانہ کی پکار یہی ہے کہ ہم اپنی اقتصادی حالت کو بہتر، برتر اور خوش تر بنانے کے لئے انتہائی جد و جہد سے کام لیں، اور سمجھ لیں کہ افلاس اور محتاجگی انسان کو واقعی کفر اور کفرانِ نعمت کی جانب لے جانے والی بلائیں ہیں۔ ہمیں اپنے آقا و مولا اور داعنا لہ الفداء صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق محنت، کسب حلال، کفایت شعاری، اسلامی دیانت، سادگی کے ذریعے فقر محمود سے اپنے آپ کو ارجمند و بہرہ مند کرنا چاہیئے، اور فقر مذموم سے کلیۃً اجتناب کرنا چاہیئے۔ بُرا فقر، فقیر کو لومڑ، جاہل کو بزدل، غیور کو خوشامدی اور کاسہ لیس بنا دیتا ہے۔

فقر محمود است مقصود بشر
الحذر از فقر مذموم الحذر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت المالی نظام کی ممتاز خصوصیت

طرازِ عنوان نظام احکام اسلام پر مبنی ہے، اسلام کے مجوزہ قوانین و آئین معاشی سود و بہبود کے ضامن و کفیل ہیں، دینِ فطرت نے زیادہ توجہ انسانی سیرت و عادت کو سنوارنے اور نکھارنے پر صرف فرمائی ہے، یہ امر واضح ہے، عیاں را چہ بیاں کا مصداقِ اتم ہے، کہ انسان ایک جیتی جاگتی بولتی چالتی، ذی اختیار، عزیمت سے بہرہ ور ذی شعور ہستی ہے، وہ بے ارادہ، بے جان مشین نہیں ہے کہ اسے گھمایا جائے تو گھومنے لگ جائے، ٹھہرایا جائے تو ٹھہر جائے، اس کا ٹھہراؤ، گھماؤ اس کے اپنے اختیار کے ہاتھ میں ہے، وہ نہایت ہی دلنواز، دلکش ڈھانچہ ہے، حسین و رنگین سانچہ ہے، اس کی نوک پلک، اس کے اعمال کی جھلک سے یہ ہویدا ہوتا ہے، کہ وہ واقعی احسن تقویم ہے، جمال و جلال کا مرقع ہے، جس فلسفہ کا نظریہ یہ ہے، کہ وہ خالی ہے خامی ہے، اسے بھی یہ ماننا پڑا ہے، کہ وہ نجات حاصل کر سکتا ہے، اس کے دل میں ایمان کی صلاحیت ہے، اسے گوناگوں احساسات جذبات، افکار سے نوازا گیا ہے، وہ دیکھتا ہے، سنتا ہے، قیاس کرتا ہے، سوچتا ہے، پرکھتا ہے، فیصلہ کرتا ہے، اس کی روح جمادی ہے نباتی ہے حیوانی ہے، انسانی ہے اور ملکی ہے، اس کی نسبت خدا کے آخری پیامبر کا ارشاد یہ ہے، کہ وہ اپنے اندر ربانی اوصاف پیدا کر سکتا ہے، اس کے لئے نظام وہی انسب، مفید اور موزوں ہو سکتا ہے، کہ جو اس کی زندگی کے ساز کے سارے تاروں پر زخمہ زن ہو سکتا ہو، وہ ہر اس فرد سے جو اس کا نشوونما و ارتقا چاہتا ہو، یوں خطاب کرتا ہے، تو ذرا چھیڑ تو دے تشنۂ مضراب ہے ساز، لازمی ہے کہ اس کے کسی تار کو بے کار خیال نہ کیا جائے، سب کو بروئے کار لایا جائے، تاکہ اس کے کردار، اس کے افکار کے تمام نغمے بیدار ہو جائیں، اس سے کام لیا جائے، اسے مجبور نہ کیا جائے، اس کے ہر جذبے کو ابھارا جائے اسے دبایا نہ جائے، اس کی کوئی قوت اپنی ذات میں مضر نہیں، اس کی کسی خوبی کسی استعداد کسی صلاحیت کو برباد اور غارت نہ کیا جائے، بلکہ اسے اس کے صحیح محل پر استعمال میں لایا جائے، وہ سخت بھی ہے، نرم بھی ہے، اس کے دشمن بھی ہیں دوست بھی ہیں، وہ جن عقائد و حقائق کو اچھا تصور کرتا ہے، ایسے عناصر بھی ہیں، جو ان عقائد کو قوت سے مٹانا چاہتے ہیں، نہایت ضروری ہے، کہ وہ ان کے لئے سخت ہو، پکا مومن وہی ہے، جو کفر و فسق کا شدید دشمن ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان جن کو محبوب تسلیم کرتا ہے، ان کے لئے قربانی کو سعادت تصور کرتا ہے، اس کے لئے اچھے ضوابط ہونے چاہیئے! اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ ان ضوابط سے اسے محبت ہو، ان کی نفع بخشی اس کے دل میں اتر جائے، اسلام حیات انسانی کے تمام گوشوں، زاویوں اور پہلوؤں کو فعال اور منور بنانا چاہتا ہے، معاشی نظام کے لئے لابدی ہے، کہ انسان میں بنی نوع انسان کی محبت جاگزین ہو، ایک شخص جیسے اپنے والدین کی اولاد سے فطرتاً محبت کرتا ہے، ایسے ہی اگر اس کے دل میں خدا کی محبت ہو، تو وہ خدا کی مخلوق کا محب بن جائے گا، الفت کا ضابطہ لاجواب ہے، اس کی اثر آفرینی انسان کے اندر حیرت انگیز خوشگوار اور خوش اثر انقلاب پیدا کر سکتی ہے، معاش کے ڈرامے کا ہیرو یا بطل جلیل ہے مال، غور کیجئے کہ تعلیمات اسلامی کس طرح انسان کو اس پر آمادہ کر دیتی ہیں کہ وہ سچے اور پورے دل سے، کامل رغبت و مسرت سے اپنی دولت اور اپنی ہر صلاحیت بندگان خدا کی بہتری اور رفاہ پر صرف کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

قرض حسنہ

کہا جاتا ہے، کہ مثالوں سے حقائق واقدار اجاگر ہو جاتے ہیں، عام مشاہدہ ہے، تجربہ ہے، تاریخ کا مطالعہ ہی ظاہر کرتا ہے، کہ جنگ کے باعث حکومتوں کو زیادہ روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے، ہر ملک کا میزانیہ آئینہ کرتا ہے، کہ سب سے زیادہ رقم دفاع پر صرف کی جاتی ہے، حکومت قوم سے قرضہ طلب کرتی ہے، کہتی ہے، ادا کر دیا جائے گا، اتنی رقم زائد دی جائے گی، فتح یقینی نہیں ہوتی، حکومت کی نسبت بھی یہ امر قطعی نہیں ہوتا، کہ وہ قائم رہے گی، جو حاکم اس وقت ہیں وہی اس وقت بھی ہوں گے، کہ جب قرضہ کی رقم ادا کرنے کی تاریخ رونما ہو گی، آنحضرت ؐ کے زمانے میں بھی لڑائیاں ہوئیں، اسلام نے قرضہ حسنہ کا نظام پیش کیا، قرآن مجید کے دوسرے پارے سورۂ بقرہ میں ہے،

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔

کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرضہ حسنہ دے، ظاہر ہے کہ اللہ غنی ہے، حمید ہے، وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر شئے کا مالک ہے، خالق ہے، رازق ہے، یہ سوال اس کی طرف سے ہے، کون ہے جو اسے قرضِ حسنہ دے، آنحضرتؐ نے سمجھایا کہ ملک، دین، قوم کے لئے خدائی مخلوق کے لئے روپیہ صرف کرنا ایسا ہے، کہ گویا یہ رقم خدا کو قرضہ دی گئی ہے، نیازوں کو دینا خدا کو دینا ہے، اپنے وطن، اپنے دین اور اپنی حکومت کے بقا تحفظ پر روپیہ خرچ کرنا خدا کو قرضہ دینے کے مترادف ہے) خدا حی ہے، قیوم ہے، اس کی سلطنت کو زوال نہیں، اس کا وعدہ سچا، اس کی ہر بات حتمی قطعی، انسان جو کچھ خرچ کرے گا، اس مال میں سے کرے گا جو خدا نے اسے دیا ہے، کیا خدا کو دینے والا یہ تصور کر سکتا ہے کہ وہ ایسے کو دے رہا ہے جو ادا نہیں کر سکتا؟ کیا خدا کے متعلق کوئی شخص احسان جتانے کا گمان بھی دماغ میں لا سکتا ہے؟ حال تو یہ ہے کہ بقول غالب

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی،
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

مال بلا شبہ بڑا گراں قدر ہے، مگر جان تو اس سے بھی زیادہ قیمتی ہے، جب جان دے کر بھی یہی کہنا پڑتا ہے، کہ وہ تو اس کی تھی، حق تو یہی ہے کہ ہم حق نہیں ادا کر سکے، مال کے باب میں تو زیادہ زور سے کہا جا سکتا ہے، کہ ہم نے کچھ بھی نہیں دیا، فرمایا، جو ہمیں دے گا، ہم اس کے قرضہ کے عوض اسے کئی گنا زیادہ مرحمت فرمائیں گے؛ بلا شبہ یہ صحیح ہے، اس کا ہر قول حق، اس کا قدرت حق، یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ قدرت نے یہ قرضہ طلب ہی اس لئے کیا تھا کہ اس کا شانِ کرم کو منظور تھا کہ وہ قرضہ دینے والے کو اپنے جودِ خاص سے نوازے، سچ ہے،

رحمتِ حق بہانہ مے جوید،
رحمتِ حق بہانہ مے طلبد،

وہ چاہتا ہے عطا کرنا خزانہ، اس عطا کا بہانہ بنایا ہے اس نے یہ قرضہ، واضح کیا، اللہ ہی گھٹاتا ہے، اللہ ہی بڑھاتا ہے، اور تمہیں لوٹ کر اس کی طرف جانا ہے، گویا یوں کہا کہ جو شخص نیک کاموں پر خدا کی مخلوق پر روپیہ خرچ کرتا ہے، اسے اللہ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے، وہ اسے کئی گنا زیادہ عنایت کرتا ہے، اسی کی سنت ہے، کہ جو شخص کسی کارِ خیر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت روپیہ خرچ کرنے سے دریغ کرتا ہے ، تنگ دلی اور بخیلی کا اظہار کرتا ہے ، اس کے لئے عنایت ایزدی کا دروازہ تنگ کر دیا جاتا ہے ، وہ فیض سے محروم ہو جاتا ہے ، اور جو کشادہ دلی ، فراخ حوصلگی سے کام لیتا ہے ، اسے فراوانیٔ مال کی نعمت سے مالا مال کیا جاتا ہے ، امر واقعہ یہ ہے ، کہ سب کی بازگشت خدا کی طرف ہے ، نفسیاتی حقائق کو سامنے رکھ کر غور کیجیے ، کہ ایک پرستار کردگار کے لیے اس سے زیادہ نوید جانفزا اور کیا ہو سکتی ہے ، کہ اس کا اللہ اس پر راضی ہو گیا ہے ، اس کی دولت میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے ، اس کا دیا ہوا روپیہ ناداروں کے کام آئے گا ، نادار زردار ہو جائیں گے ، اس سے ضروریات خریدیں گے ، جن سے سودا کریں گے ، اپنے اموال ، اپنی اجناس اور اپنی مصنوعات کی فروخت سے مالدار ہو جائیں گے ، کون اس فائدہ کو حساب میں لا سکتا ہے ، جو اس سے پیدا ہو گئے ہیں ، سمندر میں کنکر میں پھینکنے سے ہلکی سی لہر پیدا ہوتی ، اس لہر کی کوکھ سے امواج متلاطم ہوئیں ، جس نظام میں خدا نہیں ہے ، اس میں وہ برکات کہاں ، جو اسلام میں ہیں ، جس کی عمارت کی بنیاد ہی توحید پر ہے ،

راہ خدا میں خرچ ہونے والے مال کی مثال

تیسرے پارے سورۂ بقرہ میں فرمایا ، مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم ،

جو لوگ خدا کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں ، ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے ، جیسے ایک دانہ بویا جائے ، اور اس سے سات بالیں نکلیں ، اور ہر بالی میں سو (۱۰۰) دانے ہوں ، اس طرح اللہ جس کے مال کو چاہتا ہے افزونی عطا فرماتا ہے ، وہ اللہ فراخ دست بھی ہے ، اور علیم بھی ہے ، یہ اضافہ و افزونی مال کی مثال ہے ، اس سے آئینہ ہو سکتا ہے ، کہ اس سے اثر پذیر ہو کر ایک مومن بڑی فراخ حوصلگی سے خدا کی راہ میں اپنی کمائی خرچ کر سکتا ہے ، ورنہ بیج کیسا ہی اچھا کیوں نہ ہو ، ضروری ہے کہ اسے اچھی زمین میں بویا جائے ، اگر دل ہی تنگی کا شکار ہو ، تو انسان انفاق مال پر آمادہ و مستعد نہیں ہو سکتا ہے ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا مال وارثوں کا مال

نسائی شریف کی حدیث مبارکہ میں ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں، رسولِ خدا نے صحابہؓ سے فرمایا، تم میں سے کون ہے جسے وارثوں کا مال خود اپنے مال سے زیادہ پیارا ہے؟ صحابہؓ نے کہا، اے اللہ کے رسولؐ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جسے اپنا مال پیارا نہ ہو، آپؐ نے فرمایا، بیشک تم میں سے ہر ایک کا اصل مال وہ ہے جسے تم راہِ خدا میں خرچ کرتے ہو اپنے لئے ذخیرہ کر لو، اور وارثوں کا مال وہ ہے، جسے تم پیچھے چھوڑ جاتے ہو۔ مسلمان کا ایمان ہے کہ اگلی دنیا ہے اور وہ ابدی ہے، دائمی ہے۔ اس دنیا کے مقابلے میں وہ دنیا غایت درجے کی زیادہ اہمیت رکھتی ہے، قاعدہ کی بات ہے، روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ آدمی گھر کے لیے بہ نسبت سرائے کے زیادہ سامان مہیا کرتا ہے، گھر آخرت کی نسبت سرائے کی حیثیت رکھتا ہے،

عاقبت ہے دائمی دنیا مقامِ عارضی
عقل کہتی ہے کہ سامان حسبِ منزل چاہیئے

یہ تصور، یہ کامل یقین، کہ راہِ خدا میں صرف کردہ مال انسان کو عقبےٰ میں کام آئے گا، حقیقت میں انسان کا اپنا اور اصلی مال وہی ہے کہ جو اس کے لیے دائمی دنیا میں کام آئے گا، آدمی کو قدرتاً اس پر آمادہ کرتا ہے اکساتا ہے، دل و جان سے راغب کرتا ہے کہ وہ اپنی اخروی زندگی کے لئے اس زندگی میں زیادہ سے زیادہ مال خدا تعالیٰ کی مخلوق، اولادِ آدم کے سود و بہبود کے لئے کھلے ہوئے دل سے خرچ کرے، آخرت پر اعتقاد انسانوں کو غایت درجے کا کریم النفس اور ہمدردِ خلائق بنا دیتا ہے،

ایک درہم اور لاکھ درہم

حدیث کی کتاب نسائی شریف اور حاکم شریف میں ہے، حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے فرمایا، ایک درہم لاکھ درہموں سے بڑھ گیا، ایک شخص گویا ہوا، اے اللہ کے رسولؐ یہ کیسے؟ آپؐ نے فرمایا، ایک نہایت مالدار شخص اپنے مال میں سے ایک لاکھ درہم صدقہ کرتے ہیں، اور دوسرا شخص جس کے پاس کل دو درہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور اپنے مال میں سے ایک درہم صدقہ کر دے، تو قلیل المال کا یہ ایک درہم کثیر المال شخص کے ایک درہم سے اللہ کے نزدیک ثواب میں کہیں بڑھ چڑھ کر ہوگا"

ظاہر ہے کہ کثیر مال والے نے جو لاکھ درہم خدا کی راہ میں دیئے ہیں، یہ اس کے کل مال کا نصف نہیں ہے، بلکہ اس کثیر کا ایک قلیل جزو ہے، مگر قلیل مال والے نے جس کی کل جائداد دو درہم ہے، اس نے جو ایک درہم خرچ کیا ہے، وہ اس کی ساری متاع کا نصف حصہ ہے، بلاشبہ اس کا ایک درہم ایک لاکھ درہم سے بڑھ چڑھ کر ہے، احادیث میں ہے کہ صحابہؓ نے جہاد میں بے شمار روپیہ صرف کیا، یہ خصوصیت حضرت ابوبکرؓ کی ہے کہ انہوں نے غزوۂ تبوک میں اپنی ساری جائداد خرچ کر دی، گو رقم کی مقدار کے اعتبار سے یہ دوسرے حضرات کی رقوم سے کم تھی، مگر چونکہ آپ نے سارا مال دے دیا، اس لیے صدیقؓ کا مقام سب سے اونچا تھا، صحابہؓ محنت مزدوری کر کے جو تھوڑی سی رقم حاصل کرتے تھے، اس کا کافی حصہ راہِ خدا میں صرف کر دیتے تھے، ظاہر ہے کہ اگر قوم کا ہر فرد شمعِ ایثار کا پروانہ بن جائے، پیاسے جود و کرم کا دیوانہ بن جائے، تو قوم راحت و اطمینان کی دولت سے مالا مال ہو جاتی ہے۔

تاریخ کی شہادت

ہر حال مستقبل سے وابستہ ہوتا ہے، تاریخ شاہد ہے کہ فرزندانِ توحید کو فردوسی زندگی کی تڑپ، اور حشر میں کامرانی و شادمانی کی جستجو نے خدا کی خوشنودی کے لیے زحمت و راحت بنا دیا، انہوں نے اپنے املاک محتاجوں، مزدوروں، بیماروں، یتیموں اور بیواؤں کے لیے وقف کر دیئے، جانوروں اور پرندوں کے لیے شفاخانے بنائے، سرائیں تعمیر کیں، یتیم خانے بنائے، ان کی کریم النفسی، انسان دوستی، جانوروں پر مہربانی کرنے کی خوبی، ان نیک جذبات اور ان شفقت آمیز احساسات سے ابھری اور چمکی، جن کا نشو و نما و ارتقاء تعلیماتِ اسلام کے سبب سے ہوا، پورے وثوق سے علیٰ وجہ البصیرت کہا جا سکتا ہے کہ جیسا مالی انتظام میں مادی، معاشی ترقی، اخلاقی و روحانی ارجمندی، شادمانی و کامرانی کا ہر نقشہ تیجی اور

www.KitaboSunnat.com

کا ساتھ ہوتا ہے، یہ نعمت، خدا فراموش راس المالی اور لادینی اشتمالی نظام کو میسر نہیں ہے۔

بیت المالی نظام کے امام و سردار

صاحب اختیار و اقتدار لوگ کار

آنحضرتؐ نے توحید و نبوت کی دعوت مکہ مکرمہ سے شروع فرمائی، اور واضح فرمایا، کہ جو لوگ اسلام قبول کر لیں گے، اللہ انہیں دنیا میں اقتدار و اختیار سے بھی نوازے گا، آپؐ نے ۱۳ سال مکہ میں دین پھیلایا، آپ نے اور آپ کے ساتھ ۱۵۰ فرزندان توحید نے اپنے وطن سے ہجرت کی اور وہ مدینہ منورہ میں اقامت گزیں ہو گئے، قرآن مجید کے ۱۷ ویں پارے سورۂ حج میں مذکور ہے، کہ مسلمانوں پر کفار نے حملہ کیا، اللہ نے فرزندان توحید کو نصرت سے نوازا، اور فرمایا،

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا، اللہ تعالیٰ مومنوں کا دفاع فرماتا ہے، ظاہر ہے کہ اللہ کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے، وہ انہی کی مدد فرماتا ہے، جو اس کی مدد کے مستحق ہوتے ہیں، سیدھی بات ہے، کہ وہ کامیاب ہوں گے جن کی وہ اعانت فرمائے گا اور ان کے دشمن ناکام ہوں گے، فرمایا، وہ مومنوں کے دشمنوں کو ناکام اس لئے کرتا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ، بیشک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں اور کفران نعمت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا، اس آیہ مبارکہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی، کہ جن مسلمانوں کو خدا کے کرم نے اپنی دست گیری سے مشرف فرمایا، وہ دیانت دار تھے، وفا شعار تھے، ان پر حملہ کرنے والے کفار خیانت کار تھے، ناشکر گزار تھے، اعانت ربانی یوں صورت پذیر ہوئی، أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو جو اپنی نیکی اور خدا دوستی کے باعث اللہ کے پیارے ہیں، انہیں اجازت دیتا ہے، کہ وہ بھی لڑ سکتے ہیں، اُن سے جو لڑ رہے ہیں اُن سے، کیونکہ ان پر ظلم ہوا ہے، یہاں مسلمانوں کی بابت دو دو حقائق کا اضافہ فرمایا، ان پر حملہ کیا گیا ہے، وہ مظلوم ہیں، کفار حملہ آور ہیں، ظالم ہیں، مسلمانوں پر حملہ ہوا ہے، وہ مظلوم ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ ، اللہ تعالیٰ یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے ، دونوں فریقوں کی روداد یہ ہے ، اِنَّ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ ، یہ وہ لوگ ہیں جن کو نکال دیا گیا ہے ان کو ناحق ان کے گھروں سے ، کافروں نے مسلمانوں کو ناحق ان کے وطن مکہ سے ان کے گھروں سے نکال دیا ، ایسا کیوں ہوا ، اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ، کافروں کو مسلمانوں کا یہ اعتقاد گوارا نہیں تھا ، کہ ان کا خالق ، ان کی پرورش کرنے والا انہیں کمال پر پہنچانے والا ان کا اللہ ہے ، ظاہر و باہر ہے ، کہ ایسے لوگ جو خدا کے پرستار اور یکتا ہوں ، اور جنہوں نے خدا کے لئے گھر بار سے ہجرت گوارا کرلی ہو ، وہ قدرت کی اعانت کے مستحق ہیں ، یہ تھا صحابہؓ کا ماضی و حال ، ان کے مستقبل کی کیفیت یہ بیان کی ، اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ، یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں دسترس دیں ، تو نماز کا انتظام کریں گے ، اور زکوٰۃ دینگے اور نیکی کا حکم کرینگے اور بدی سے روکیں گے ، اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے ، ایسا ہی ہوا ، مہاجرین اللہ والے تھے دیانت کے پیکر تھے ، خدا کی نصرت کے مستحق تھے ، اللہ کے محبوب تھے ، اسلام کے فدائی تھے ، رسولؐ کے شیدائی تھے ، وہ گھر چھوڑ کر آئے ، انہیں ممالک عطا ہوئے ، انہوں نے نماز و زکوٰۃ کا نظام قائم کیا ، ان میں سے کوئی بھی نماز سے بے نیاز نہ تھا ، ان کی مالی حالت اچھی تھی ، وہ نیکی کا حکم کرتے تھے ، برائیوں سے روکتے تھے ، ان کی حکومت مثالی حکومت تھی ہمارا فرض ان کا اتباع ہے ، ہمارا ایمان ہے کہ حکومت کا بنیادی فریضہ یہ ہے ، کہ وہ سرحد اسلامی کا تحفظ کرے ، جو اس میں آباد ہوں ، وہ اپنے گھروں میں آرام اور چین کی زندگی بسر کریں ، ان کی جانیں ، ان کے اموال ، ان کا ننگ و ناموس محفوظ رہے ، انہیں معلوم ہو ، نیکی کیا ہے ، بدی کیا ہے ، ان کا علم وسیع ہو ، ان کے اعمال اچھے ہوں ، وہ نمازی ہوں ، مجاہد ہوں خوشحال ہوں ، ان کی زندگی اسلامی ہو ، وہ خیانت کا شکار نہ ہوں ، دیانتدار ہوں ، وہ خدا کے شکر گذار ہوں ، یہ تھے بیت المالی نظام کے امام و سردار ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہترین اُمت کا بہترین خدمت

تیسرے پارے آلِ عمران میں فرمایا ،

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ، تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ، وَتَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ، تم بہترین امت ہو، پیدا کئے گئے ہو، بنی نوع انسان کے لئے، حکم کرتے ہو نیکی کا، روکتے ہو بدیوں سے، صاف بات یہ ہے، کہ دنیا میں جتنے اختلافات ہیں ان کی بنیاد اختلاف نقطۂ نظر و آراء ہے۔ مسلمانوں کا نظریۂ حیات اقوام عالم کے نظریۂ حیات سے مختلف ہے، اوپر جو آیت سورۂ حج کی درج کی گئی ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے، کہ اولین مسلمان ساکنانِ مکہ تھے، انہوں نے دین قبول کیا، وہ بڑے نیک لوگ تھے، تاہم محض اس بنا پر کہ وہ مسلمان ہیں، ان کے پڑوسی، ہم وطن، ہم قوم، ان کے دشمن ہو گئے، دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ تھی، وہ تھوڑے تھے، انہیں مکہ مکرمہ سے نکال دیا گیا، ان کے مکانات، ان کے باغات، ان کے مویشیوں، ان کے اموال و متاع پر کفار نے قبضہ کر لیا، وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے، ان کا کفار کے نزدیک جرم یہ تھا، کہ وہ خدا پرست تھے، مدینہ میں بھی انہیں آرام سے رہنے نہ دیا گیا، ان پر حملہ کیا گیا، مذہب کے اختلاف پر جب ان کے عزیزوں نے ان پر مظالم توڑے، تو ان مسلمانوں کا حال کیا ہوگا، جو ایمان لائیں گے، اور غیر مسلم انہیں ستائیں گے، لامحالہ ضروری ہے کہ مسلمانوں کے پاس قوت بھی ہو، تاکہ وہ دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رہیں، انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ نیکی کا حکم کریں، بدی سے روکیں، ان فرائض کی سرانجام دہی کے لئے طاقت ایک ضروری تدبیر تحفظ ہے، بلاشبہ اس ملت سے بہترین ملت اور کون ہو سکتی ہے، جس کا فریضۂ حیات یہ ہے، کہ وہ خدا کی مخلوق کو نیکیوں کی دعوت دے، اور انہیں برائیوں سے باز رکھے، ناصح کی بات عموماً تلخ ہی معلوم ہوتی ہے، آپ آزما کر دیکھ لیں، آپ کتنی ہی نرمی، کتنی ہی معقولیت کے ساتھ اپنا نکتۂ نگاہ کیوں نہ پیش کریں، جو لوگ بدیوں میں مبتلا ہوں، جرائم کے دلدادہ ہوں، آپ انہیں سمجھانے کی کوشش کریں، آپ کتنی ہی عاجزی اور محبت کا اظہار کیوں نہ کریں، وہ ضرور آپ سے الجھیں گے، اگر آپ بالکل کمزور ہوں گے، تو آپ اپنا مشن بہت مشکل سے جاری رکھ سکیں گے، آپ کا دین ہے، مکمل، آپ کا دیگر اقوام سے سیاسی، تمدنی، معاشرتی، اخلاقی، اختلاف ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کا دین ہے عالمگیر، آپ کے بھائی ہر دیار میں ہوں گے، آپ کے دل میں ان کی محبت ہو گی، انسانیت کا درد ہو گا، اگر آپ بالکل بے طاقت بے اقتدار ہوں گے، تو آپ اپنے بھائیوں کی مدد نہیں کر سکیں گے، آپ مخلوقِ خدا کی بہترین خدمت کی سرانجام دہی کے قابل نہیں ہو سکیں گے۔

اللہ تعالےٰ نے جن مقدس نفوس کی نسبت یہ فرمایا، کہ وہ بہترین خلائق ہیں، ان کی نسبت یہ بھی فرمایا، کہ ہم انہیں اقتدار سے بھی نوازیں گے،

ہمارا فرض ہے، کہ ان کی راہوں پر گامزن ہو جائیں، خود اچھے بنیں، لوگوں کو اچھا بننے کی دعوت دیں، برائیوں سے اجتناب کریں، عامۃ الناس کو ان سے باز رکھیں، ہمارا فرض ہے، کہ ہم کردگار سے حصول اقتدار، بقائے اقتدار، ارتقائے کی بھی التجا کریں، اس کے لئے سعی کریں، مبلغ کا وجود بڑا قیمتی ہے، اگر وہ اپنی صحت کی حفاظت کرتا ہے، اور یہ تڑپ رکھتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اسلام کا گرویدہ بنائے، نیکیوں کے چراغ روشن کرے، اور برائیوں سے انسانوں کو بچائے، تو اس کے لئے لازمی ہے، کہ وہ ذی شعور، بہی خواہ عوام، خدا دوست ہونے کے ساتھ ہی تنومند، چاق اور چوبند بھی ہو، احکام اسلام کی داعی، اور ان کو نافذ کرنے والی حکومت لابدی ہے کہ غایت درجے کی قوی، مضبوط اور مستحکم ہو،

ریاست کی ذمہ داریاں

اس کا پہلا فریضہ ہے اقیام نظام صلوٰۃ، نماز گھر میں بھی پڑھی جاتی ہیں، اور مسجد میں بھی فرائض کی ادائیگی بالعموم مساجد میں ہوتی ہے، نماز باجماعت لازمی ہے، ہر نمازی کا نصب العین ہے عبادت، سب حق کی عبادت کرتے ہیں، سب باوضو ہوتے ہیں، سب کا رخ جانب کعبہ ہوتا ہے، ان کا ایک امام ہوتا ہے، مساوات اور اخوت کا جو درس نماز سے حاصل ہوتا ہے، اس کی نظیر نہیں، اس سے دل و دماغ، اور روح میں یاد خدا، بنی نوع انسان کے لئے سلامتی و خیر کی تمنا، اور مساوات، اخوت جاگزیں ہو جاتی ہے، وہ اکیلا بھی نماز پڑھتا ہے، تو یہی التجا کرتا ہے اهدنا الصراط المستقيم، اے پروردگار ہمیں راہ راست پر گامزن رہنے کی توفیق مرحمت فرما، وہ یہ آرزو کرتا ہے، ربنا آتنا فی الدنیا حسنة

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفی الاٰخرۃ حسنۃ، اے پروردگار ہم سب کی دنیا سنوار دے، اور ہماری عاقبت بہتر بنا دے، وہ دیکھتا ہے، کہ اسلام کی ہدایت یہ ہے، کہ رنگ، قوم، ذات، منصب کی تمیز کے بغیر سب ایک قطار میں کھڑے ہوتے ہیں، جو دیر سے آتا ہے، تو پچھلی صف میں کھڑا ہوتا ہے، اور جو کوئی پہلے آتا ہے، تو پہلی قطار میں ہوتا ہے، امام وہی ہوتا ہے، جو علم و زہد میں فائق ہوتا ہے، یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اس کا رنگ کیا ہے، وہ کس قوم کا ہے، نظر اس کے علم اور تقویٰ پر ہوتی ہے، دن میں پانچ مرتبہ یہ نظارہ اخوت و مساوات و تفوق تقویٰ و علم نفس انسانی پر خاص گونہ تاثر پیدا کرتا ہے، اور وہ چاہتا ہے، کہ مسجد سے باہر بھی یہ کیفیت نظر آئے، وہ یہ جانتا ہے، کہ جو سانولے رنگ کا ہے، وہ سرخ نہیں ہو سکتا، جو گورا ہے وہ کالا نہیں ہو سکتا، اس میں مساوات کی طلب دیوانگی ہے، وہ یہ ضرور چاہتا ہے، کہ جس طرح کی اچھی خوراک اسے میسر ہے اس کے بھائی کو بھی میسر ہو، انسان بھوکے نہ رہیں، یہ مساوات ممکن ہے، مطلوب ہے، کہ سب کو روٹی، کپڑا، جھونپڑا، علم، صحت، توانائی نصیب ہو، وہ دیکھتا ہے، کہ ایک شخص کے ۳ بھائی، دو بیٹے، ایک باپ، تایا، ماموں مسجد میں ہیں، اور اس کا اپنا رشتہ دار صرف ایک بھائی ہے، اگر وہ چاہتا ہے کہ اس شخص کے باقی رشتہ دار فوت ہو جائیں، اور وہ اور اس کا صرف ایک بھائی رہ جائے، تاکہ اس بات میں وہ مساوی ہو جائیں، تو یہ خواہش جہالت ہے ظالمانہ ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ نادان دولت مند ایک مفلس کو اپنی ثروت کے باعث ٹکنے نہیں دیتا، اپنے اثر و رسوخ کے گھمنڈ کا صید زبوں ہو کر وہ اپنے ناتواں پڑوسی پر ظلم کرتا ہے، بسا اوقات یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ زیادہ کنبہ والا رشتہ داروں والا کہ اپنے عزیزوں کی کثرت اور ان کی مجموعی طاقت کے بل بوتے پہ کمزوروں کو دکھ دیتا ہے، اس کا علاج یہ نہیں، کہ ان کو جان سے مار دیا جائے، یا ان کے ابدان سے خون نکال کر کمزوروں کے اجسام میں داخل کر دیا جائے، اور خون و طاقت کے لحاظ سے ان میں مساوات کرا دی جائے اس برابری کا تخیل نادانی ہے جنون ہے، البتہ یہ جذبہ مساوات مبارک ہے، محبوب و مرغوب ہے، کہ کوئی بھوکا نہ ہو، کوئی عریاں یا نیم عریاں نہ ہو، کوئی بیمار نہ ہو، بے گھر نہ ہو، علم سے محروم نہ ہو، عبادت سے روگرداں نہ ہو، مبارک ہے وہ ریاست جو قیام صلوٰۃ کے نظام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی علمبردار ہے، نماز کی ایک خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ وہ بے حیائیوں سے روکتی ہے، اور گناہوں سے بچاتی ہے، ریاست اسلامی کا فرض ہے کہ وہ رعایا کو بے حیائیوں اور فحش کاریوں سے محفوظ رکھنے کے درپے ہو، اور اس کے لئے مؤثر تدابیر اختیار کرے، یہ اجتناب انسان کی معاشی حالت کو بڑے عمدہ طریق پر بہتر اور خوش تر بنا سکتا ہے، ریاست کا فرض ہے، کہ وہ یہ دیکھے کہ کوئی بے نمازی نہ ہو، سب باجماعت نماز ادا کریں، مساجد کا ماحول جاذب دل ہو، امام خوش خلق ہو، ذی عقل ہو، فاضل ہو، فہمیدہ ہو، حقائق شناس ہو، خوش خو، خوش گلو ہو، مسجد تربیت و تدریس کا مرکز ہو، اتحاد و ایثار کی درسگاہ ہو، روحانیت کا سرچشمہ ہو، اخلاق آموزی کا مکتب ہو، وہاں سے مسلمان اخوت، مساوات، عبادت، محبت، خیر و عافیت کا نور حاصل کریں، ہر ایک پر روشن ہو کہ محلہ کا ہر فرد مسجد میں آتا ہے، جو نہیں آیا، اس کی راہ کس نے روکی، اسے کیا تکلیف ہے، کوئی بھوکا تو نہیں، پیاسا تو نہیں، لباس نہ ہونے کے باعث آزردہ تو نہیں، نمازی ایک دوسرے کی تکلیف دور کرنے کی سعی کریں، بے روزگار کے لئے روزگار کا انتظام کریں، یہ پانچ مرتبہ کی ملاقات، زیارت ایک دوسرے کے اصلی روزگار سے آگاہی بے شمار برکتوں کی کان ہے، تمدن کی جان ہے، معاشرت کی روح ہے، پورے محلے کا اجتماع ممکن نہیں، کہ بھوکوں کے لئے طعام، یتامیٰ کی پرورش، اور مفلسوں کے لئے لباس کے اہتمام سے قاصر رہے، غرض تمام ضروریات دینی و دنیوی کا کفیل و ضامن ہے، تاریخ شاہد ہے کہ مساجد نے فرزندانِ توحید کو نکوکار، وفا شعار، خوددار، اور تاجدار بنا دیا، رنج ہے کہ آج

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

قوم تماشا گاہوں یعنی رقص و سرود کی محفلوں میں، شراب خانوں میں، کلبوں میں، قمار خانوں میں، سینماؤں میں، ہوٹلوں میں، نائٹ کلبوں میں، غایت درجے کی سرگرمی دکھاتی ہے، رونا یہ ہے کہ

اب نظر آتی نہیں وہ مسجدوں کے فرش پر، قوم نے اتنی ترقی کی کہ پہنچی عرش پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوان، اور امراء مساوات و اخوت سے بے نیاز معلوم ہوتے ہیں، اور مسجدوں میں شرفاء و ضعفاء ہی زیادہ تر صف آرا ہوتے ہیں، ریاست اسلامی کا فریضہ ہے کہ اپنے اس فریضہ اور اپنی اس ذمہ داری پر بھی متوجہ ہو، ورنہ وہ حقیقی معنوں میں اسلامی ریاست کہلانے کی مستحق نہیں ہو سکتی،

دل لیا ہے تو یاد بھی رکھنا
تم کو عادت ہے بھول جانے کی

قیام نظام زکوٰۃ

اسلامی ریاست کا دوسرا فریضہ قیام نظام زکوٰۃ ہے، اس سے مقصود مفلسوں، محتاجوں، غلاموں، مسافروں، مقروضوں، مجاہدوں کی اعانت ہے، حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایسی تدابیر اختیار کرے، کہ دولت کا پھیلاؤ ہو، ہر فرد خوشحال ہو، ثروت چند ہاتھوں تک محدود نہ رہے، مال پر صرف چند افراد یا گروہوں کا تصرف نہ ہو، بلکہ اس کی گردش عام ہو، حکومت اکتناز روپیہ کو بے کار جمع رکھنے کو روک سکے، رعایا کو نمازی، غازی، دیانت دار، تاجر، صنعت کار، مزدکار، زرکار، عابد، متقی، نکوکار، غیور، بہادر، آئین پسند بنانے کا اہتمام کرے، قانون کا احترام کرانا اس کا اہم فریضہ ہے، فسق، فجور، معصیت، فساد، بغاوت کی روک تھام لابدی ہے، انسانی جہالت، بھوک، ناداری، ٹھکانہ سے محرومی، لباس نہ ہونے کے باعث قانون شکنی اور غیر اسلامی حرکات پر مجبور ہو جاتا ہے، لہٰذا ان کا انسداد حکومت کا فریضہ ہے، کفالت عامہ حکومت پر واجب ہے، کفالت عامہ سے مراد یہ ہے کہ ملک کے حدود کے اندر بسنے والے ہر انسان کی بنیادی ضروریات حیات کی تکمیل کا اہتمام کرے، یہ اہتمام اس حد تک ہونا چاہئے کہ کوئی فرد ان ضروریات سے محروم نہ رہے، ان مبادی ضرورتوں میں غذا، لباس، مکان، تعلیم اور علاج، لازماً شامل ہیں، حکومت خدا کے سامنے ذمہ دار ہے، اگر اس کے ملک میں پرندے، چرندے بھوکے پیاسے مر جائیں گے، تو اس باب میں بھی اس سے باز پرس ہوگی، حدیث نبوی ہے، ہر فرد کسی نہ کسی گوشے میں اقتدار کا مالک ہے، ہر ایک راعی ہے، اس کی رعیت ہے، ہر ایک سے اس کی رعیت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب میں سوال ہوگا، وہ خود نیک بنا ہے یا نہیں؟ اس نے رعیت کی عافیت اور اس کے کردار کی طہارت کا مقدور بھر اہتمام کیا ہے یا نہیں، حکومت کا اقتدار وسیع ہے، اسلامی نظام کی رو سے حکومت، امانت ہے، ہر حاکم امین ہے، صحابہؓ کی مدح اس لیئے کی گئی کہ وہ امین تھے، دیانت دار تھے، جو داعی یا حاکم یا عامل اپنے فرائض میں خیانت یا کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہے، اسلامی حکومت کا فرض ہے، کہ وہ معاشی نظام کو اس طرح بروئے کار لائے کہ جس میں نہ جماعتی قارونیت وجود پذیر ہو سکے، اور نہ شخصی قارونیت، اور نہ فاقہ کشی و غربت کے جگر سوز، دلگداز نظارے دیکھنے میں آئیں۔ نوع انسانی کی مرفہ الحالی، فارغ البالی، اخلاقی ارجمندی، روحانی سربلندی، ہر مسلم فرد کی جماعت، حکومت کا فریضہ ہے۔

حکومت اور ضروری اخراجات کی کفالت

حدیث نبوی ہے " الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ (ترمذی شریف) یاد رکھو تم میں سے ہر ایک شخص نگران ہے، اور جس کا نگران ہے، اس کے متعلق اسے جواب دہی کرنی پڑے گی۔"

حکومت کا فرض ہے، کہ وہ یہ دیکھے، ہر ایک شخص اپنے فرائض ادا کر رہا ہے یا کوتاہی کر رہا ہے؟ اس کے ذمے جن کے حقوق ہیں، وہ انہیں ادا کر رہا ہے یا نہیں کر رہا؟ جن کے حق انہیں دیئے جا رہے، وہ حکومت کو متوجہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس باب میں حکومت کی ذمہ داری کیا ہے؟ بروئے اسلام تمول اور معاشی استطاعت کے ساتھ ساتھ انسان کی معاشی ذمہ داریاں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے، بیوی بچوں کی ذمہ داری، اور ان پر خرچ کرنے کا حق واضح امر ہے" اگر شوہر بیوی کو نان نفقہ نہ دے، تو بیوی کو شرعاً یہ حق ہے، کہ وہ قاضی کی عدالت میں دعوے کرے، حکومت اسے یہ حق دلائے گی، شریعت اسلامیہ بشرط استطاعت وضرورت قریبی اور دور دور کے اعزہ و اقارب، پاس پڑوس والوں اور جان پہچان والوں کی ذمہ داری بھی انسان پر عائد کرتی ہے، ۲۶ ویں پارہ سورۂ ذاریات میں ہے، " وفی اموالھم حق السائل والمحروم" اور ان کے اموال میں سائل اور محروم افراد کا بھی حق ہے، الفاظ واضح کر رہے ہیں کہ مالدار پر زکوٰۃ وغیرہ صدقات واجبہ کے علاوہ بھی سائل اور محروم کے باب میں ضروری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخراجات کی کفالت کا بار ہے ، یہ انفاق (خرچ کرنا) دوسرے واجب وضروری اخراجات کی طرح قانونی حیثیت رکھتا ہے ، اس کی نوعیت محض اخلاقی نہیں ہے ، اہل حق اس کا قانوناً مطالبہ کر سکتے ہیں اور حکومت اسلامی پر ان کی دادرسی واجب ہے ، حضرت صدیق اکبرؓ نے واضح ترین الفاظ میں اپنے خطبۂ خلافت میں اس کا اعلان فرمایا ، اور سب کو بتایا ، کہ ضعیف کا قوی پر جو حق ہے اس کو دلانا حکومت کا اہم فرض ہے ، بیت المالی نظام کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے انفاق فی سبیل اللہ (راہ حق پر خرچ کرنا) کو لازمی جزو قرار دیا ہے ، یہی وہ چیز ہے کہ جس سے معاشی توازن قائم کیا جا سکتا ہے ، حکومت مالداروں کو مجبور کر سکتی ہے ، کہ وہ نادار عزیزوں پڑوسیوں کی کفالت کریں ، حکومت ان پر ٹیکس لگا سکتی ہے ، اس کا فرض یہ ہے کہ وہ دیکھے کہ اس کی قلمرو میں کوئی بھی بھوک ، عریانی کا شکار نہ ہو ، کوئی بیمار علاج سے محروم نہ رہے ، کوئی علم سے بے بہرہ نہ رہے ، ہر ایک کو ٹھکانہ میسر ہو ، صدقات واجبہ اور یہ کفالت دل سے جذبۂ زر اندوزی کو دور کر دیتی ہیں ، اور خدا کی مخلوق پر دل کھول کر خرچ کرنے کا شدید میلان پیدا کر دیتی ہیں ، اور اس کے ساتھ ہی یہ یقین کہ ان اقدامات سے خدا خوش ہوتا ہے ، رسول مقبول ﷺ کی دعائیں حاصل ہوتی ہیں ، انسان خرچ کرنے میں خاص لذت ، حظ اور سرور محسوس کرتا ہے ، یہ زر تجوریوں میں جانے کے بجائے زیر زمین دفن ہو جانے کے بجائے مالداروں کے ہاتھ سے نکل کر ہاتھوں ہاتھ منڈیوں میں بازاروں میں حق داروں کے گھروں میں پہنچ جاتا ہے جہاں وہ اجرت کی صورت اختیار کر کے مزدوروں کی رفاقت کرتا ہے ، اصل کی شکل میں تاجروں اور کاروباری اشخاص کی استطاعت میں اضافہ کرتا ہے ، صارفین کا معاون بن کر ان کی قوت خرید کو بڑھاتا ہے اور ارزانی اشیاء پیدا کر کے پورے معاشرے کے لطف میں اضافہ کرتا ہے ، سوچنے اور غور کرنے کی بات ہے ، وہ بنجر زمین جس کی آبیاری محض لاحاصل تصور کی جاتی ہے ، اور جسے دولت کے میٹھے پانی کے ایک گھونٹ کا بھی مستحق نہیں خیال کیا جاتا ، بیت المالی نظام کے طفیل کس قدر زرخیز ہو جاتی ہے ، اور کس قدر سونا اگلنے لگتی ہے ، قرآن کا فرمان ہے ، وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ " اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو ، ہر وہ معاشی نظام جس کے پاس خدا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی راہ میں خرچ کرنے کا، سرمایہ نہیں رہے گا۔ جو اس کے استعمال کا صحیح طریقہ نہیں جانتا، وہ تہی دست ہے، اور اس کی یہ بے مائیگی معاشرے کے لئے بلاشبہ مہلک ہے۔

دولت کی گردش

ان احکام سے مقصود یہ ہے کہ دولت چند افراد و احزاب کے درمیان چکر کھاتی اور گھومتی نہ رہے۔ آنحضرتؐ کے عہد میں ایک یہودی قبیلہ کو اس کی بدعہدی، سازش، اور فساد انگیزی کی وجہ سے جلاوطن کر دیا گیا، ان کی غیر منقولہ جائداد اور ان کے اموال کی تقسیم کا مسئلہ درپیش ہوا۔ شریعت کی رو سے اس طرح سے جو مال مسلمانوں کو بحیثیت حاکمہ کے ہاتھ آئے اسے مالِ فے کہا جاتا ہے۔ اس مال کی بابت خدا کا یہ حکم نازل ہوا۔

مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ

(پارہ ۲۸ سورہ حشر)

ان آبادیوں کا جو مال اللہ نے رسولؐ کو عطا کیا ہے، وہ اللہ کے لئے ہے رسولؐ کے لئے ہے، اقربا، یتامیٰ، مساکین اور مسافروں کے لئے ہے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ دولت تمہارے صاحب ثروت افراد و احزاب کے درمیان چکر کھاتی رہے۔ قرآن مجید نے حکومت کے ذمے یہ فرض عائد کیا ہے کہ وہ اکتناز مال کے تمام راہیں بند رکھے، اور دولت کے دائرہ کی تحدید کو روکے، چاندی اور سونے کی ظروف کی ساخت اور ان کے استعمال کو روکے، یہ جنس ساری دنیا میں آلۂ مبادلہ تصور کی جاتی ہے، اگر اس میں کمی رونما ہوگی تو بڑا نقصان دہ ہوگی، ایسے ہی حکومت کا فرض ہے کہ اسراف کو روکے، تبذیر کو روکے، فحاشی، عیاشی کو روکے، دولت کے معاشرے کو صحیح راہ پر رواں دواں ہونے کا اہتمام کرے۔ بیت المال نظام رحمت، رحیمیت و رحمانیت کا قیام ہے، اس کی رو سے ہر فرد میں یہ جذبہ پیدا کیا جاتا ہے کہ وہ حرام سے نفرت کرے، حلال کا طالب ہو، حلال ذرائع سے خوب کمائے، خدا کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرے، جس معاشرے کا ہر فرد طالب خیر ہو، خدا کی خوشنودی کا خواہاں ہو، اور خدا کی مخلوق کی خدمت کو خدا کی خدمت تصور کرتا ہو، دولت میں اضافہ کے ساتھ خدا کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہ میں بیش از بیش خرچ کرنے کو لازمی تصور کرتا ہو، بالآخر وہ معاشرہ جنت ہے

حقائق، شواہد، نظائر

مذکورہ آیہ مبارکہ صاف اور واشگاف الفاظ میں واضح کرتی ہے، کہ مال و دولت کو اغنیاء کے درمیان گردش کرتے رہ جانے سے روکنا اسلامی ریاست کی معاشی حکمت عملی کا ایک اہم مقصد و فریضہ ہے، اس سے قطعی طور پر یہ بھی نمایاں ہوتا ہے، کہ اس مقصد کے حصول اور اس فریضہ کی سرانجام دہی کے لئے قانون زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے مناسب اقدام بھی کئے جا سکتے ہیں آنحضرتؐ کے عہد میں اس مدعا کو تین تدبیروں سے حاصل کیا گیا، ہر سال زکوٰۃ اور عشر کے ذریعے دولت مندوں کے مال کا ایک حصہ غریبوں کی طرف منتقل کیا گیا، فے کے مال کو غرباء کے درمیان بانٹ گیا، اور اصحاب ثروت کو بذریعہ ترغیب و تحریص و تلقین اس بات پر ابھارا گیا کہ وہ اہل حاجت کی مالی معاونت کریں، مدینہ منورہ سے یہودیوں کو ان کی پے در پے فساد آرائیوں، عہد شکنیوں، سازشوں، کے باعث نکال دیا گیا، انہوں نے آنحضرتؐ کو شہید کرنے کی سازش کی، کفار مکہ سے ساز باز کیا، ان سے معاہدہ کیا، کہ تم مکہ سے مدینہ پر حملہ کرو، ہم اندرونی طور پر ان پر حملہ کریں گے، اس تدبیر سے اسلام اور مسلمانوں کا خاتمہ کر دیا جائے گا، آنحضرتؐ نے ان کا مقابلہ کیا، یہود ناکام ہو گئے، قرآن کا بیان ہے، واورثکم ارضھم و دیارھم و اموالھم اللہ نے مسلمانوں کو یہودیوں کی متروکہ اراضیات، ان کے مکانات اور اموال کا وارث بنا دیا، آنحضرتؐ نے ان اراضیات کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، ان کے علاوہ اور جتنی فتوحات رسول اللہؐ کے زمانے میں ہوئی ہیں، ان سب کا انتظام آپ نے مفاد عامہ کے لحاظ سے کیا، جن سلطنتوں اور طاقتوں سے آپ نے جہاد فرمایا، ان تمام کی افواج کو بڑی معقول اور گراں قدر تنخواہیں ملتی تھیں، ان کی خوراک، پوشاک، اور رہائش کا انتظام حکومتیں کرتی تھیں، ان کیلئے بہترین خوراک، پوشاک کا اہتمام کیا جاتا تھا، مسلمانوں کو سب کچھ خود کرنا پڑتا تھا، کسی کی کوئی تنخواہ نہیں تھی، اوزار بھی از خود خریدتے تھے، مالدار صحابہؓ اس کے لئے اپنا مال پیش کرتے تھے، جب ناداری اور بے مائیگی کا زمانہ تھا، ہر کلمہ گو مجاہد تھا، اپنے اخراجات کا کفیل خود تھا، آنحضرتؐ نے اراضی کی تنظیم و تقسیم کا بہترین بندوبست کیا، آپ کے سامنے کسی خاص طبقہ یا جماعت یا خاندان کا فائدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں تھا، بلکہ خلق اللہ کے مفاد تھے، آپ کی نظر میں ملکیت کی حیثیت حق استعمال اور حق انتفاع سے زیادہ نہ تھی، آپ سلطنت و حکومت کے اعلیٰ سربراہ بھی تھے، آپ نے بعض املاک اس لئے اپنے تصرف میں رکھیں، تاکہ ان سے آپ اقرباء، یتامیٰ، مساکین، سائلین کی ضروریات کا اہتمام فرما سکیں،

تمام شہریوں کی سرپرستی

ترمذی شریف ابواب الفرائض باب ما جاء فی میراث الخال میں ہے، اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مَوْلٰی مَنْ لَا مَوْلٰی لَہٗ، جس کا کوئی سرپرست نہ ہو اس کا سرپرست ہے خدا اور خدا کا رسول،

ترمذی شریف اور ابو داؤد شریف کتاب النکاح باب الولی میں ہے، السلطان ولی من لا مولیٰ لہ، جس کا کوئی سرپرست نہ ہو اس کی سرپرست حکومت ہے، کتاب الاموال (مصنفہ ابو عبید) میں ہے، آنحضرتؐ نے ایک نو مسلم قبیلہ کے سردار کے نام یہ پیام بصورت تحریر ارسال فرمایا، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ مَوْلٰی غَنِیِّکُمْ وَفَقِیْرِکُمْ، بلاشبہ اللہ کا رسول تمہارے امیر اور غریب کا سرپست ہے،

خداوند تعالیٰ ان کے سامنے اس طرح نہیں تھا، جیسے ایک انسان دوسرے انسان کے سامنے ہوتا ہے، سب کا مالک اللہ ہے، کارساز اللہ ہے، مگر وہ نگاہوں سے اوجھل ہے، رسول لوگوں کے سامنے تھے، اللہ نے اپنے احکام ان پر نازل فرمائے، آپ نے ان پر عمل کر کے دکھایا، خزانوں کا مالک ہے اللہ، ان کے بانٹنے والے ہیں رسولؐ،

بخاری شریف کتاب النفقات میں ہے" قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَرَکَ مَالاً فَلِوَرَثَتِہٖ وَمَنْ تَرَکَ کَلًّا فَاِلَی اللّٰہِ وَرُبَّمَا قَالَ فَاِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ، جو شخص مر جائے اور مال چھوڑ جائے، وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے، اور جو ذمہ داریاں چھوڑ کر مرے، وہ اللہ کے ذمہ ہیں، اور کبھی یہ فرمایا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمے ہیں، ترمذی شریف میں ہے، فمن توفی وعلیہ دین فعلی قضاءہ، جو مقروض وفات پائے اس کے قرض کی ادائیگی میرے ذمے ہوگی، متعدد احادیث میں یہ مضمون ہے، آپ کا طریقہ عمل یہ تھا، جب کوئی فوت ہوتا آپ اس کے گھر میں تعزیت کے لئے جاتے اگر والوں سے پوچھتے، ہل علیہ دین، کیا اس مرنے والے کے ذمے کوئی قرضہ ہے، آپ فرماتے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْوِرَاثَةُ لِوَرَثَتِهِ، وَالدَّیْنُ لِیْ۔ اس کے مال کا ورثہ اس کے وارثوں کے لئے ہے اور قرضہ میرے ذمے ہے۔ یہ نصوص ظاہر کرتی ہیں کہ حکومت کے خزانوں میں اتنا مال ہونا چاہیئے، یہ یاست اپنی مالدار ہونی چاہیئے کہ وہ مقروضوں کے قرضہ جات اور بے مال یتیموں کی ضروریات کی ضامن و کفیل ہو سکتی ہو، صحابہؓ کے زمانے میں مسلمان زکوٰۃ دینے والے ہو گئے، ہر فرد ذی ثروت ہو گیا، حکومت غایت درجے کی مالدار ہو گئی، ان کے دلوں میں حرام مال سے نفرت تھی، وہ کاہل اور کام چور نہیں تھے، دیانت ان کا شیوہ تھا، ایک دوسرے کی ہمدردی ان کا وتیرہ تھا،

سنتِ صدیقؓ

آپ کے عہد میں بھی فوج کا کوئی علیحدہ شعبہ نہ تھا، مجاہدین کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی مشاہرہ مقرر نہیں تھا، آپ کے زمانے میں فئے کا جو مال آیا تو آپ نے عوام کے درمیان مساوی طور پر تقسیم کر دیا، چھوٹے بڑے آزاد غلام مرد عورت سب کو برابر کا حصہ دیا، جب بعض حضرات نے آپؓ سے یہ کہا کہ خدمتِ اسلام اور اسلام لانے میں سبقت کی بنا پر بعض کو زیادہ حصہ دینا چاہیئے، آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا،

وما ذکرتم من السوابق والقدوم والفضل، انما ثوابه علی الله جل ثناؤه وهذا معاش، فالاسوة فيه خير من الاثرة (کتاب الخراج قاضی ابو یوسفؒ)

اور یہ جو آپ نے اسلام میں سابقیت، اولیت، اور فضیلت کا ذکر کیا ہے، یہ ایسی خوبیاں ہیں، جن کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے (حمد و ثنا اللہ کے لئے ہے)، مگر یہ معاملہ معاش کا، اس میں مساوات کا برتاؤ ترجیحی سلوک سے بہتر ہے،

فاروقی طرزِ عمل

حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں ایران، عراق، مصر، شام، اسلام کے تصرف میں آ گئے، حکومت کی مالی استطاعت میں اضافہ ہوا، فوج کا شعبہ قائم کیا گیا، چھاؤنیاں تعمیر کی گئیں، آپ نے مجاہدین کے لئے تنخواہیں مقرر فرمائیں، عام رعایا کے لئے وظائف کا اہتمام کیا گیا، تاریخ طبری (مصنفہ علامہ ابن جریر طبری)، فتوح البلدان (مرتبہ علامہ بلاذری) میں مرقوم ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے یہ سالانہ وظائف اور نذرانے متعین فرما

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۲ ہزار درہم
۲- ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا	۶ " "
۳- ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	۶ " "
۴- دیگر امہات المومنین رضی اللہ عنہن اجمعین	۱۰-۱۰ ہزار "
۵- اصحاب بدر (جو صحابی رضی اللہ عنہم اجمعین ۲ ہجری کو غزوہ بدر میں شریک ہوئے)	۵-۵ ہزار "
۶- حضرت صفیہؓ (آنحضرتؐ کی پھوپھی)	۶ ہزار "
۷- حضرت عباسؓ (آنحضرت صلعم کے عم مکرم)	۵ " "
۸- حضرت امام حسنؓ (نواسۂ رسولؐ)	۵ " "
۹- حضرت امام حسینؓ (نواسۂ رسولؐ)	۵ " "
۱۰- حضرات انصار جو غزوہ بدر میں شریک تھے رضی اللہ عنہم اجمعین	۴-۴ " "
۱۱- سابقین فی الاسلام فی المدینہ رضی اللہ عنہم اجمعین	۴-۴ " "
۱۲- مہاجرین حبشہ و شرکاء غزوہ احد ۳ ہجری رضی اللہ عنہم اجمعین	۴-۴ " "
۱۳- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۴ " "
۱۴- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ	۴ " "
۱۵- حضرت عمر ابن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ	۴ " "
۱۶- حضرت عبداللہ ابن عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۳ " "
۱۷- مہاجرین قبل فتح مکہ رضی اللہ عنہم اجمعین	۳-۳ " "
۱۸- جن حضرات نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا، رضی اللہ عنہم اجمعین	۲-۲ " "

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹- اصحاب بدر اور مہاجرین کے بچے رضی اللہ عنہم اجمعین	۲ - ۲ ہزار درہم
۲۰- شرکار جنگ قادسیہ و یرموک رضی اللہ عنہم اجمعین	۲ - ۲ " "
۲۱- مہاجرات رضی اللہ عنہن اجمعین	۱ - ۱ " "
۲۲- مجاہدین لبعد از قادسیہ و یرموک رضی اللہ عنہم اجمعین	۳ - ۳ " "
۲۳- عامۃ المسلمین رضی اللہ عنہم اجمعین	۲ - ۴ " "

جن حضرات کے اسمائے گرامی رجسٹر میں درج کئے گئے، ان کے اہل وعیال کی تنخواہیں بھی مقرر کی گئیں، چنانچہ مہاجرینؓ و انصارؓ کی ازواج مقدسہ کی تنخواہ ۲ سو سے ۴ سو درہم تک سالانہ تھی، نوزائیدہ بچوں کے لئے ۱۰۰ درہم، جب بڑے ہوتے تو ان کا وظیفہ بھی بڑھا دیا جاتا، یہاں تک کہ ۲ سو درہم تک دئیے جاتے، اور بالغ ہونے پر اور اضافہ کیا جاتا،

جو مسلمان باہر سے مدینہ منورہ میں آتے، ان کو آتے ہی پچیس دینار دئیے جاتے تھے، اہل یمن اور قبیلہ قیس کے جو لوگ شام و عراق میں تھے، ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک ہزار، ۲ ہزار، ۳ سو، پانچ سو، ۹ سو کے عطیات مقرر تھے،

فیاضیوں کے چند نمونے

یاد رہے، کہ بروئے اسلام، مسلمانوں کے لئے واجب، فرض، اور لازمی یہی ہے کہ آنحضرتؐ کی سنت اور صحابہؓ کے طرز عمل کو اپنائیں، مثالی سلطنت صرف آنحضرتؐ اور صحابہؓ کی ہے، یہ درست ہے، کہ ان لوگوں کو اللہ نے تیار کیا، ان میں رسولؐ خدا تھے، وہ ان کے فیض نظر سے مستفیض ہوئے، ہم ان جیسے نہیں ہو سکتے لیکن ان کی پیروی ضرور کر سکتے ہیں، ان کی مثال ہمارے سامنے ہے، نماز وہی ہے جو آنحضرتؐ کی سنت کے مطابق پڑھی جائے، ایسے ہی سلطنت وہی ہے کہ جس میں خلافت کی جھلک ہو، ان میں سے ہر ایک فیاض تھا، بیت المالی نظام وہی ہے، جو اسلام کے ان اکابر کے نظام معاشی سے ملتا جلتا ہو، صحابہؓ نادار تھے، مالدار ہو گئے، انہوں نے ملک فتح کئے، دل فتح کئے، ان کا سب سے بڑا سرمایہ ان کا کردار تھا، اسلام کی اشاعت کا مؤثر ترین و مفید ترین ذریعہ آنحضرتؐ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلقِ عظیم اور صحابہؓ کی سیرت تھی، ان کا نظام حکومت تھا، نظامِ معیشت تھا، ان کی فیاضیاں اور رعایا نوازیاں لاجواب تھیں، سب کی صحت اچھی تھی، سب تندرست تھے، قوی تھے، ان میں سے ایک بھی کسی گھناؤنی بیماری میں مبتلا نہ تھا، آنحضرتؐ کے عہد میں ۸۶ لڑائیاں ہوئیں، ان کے تمام اخراجات صحابہؓ نے پورے کئے، ایک بھی ایسا نہ تھا، جس نے مقدور بھر حصہ نہ لیا ہو، اس سے یہ کہا جا سکتا ہے، کہ اگر کوئی قومی مہم آجائے تو ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے حسب استطاعت حصہ لے، قومی چندہ ہی اسلامی نوعیت کا چندہ کہلا سکتا ہے، کہ جس میں ہر متنفس حصہ لے، اور اپنی حیثیت کے مطابق پیشکش کرے، غزوۂ تبوک میں سب سے زیادہ مال حضرت عثمانؓ نے دیا، مگر سب سے سبقت لے گئے حضرت صدیقؓ کہ انہوں نے اپنا سارا اثاثہ پیش کر دیا، ہر صحابیؓ ناداروں، معذوروں کی حاجت کا کفیل تھا،

۱- ایک واقعی حاجت مند مسلمان حضرت امام حسنؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اسے ۵۰۰ دینار (اشرفیاں) ۵۰ ہزار درہم مرحمت فرمائے، یہ شخص مزدور لایا، جو مال اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دے، سیدنا حضرت امام حسنؓ نے اپنے تن اقدس سے چادر اتار کر عنایت کی، فرمایا اسے فروخت کر کے مزدوری دے دینا، اس لئے کہ اس مال کو تمہارے گھر پہنچانا بھی میرے ذمے ہے، میرا فریضہ ہے،

۲- بصرہ کے چند قاری حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس آئے، عرض کی ایک عابد کے پاس اپنی بیٹی کے جہیز کے لئے کچھ نہیں ہے آپ اس پر کرم فرمائیں، حضرت چھ تھیلیاں جو اشرفیوں سے بھرپور تھیں، عنایت کیں، جہیز کے لئے مال خود خریدا، اور فرمایا: یہ عابد کو دے دو، اس کی زندگی عبادت سے ہے، یہ مال اس کے لئے اس لئے خریدا ہے تاکہ اس کا وقت مال کے خریدنے کے بجائے عبادت میں صرف ہو، دولت کی قلت کے باعث اس کا دل پریشان ہے، اس ہدیہ سے اس کی پریشانی دور ہو جائے گی،

۳- ایک شخص حضرت امام حسینؓ کے گھر آیا، اعانت کا طلب گار تھا، آپ نے کافی رقم دی، اس نے ناکافی تصور کر کے آپ کے حق میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے، حضرت امام نے کہا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی بیت المال سے میرا وظیفہ آنے والا ہے، فلاں روز آنا، سب وظیفہ تمہیں دے دوں گا، گالی کا غصہ نہیں، تجھے مال کی قلت نے مضطر کر دیا ہے، اللہ تجھے معاف کرے۔

۴ - حضرت عبداللہ بن عامرؓ نے خالد بن عقبہؓ اموی سے ان کا مکان ۹۰ ہزار درم میں خریدا، جب وہ فروخت ہو گیا، خالد کے گھر والوں کو اس کی خبر ہوئی، انہیں رنج ہوا، صدمہ ہوا، رات کو کچھ رونے کی آواز ابن عامر کے کان میں پڑی، اپنے گھر کی مستورات سے پوچھا، یہ کون اشکبار ہے کہ یہ وزاری کی آواز کہاں سے آ رہی ہے؟ انہوں نے کہا، خالد کے گھر والوں کو اپنے مکان کے فروخت ہونے کا صدمہ ہو رہا ہے وہ رو رہے ہیں! ابن عامر نے اسی وقت اپنے غلام کو ان کے پاس بھیجا، اور کہلوایا، کہ مکان تمہاری نذر ہے، اور قیمت جو میں دے چکا ہوں، وہ بھی واپس نہیں کی جائے گی۔

۵ - حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ غایت درجے کے کریم النفس تھے، ایک دفعہ حضرت عثمانؓ کے پچاس ہزار درم ان کے ذمے قرض ہو گئے، حضرت عثمانؓ مسجد میں جا رہے تھے، راستہ میں حضرت طلحہؓ ملے، عرض کی، میں آپ کا قرضہ ادا کرنا چاہتا ہوں، میرے پاس رقم آگئی ہے، حضرت عثمانؓ میری طرف سے ۵۰ ہزار درم ہدیہ ہیں، اسے قبول کر دو۔

۶ - حضرت طلحہؓ بے حد مالدار تھے، حال یہ تھا، کہ کوئی رقم کماتے، تو حیران ہوتے کہ کہاں خرچ کریں، جب تک اسے اپنے عزیزوں اور دوستوں میں بانٹ نہ دیتے، بے چین رہتے۔

۷ - ایک دفعہ سیدنا حضرت علیؓ بیٹھے رو رہے تھے، کسی نے اشکباری کا سبب پوچھا، فرمایا سات دن سے کوئی مہمان نہیں آیا، مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض تو نہیں ہو گیا، کہ مہمان نہیں بھیجے۔

بیت المالی معاشرہ

یہ چند حکایات اس امر کے پیش نظر تحریر کی ہیں، کہ ان سے عیاں ہو سکتا ہے، کہ بیت المالی نظام نے کیا اثرات پیدا کیے، ہر انسان کے کچھ رشتہ دار ہوتے ہیں، اس کی اپنی اولاد ہوتی ہے، وہ کسی نہ کسی محلہ میں رہتا ہے، اس کے پڑوسی ہوتے ہیں، دوست ہوتے ہیں، دینی کام ہوتے ہیں، اس کا وطن ہوتا ہے، وہ کسی نہ کسی معاشرہ کا فرد یا رکن ہوتا ہے: ایک پائیدار،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھی، آرام دہ، عمارت اس وقت بن سکتی ہے، جب اس کے بنانے والے ہنرمند صنعت کار ہوں، ماہرین فن ہوں، انہوں نے عمارت کے لیے استعمال کئے جانے والے تمام ساز و سامان پر پوری توجہ دی ہو، اینٹیں عمدہ پکی ہوئی ہوں، پتھر اچھی قسم کے ہوں، لوہا پختہ ہو، لکڑی مضبوط ہو، مسالے ہنرمندی سے بنائے گئے ہوں، ایسے ہی سماج، ملت اور ملک بھی ایک عمارت ہے، چند افراد مل کر ایک مکان بناتے ہیں، چند گھروں کے مجموعے سے ایک خاندان وجود پذیر ہوتا ہے، متعدد خاندانوں کا مجموعہ ایک گاؤں، ایک قصبہ ایک شہر ایک ملک کی صورت اختیار کر لیتا ہے، پورے معاشرے کے سدھار یا بگاڑ کا دارومدار ان وحدتوں اور اجتماعی اکائیوں کے اوصاف، واحوال وظروف پر ہے، جن کے اجتماع سے یہ معاشرہ قائم ہوا ہے، اگر ایک ہی قبیلہ یا خاندان کے ارکان باہم دگر اخوت ومودت کے تعلقات نہیں رکھتے اور بجائے حسن سلوک کے آپس میں کشمکش، چپقلش، کدورت ونفرت کی روش اختیار کرتے ہیں تو قدرتی بات ہے، کہ ان فسادی، اور تند مزاج افراد کے یکجا ہونے سے جو سوسائٹی بنے گی، وہ فاسد کا سد ہوگی، لیکن یہی افراد اگر باہم دگر ہمدردی، غمگساری کے تعلقات رکھتے ہوں گے، تو ان کی یکجہتی اور وحدت سے جو خاندان یا کنبہ جلوہ آرا ہوگا، وہ بڑا مبارک اور سعید ہوگا، یہی وجہ ہے کہ اسلام انتہائی متانت، اور اصرار وتاکید کے ساتھ ان بنیادی مؤثرات، اور ان اساسی عوامل، اقدار، اصول کی طرف راہنمائی کرتا ہے، جنہیں اپنا لینے کے بعد خود بخود ایک صالح، ارجمند، اور بلند معاشرہ کا وجود میں آنا لازم ہو جاتا ہے۔

صلہ رحمی اور حسن سلوک

دوسرے پارے سورۂ بقرہ میں ہے، " وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ ، نیکی یہ ہے کہ انسان خدا کی محبت سے سرشار ہو کر اپنے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں، اور غلاموں پر اپنا مال خرچ کرے، نماز قائم کرے، اور زکوٰۃ ادا کرے"۔ ظاہر وباہر ہے کہ آیۂ مبارکہ میں نماز اور زکوٰۃ کے علاوہ تیرہ رشتہ داروں، یتیموں، بے بسوں، ناداروں، معذوروں، مصیبت زدوں پر خرچ کرنے کو جذ خیر قرار دیا گیا ہے، سب سے زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤثر، دلنشین بات یہ ارشاد فرمائی گئی ہے، کہ انسان اپنا محبوب اور مطلوب خدا کو گردانے، اس کا جمال بے نظیر ہے، ہر کمال بے مثال ہے، جلال لاجواب ہے، انسان کے پاس جو کچھ ہے، سب عطیۂ خدا ہے، خدا کی مخلوق کو اس جذبے سے مامور کر دینا کہ اس سے خداوند قدوس راضی ہوگا، جس بستی جس سوسائٹی کے لوگ اس مقدس جذبے سے سرشار ہوں گے، وہ بستی فردوسی ہوگی، وہ سوسائٹی بڑی پیاری اور بابرکت ہوگی، حضور فرماتے ہیں، جو شخص اپنی عمر میں اپنی راحت میں اضافہ کا خواہاں ہے، وہ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے، صلہ رحمی نہ کرنے والا جنت کی ہوا تک نہیں سونگھ سکے گا، صلہ رحمی کا یہ فردوس ہے جس طرح ایک صاحب نصاب زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے قدرت کی عنایت سے محروم ہو جائے گا، مورد عذاب ہوگا، حکومت کی گرفت میں آجائے گا، اس طرح وہ شخص بھی ضرور پکڑا جائے گا، جس کا کوئی عزیز و قریبی محتاج ہو، اور وہ قدرت واستطاعت رکھنے کے باوجود اس کی احتیاج پوری نہ کرے، مجرم یقیناً دونوں ہی ہیں، فرق نوعیت و درجات کا ہے، ارشاد باری ہے: وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا، وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۔ والدین قریبوں، یتیموں، مسکینوں کے ساتھ ہی دور نزدیک ہمسائیوں، کے ساتھ انتہا درجے کا سلوک کیا جائے بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے، قَالَ مَا زَالَ جِبْرَائِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ، حضور نے فرمایا، مجھے رب العزت کے پیامی حضرت جبرائیل ہمیشہ اس انداز میں پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہتے ہیں، کہ جیسے اب اسے شریک وراثت ہی ٹھہرا دیں گے، بخاری شریف میں مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہے، خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہے، خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہے، اللہ اکبر کتنی شدید تاکید، کتنی عمیق توثیق، ایک کلمے کو تین بار حلفی پیرایہ میں دہرانا، اصحابؓ نے گذارش کی، اے اللہ کے رسولؐ یہ آپ کس کے بارے میں فرما رہے ہیں (قیل من یارسول اللہ) ارشاد ہوا، اَلَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ فرمایا میرے یہ الفاظ اس شخص کے بارے میں ہیں، جس کے پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہوں، حضور نے یہ بھی فرمایا، خدا کی قسم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بھی مومن نہیں، جو خود کھانا کھائے اور ہمسایہ کی بھوک سے بے پروا ہو، چوری بہت بری حرکت ہے، مگر زیادہ بری حرکت ہے پڑوسی کا مال چرانا، بدکاری انتہائی ناپاک فعل ہے، لیکن پڑوسن سے منہ کالا کرنا ناپاک ترین معصیت ہے۔ ہمسایہ چاہے برا ہو یا اچھا، کافر ہو یا مسلم پرہیزگار ہو یا اوباش، جو حقوق ہمسائگی اس کے رسول خدا نے متعین فرما دیے ہیں، انہیں ساقط نہیں کیا جا سکتا۔ امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہمسایہ تھا یہودی، اس کا دائمی معمول یہ تھا کہ رات کو شور و غوغا کرتا اور آپ (حضرت امامؒ) کی عبادت میں خلل ڈالتا، وہ ہر طرح سے آپ کو ایذا پہنچاتا تھا، وہ ایک معاملہ میں ناحق قید ہو گیا، آپ (حضرت امامؒ) اس فسادی یہودی ہمسایے کو قید و بند سے چھڑا کر لائے۔ حضرت امام نے محسوس فرمایا کہ اس کی فساد آرائی اور شورہ پشتی اپنی جگہ بجا، لیکن ہمسایہ تو بہرحال ہے، اور ہمسایے کے حقوق اللہ نے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر استثناء کے واضح فرمائے ہیں، لازمی ہے کہ انہیں ملحوظ رکھا جائے۔ یہ درست ہے، کہ دنیا کی کوئی عدالت آپ کو مار مار کر پڑوسی سے حسن سلوک پر مجبور نہیں کرے گی، لیکن اللہ کے حضور اس رویے اور اس روش کی جواب دہی کرنی ہو گی۔ بلاریب یہ صحیح ہے کہ شریعت اسلامی نے سرقہ، ڈکیتی، قتل، زنا، تہمت تراشی، ایسے جرائم کے لیے حدیں مقرر کی ہیں، اور بیت المال نظام میں اس پر کوئی سزا نہیں دی جاتی، کہ اپنے ہمسایہ کی بھوک، پیاس کو دور کرنے کا کوئی اہتمام نہیں کیا، لیکن اس حقیقت کو کوئی مسلمان اگر اس کے دل میں ایمان کی رمق بھی موجود ہو، نظر انداز نہیں کر سکتا، کہ اگر ایک کلمہ گو کے پڑوسی کے ہاں چولہا نہیں جلا ہے، اور اس کے بچے بھوکے سو گئے ہیں، اور اس کے اہل و عیال کو رات فاقے میں کاٹنی ہو گی، اور خود مسلمان کی یہ حالت ہے، کہ وہ اتنی ذی استطاعت ہے کہ اس کے یہاں ایک وقت کی روٹی بچ سکتی ہے، مگر اس نے نہیں بچائی اور وہ خود پیٹ بھر کر آرام سے سو گیا ہے، تو یقینی بات ہے کہ اس کی بے حسی، خدا کی نگاہ میں رسول کی نگاہ میں پرلے درجے کی سزا کی مستحق ہے، مسلمان کا فرض ہے، کہ قرآن کی اس تصریح سے غافل نہ ہو، فاتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب، اللہ سے ڈرو، بلاشبہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیاری نیکی کی خوبی

یہ درست ہے، کہ حکومت اسلامی غرباء کے لئے امراء و اغنیاء سے مالِ زکوٰۃ جبراً وصول کر سکتی ہے، مگر وہ کسی شخص کو صلہ رحمی، مسافروں، یتیموں، بیواؤں، اور پڑوسیوں کی اعانت پر مجبور نہیں کر سکتی، یہ چیز اختیاری نوعیت کی ہے اور یہی اس کی امتیازی خوبی ہے، اور اس سے انسان اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا زیادہ مستحق ثابت ہوتا ہے، اس پہ کوئی بیرونی دباؤ نہیں ہوتا، حکومت کا خوف اسے اس پر راغب نہیں کرتا، البتہ وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتا ہے، اس کا ذہن اور اس کی روح اسے ابھارتی ہے، کہ وہ بے بسی سے، وہ یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ خدا کا کوئی بندہ تکلیف میں مبتلا ہو، اور وہ قدرت و استطاعت کے باوجود اس کی مدد کا فریضہ ادا نہ کرے، اگر وہ اپنے لئے اچھی غذا، اچھا کپڑا، اچھا مکان پسند کرتا ہے، اس کا اسلامی ذہن اس کے بغیر رہ نہیں سکتا، کہ وہ دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرے، جو اپنے لئے کرتا ہے، جن نظاموں میں ان جذبات کے پیدا کرنے کی کوئی تدبیر نہیں ہے، وہ جبر اور تشدد کے سوا اور کوئی کام کر ہی نہیں سکتے، بیت المالی نظام قوانین و ضوابط، ان اخلاقی و روحانی تدبیروں سے معاشرہ کو سنوارتا ہے، اس لئے یہ نظام معذوروں، مفلسوں، مسکینوں، کے حق میں زندگی اور برکات کا سرچشمہ ہے، متمول صحابہؓ کی دولت کسی ناجائز سبب یا استحصال کی رہین منت نہیں تھی، وہ غایت درجے کے دیانت دار، متدین اور محنتی تھے وہ بے پناہ کریم النفس تھے، بخل سے انہیں سخت نفرت تھی، وہ اسراف کو معصیت تصور کرتے تھے، ان کی اپنی زندگی، بڑی سادہ تھی، ان کے پاس مال کی فراوانی تھی، ضرورت پہ افراط تھی، ان کے لئے یہی راہ کھلی ہوئی تھی، کہ وہ اپنا سرمایہ خدا کی مخلوق پر صرف کریں، ان کا سرمایہ ابرِ رحمت تھا، جو غرباء کو سیراب کرتا تھا، اس سے ان کی معاشرت کے باغ شاداب ہوتے تھے ان کی امیری فقیری کے لئے زندگی کی متاع تھی۔

صاحبِ اختیار و دولت کی سادگی

۱۔ حضرت صدیق اکبرؓ خیرالبشر اور سرور انبیاء کے جانشین تھے، خلیفۃ المسلمین تھے، امیرالمؤمنین تھے، دولت والے تھے، اختیار و اقتدار و حکومت والے تھے، اسلام سے پہلے مکہ مکرمہ میں آپ تجارت فرماتے تھے، کامیاب ترین سوداگروں میں سے تھے، اسلام لائے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے اپنا مال نادار مسلمانوں پر صرف کیا، ان انسانوں کو جو شمع توحید کے پروانے تھے، جابر و ظالم کفار کی غلامی سے نجات دلائی، جن کو رہا کیا، جن پر روپیہ صرف کیا، انہیں اپنا آقا اور سردار کہا، منصب خلافت پر فائز ہونے پر انہیں بیت المال سے بیت المالی نظام کے مہتمم اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے صرف دو چادریں ملتی تھیں، اس پوشاک سے ان کی خوراک کی کیفیت معلوم کی جا سکتی ہے، رحلت سے قبل اپنے بیٹے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے فرمایا، میں نے گھر والوں کے لئے اور اپنے گذارے کے لئے جو رقم بیت المال سے لی، وہ ان کی جائداد سے ادا کر دی جائے، اپنی دختر حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا، جو کپڑا ان کے بدن پر ہے، اس کو دھو کر دوسرے دو کپڑوں کے ساتھ ان کو کفن بنا دیا جائے، ہمارے لئے پھٹا پرانا کپڑا کافی ہے، مردوں کی نسبت زندہ کپڑوں کے زیادہ حقدار ہیں، ایک مرتبہ آپ نے پینے کے لئے پانی مانگا، پانی میں شہد ملا کر ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ کے آنسو اس پانی پر گرے، آپ کی ریش اقدس اشکوں سے تر ہو گئی، آپ نے شہد میں ملا ہوا پانی نوش نہ فرمایا، (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہؓ)

آپ نے اپنے طرز عمل سے نمایاں کیا، کہ سربراہ حکومت کو قومی بیت المال سے اپنی اور بس ضروری اشیاء کی خرید کے لئے قرض گذارہ کے موافق تنخواہ لینے کا حق ہے اس سے زیادہ وہ ایک درم لینے کا مجاز نہیں، بیت المال (خزانہ) کل قوم کا ہے، فرمانروا کا نہیں ہے، وہ قوم کا ایک فرد ہے۔ ان کی گھر والی نے میٹھی چیز کھانے کی خواہش کی، آپ نے فرمایا، اس کے لئے پیسے جمع کرو، تاکہ اس کی تمنا پوری ہو، زوجہ محترمہ نے ایسا کیا۔ آپ نے فرمایا: واضح ہوا کہ جو رقم ہم بچا سکنے کے قابل ہو گئے وہ ہماری ذاتی ضرورت سے زائد تھی، اس سے اپنے وظیفہ میں خود کمی کر دی، انہوں نے کفایت شعاری اور سادگی کا مثالی معیار قائم کیا، آپ کا کردار آئینہ سنت نبوی تھا، آپ کی خلافت کا زمانہ جون ۶۳۲ء سے اگست ۶۳۴ء تک ہے، آپ گیارہ ہجری ۲ ربیع الاول کو منصب نیابت رسولؐ پر فائز ہوئے، اور ۱۳ ہجری، ۲۲ جمادی الثانی کو وصال فرما گئے،

۲۔ حضرت عمرؓ ۲۳ اگست ۶۳۴ء سے ۳ نومبر ۶۴۴ء تک بیت المالی نظام کے اعلیٰ کارپرداز رہے، آپ بتاریخ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو امیر المومنینؓ کے عہدہ پر مامور ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی تاریخ شہادت ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ ہجری ہے، آپ نے ۹ شہر فی روز فتح کئے، آپ نے ۲۲ لاکھ مربع میل عظیم ملک کا انتظام فرمایا، آپ کا لباس معمولی گاڑھے کا کرتہ تھا جس میں ۱۲ پیوند تھے، ایسا ہی اُجلا مگر نہایت درجے کا کم قیمت عمامہ تھا، کھانا نہایت درجے کا معمولی، آپ کی دختر نیک اختر حضرت حفصہؓ نے سالن میں زیتون کا تیل ڈال کر پیش کیا، فرمایا، ایک برتن میں دو دو سالن مرتے دم تک نہیں کھاؤں گا، ایک علاقہ کے رئیس، عامل حضرت عتبہ بن فرقد آپ کی ملاقات کو آئے، آپ زیتون کے تیل کے ساتھ روٹی کھا رہے تھے، آپ نے حضرت عتبہ کو دعوت دی، خشک لقمے معزز مہمان کے گلے سے نہ اُترے، بولے، امیر المومنینؓ کیا آپ کو میدے سے رغبت نہیں؟ جواب دیا، کیا میدہ تمام مسلمانوں کو مل سکتا ہے؟ انہوں نے کہا، نہیں، جواب میں فرمایا، کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں دنیا ہی میں کھانے پینے کا مزا اُٹھا لوں؟

ایک دفعہ آپ کو شام کے حاکم یزید ابن ابی سفیانؓ کے ہاں کھانے میں شریک ہونا پڑا، معمولی طعام کے بعد دستر خوان پر نفیس کھانے چُنے گئے، حضرت فاروق اعظمؓ نے ہاتھ کھینچ لیا، عرض کیا گیا آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا، "اگر تم رسول خدا کی روش سے ہٹ جاؤ گے، سیدھی راہ سے کٹ جاؤ گے"

ایک مرتبہ ام المومنینؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ بنت فاروقیؓ، زوجہ پیغمبرؐ نے کہا، "خدا نے فارغ البالی عطا فرمائی ہے، بادشاہوں کے سفیر اور ممالک کے وفود آتے رہتے ہیں، آپ طرزِ معاشرت میں تبدیلی فرمائیں" حضرت عمرؓ گویا ہوئے، حضرت عائشہؓ، آپ کا بیان ہے، واقعہ ہے، آپ کے گھر میں صرف ایک کپڑا تھا، جس کو حضورؐ دن کو بچھاتے تھے، اور رات کو اوڑھ کر استراحت فرماتے تھے، وہی آپ کا اوڑھنا تھا، بچھونا تھا، بیٹی حفصہؓ یاد ہے کہ تو نے بستر کو دوہرا کر کے بچھا دیا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نرمی کے باعث رات بھر سوتے رہے، جب حضرت بلالؓ نے اذان دی، تو حضورؐ کی آنکھ کھلی، فرمایا، حفصہؓ تو نے یہ کیا کیا، بستر کو دوہرا کر دیا، جاؤ کیا میں آنحضرتؐ کی سنت چھوڑ دوں؟

کتاب کے ناظرین غور فرمائیں، انہیں سادگی کیوں پسند تھی؟ جواب صرف یہ ہے کہ آپ دلدادہ سنت نبوی تھے اور حضورؐ کی سنت یہ ہے کہ خدا کی مخلوق کے سود و بہبود کا ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آن لحاظ رکھا جاتا ہے، خوراک اور پوشاک میں انتہا درجے کی سادگی اختیار کی جاتی ہے، وہ سیدھی راہ جو مسلمان کو خوشنودیٔ خدا کی منزل پر پہنچا دیتی ہے، وہ رسولِ خدا کی روش ہے، اس سے ہٹنا مقصدِ حیات سے ہٹنا ہے، سعدیؒ کا یہ شعر ترجمانِ حقیقت ہے ؎

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

حضرت عثمانؓ ذی النورین

آپ کا عہدِ خلافت ۷ نومبر ۶۴۴ء کو آغاز اور بتاریخ ۱۷ جون ۶۵۶ء اختتام پذیر ہوا، یکم محرم ۲۴ ہجری کو بیت المال نظام کے منصرم منتخب ہوتے اور ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری کو شہید ہوگئے، آپ بڑے صاحبِ ثروت تھے، آپ کا ایک لقب ہے غنی، پہلوں کے ممتاز تاجر تھے، آپ نے تنخواہ کا ایک درہم بھی اپنے لیے پسند نہ کیا، آپ نے ان اشخاص سے جو آپ کی شہادت اور آپ سے بغاوت کے درپے تھے، خطاب کرتے ہوئے فرمایا، کیا یہ صحیح نہیں کہ جب میں خلیفۃ المسلمینؓ بنا، عرب میں سب سے زیادہ اونٹ میرے پاس تھے، سب سے زیادہ بکریوں کا مالک میں تھا، آج میرے پاس کوئی بکری نہیں، صرف دو اونٹ ہیں، جو حج کے لیے ہیں؟ باغیوں نے کہا، یہ جو آپ نے فرمایا ہے، درست ہے، صحیح ہے،

تاریخ طبری میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اعلان فرمایا " لا استحل اموال المسلمین لنفسی ولا لاحد من الناس، ولقد کنت اعطی العطیۃ الکبیرۃ من صلب مالی" میں مسلمانوں کے بیت المال میں اپنے لیے کسی مال کو نہ اپنے کسی عزیز کے لیے حلال تصور کرتا ہوں، جس کو بھی میں نے کوئی بڑا عطیہ دیا ہے اپنے ذاتی مال سے دیا ہے،

ایک قسم کا رومی کپڑا جسے قبر کہتے تھے، اہلِ عرب کا پسندیدہ لباس تھا، متوسط الحال لوگ بھی اس کو استعمال میں لاتے تھے، مگر حضرت عثمانؓ نے اسے اپنے لیے پسند نہ فرمایا، مسجدِ نبوی میں چادر سرہانے رکھ کر لیٹ جاتے، اٹھتے تو بدنِ مبارک میں کنکریوں کے نشانات نظر آتے، موٹا تہبند پہنتے تھے، ایک تابعی نے آپ کو منبر پر اس سادہ ترین لباس میں دیکھا تو اشکبار ہوگئے،

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہنشاہِ ولایت علی المرتضٰیؓ

آپ نے بتاریخ ۲۳ جون ۶۵۵ء خلافتِ اسلامیہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا اور ۲۵ جنوری ۶۶۱ء تک اس منصبِ جلیلہ پر مکن پذیر رہے۔ بیت المالی نظام کے اس عظیم الشان امام نے ۲۴ ذوالحج ۳۵ھ کو یہ عہدہ سنبھالا، اور ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ ہجری کو آپ شہادت سے فائز المرام ہوئے۔

آپ ازخود نائی گھاس کے جو زر گروں کے کام آتی تھی، تاجر تھے۔ آپ نے مکانات خدا کے نام پر وقف کیے، نہر وقف فرمائی۔ آپ نے بے شمار روپیہ راہِ حق میں صرف فرمایا۔ (ریاض النضرہ) آپ بے حد سخی تھے، ایک لاکھ درہم آپ کی زکوٰۃ کا بنتا تھا (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہؓ)۔ آپ کی اولاد صاحبِ ثروت تھی حضرت امام حسنؓ ایک ہزار بدویوں کو کھانا کھلا رہے تھے، ایک بدوی نے کچھ کھانا اٹھایا، اور کسی دوسرے کے لیے اس کو لے جانا چاہتا تھا، حضرت امام حسنؓ نے پوچھا یہ کھانا کس کے لیے مطلوب ہے؟ اس نے عرض کی، کوفہ کی مسجد کے متعلق خطیب کے لیے، میں نے ان کی اقتدا میں نماز ادا کی ہے، ان کے چہرے سے یہ محسوس ہوا کہ وہ بھوکے ہیں، یہ کھانا میں انہیں کھلانا چاہتا ہوں، حضرت امام نے فرمایا وہ امیر المومنین امام المتقین میرے والدِ محترم سیدنا و مخدومنا حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ ہیں، بدوی شام سے گیا، دیکھا کہ آپ ایک سخت روٹی توڑ رہے ہیں، عرض کی کرتے ہیں آپ نے خیبر توڑا تھا، فرمایا، ملت کو ضرورت ہو تو آج بھی توڑ سکتا ہوں، میری غذا بھی مدینہ منورہ سے آتی ہے، ذائقہ نہیں آیا، اس لیے میری بھوک سوکھی روٹی سے بھوک مٹانی چاہتا ہوں، اس بیت المال کے امیر نے ایک بار منبر پر مجمع عام میں فرمایا، من یشتری منی سیفی ہذا فلو کان عندی ثمن ازار ما بعتہ، کون ہے جو مجھ سے میری یہ تلوار خریدے، اگر میرے پاس ایک تہبند خریدنے کی قیمت ہوتی تو میں اسے فروخت نہ کرتا، (احیاء العلوم جلد ثانی) گاڑھے کا تہبند، گاڑھے کی چادر، اور ایک پھٹی پرانی قمیص ان کا لباس تھا۔

جہادِ شام کے سپہ سالارِ اعظم

حضرت ابو عبیدہؓ لشکرِ شام کے امیر تھے، ایک متمول خاندان کے ذی حیثیت فرد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ آنحضرتؐ نے آپ کو امین الامت کا خطاب مرحمت فرمایا، ایک صحابیؓ آپ سے ملاقات کے لئے آئے، دیکھا کہ زار و قطار اشکبار ہیں، پوچھا یہ گریہ کیوں؟ فرمایا، حضورؐ یہ فرما رہے تھے، مسلمان بہ ممالک فتح کریں گے، ان کے مال میں اضافہ ہوگا، وہ خزانے فتح کریں گے، انہیں راہ خدا میں صرف کر دیں گے، اسی اثنا میں فرمایا، ابو عبیدہ اگر اس وقت تمہاری عمر وفا کرے، تو تمہارے لئے صرف تین خادم کافی ہوں گے، ایک خاص تمہاری ذات کے لئے، ایک تمہارے اہل و عیال کے لئے، ایک سفر میں لے جانے کے لئے، ایسے ہی سواری کے تین جانور کافی ہوں گے، ایک تمہارے لئے ایک تمہارے خادم کے لئے، اور ایک اسباب و سامان کے لئے، وہ اس لئے رو رہا ہوں، کہ میرا گھر خادموں سے اور میرا اصطبل گھوڑوں سے بھرا ہوا ہے، آہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گا! رومی سفیر آپ سے ملاقات کے لئے آیا، تو آپ کو اس حالت میں دیکھا، کہ فرش زمین پر بیٹھے ہوئے تھے، کندھے پر کمان لٹک رہی تھی، ہاتھ میں تیر تھا، جسے آپ الٹ پلٹ رہے تھے، سفیر کے لئے یہ منظر حیرت انگیز اور تعجب خیز تھا، حضرت عمرؓ شام کے سفر میں فاتح شام کے خیمہ میں تشریف لے گئے، ان کے ہاں گھوڑے کے نمدے کے سوا کوئی چیز از جنس لباس موجود نہیں تھی، یہی نمدا ان کا بستر تھا، اور غازی کے گھوڑے کا زین تکیہ، ایک طاق میں روٹی کے سوکھے ٹکڑے پڑے تھے، ذی شان میزبان نے وہی ٹکڑے، تھوڑے سے نمک کے ساتھ، اور مٹی کے ایک آبخورے میں پانی لا کر اس مہمان کے سامنے پیش کر دیا، جو امیر المومنین تھا، ان کا افسر اعلیٰ تھا فاروق اعظمؓ اس دعوت پر مسرور ہوئے، مہمان و میزبان دونوں ہی سنت نبویؐ کے پروانے تھے

حضرت سلمانؓ فارسی ایران کے پایۂ تخت اور سب سے بڑے شہر مدائن کے گورنر تھے، آپ کی تنخواہ معقول تھی، وہ ساری راہِ خدا میں صرف کر دیتے تھے، چٹائیاں بنتے تھے، اس سے جو حاصل ہوتا، اس کا $\frac{1}{3}$ حصہ اصل سرمایہ کے لئے رکھ لیتے، $\frac{1}{3}$ اہل و عیال پر صرف کرتے، اور باقی $\frac{1}{3}$ فقراء پر خرچ کرتے، ایک شخص نے دیکھا آٹا گوندھ رہے ہیں، پوچھا خادم کہاں ہے؟ فرمایا، اسے ایک کام پر بھیجا ہے، اچھا معلوم نہیں ہوتا، کہ دو دو کام کا بوجھ اس پر ڈالوں، ان کے پاس ایک عبا تھی، اس میں لکڑیاں جمع کرتے، اس کا آدھا اوڑھتے دوسرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدھا بچھاتے،

جیسا حاکم ویسے محکوم

یہ ایک بدیہی حقیقت ہے، النّاس علیٰ دین ملوکھم ـ لوگ فرمانرواؤں کی روش سے اثر پذیر ہوتے ہیں۔ راقم الحروف نے ان حضرات کی چند مثالیں پیش نظر کی ہیں، جو قافلۂ بیت المالی نظام کے سالار ہیں، ہمارے واسطے حجت انہی مقدس نفوس کا طرز عمل ہے انہی کی بنا پر ہم کہتے ہیں، ہماری ملت جداگانہ ہے، ہماری تہذیب جداگانہ ہے، ہمارا آئین جدا ہے، ہمارا تمدن جدا ہے، یہ ہیں ہمارے امام ہم ہیں ان کے ماموم ـ وہ رسول خدا کی راہ پر گامزن تھے، بجز آنحضرتؐ ان کا کوئی اور استاد تھا نہ رہبر ان کا نصاب تھا قرآن، ان کا منشور ان کا دستور تھا، حضورؐ کی سنت، ان کا مدعا تھا خدا کی عبادت۔ خدا کی رضا: ان کا نصب العین تھا، نیکی کی اشاعت، بدی کی روک تھام، بندگان خدا کی دینی و دنیوی ضرورتوں کی کفالت، ان کا آئین تھا، رعایا کی خوشحالی: اخلاقی سربلندی، ان کی سوانح حیات ہمارے سامنے ہے، ہمارے بزرگوں نے ان کے احوال بڑی تحقیق، پوری تدقیق کے بعد تحریر کیے ہیں، ان کا ہر قول، اور ہر عمل ہمیں اس بشارت سے شادکام کر رہا ہے کہ

ابھی سب کچھ ہے محبت کے خریداروں کا
حسنِ یوسفؑ بھی ہے اور مصر کا بازار بھی ہے

بیت المالی نظام اور پاکستان

ہمارے پیارے وطن کا نام ہے اسلامیہ جمہوریہ پاکستان، زمانہ ہمارے اکابر سے یہ کہہ رہا ہے،

آپ نے اسلامیہ تجویز فرمایا ہے نام
کیجیے اس ملک میں اسلام کا نافذ نظام

ہم اس نظام سے مانوس ہیں، ہماری تاریخ میں ہے، کہ فرزندانِ توحید نے ۱۳ سال مکہ مکرمہ میں گذارے، اس وقت اس بستی میں کفار کو بڑی قوت حاصل تھی، وہ اسلام کے اشد دشمن تھے، انہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا، انہوں نے ظلم کی حد کر دی، اصحاب نبوی نے صبر و تحمل کی حد کر دی، اس وقت اللہ والوں پر صرف نماز فرض تھی، نماز نے انہیں صبر و شکیب کی حکمت سے سرفراز کیا، انہوں نے ہجرت کی، اللہ کے بندوں نے اپنی جائدادیں، اپنے عزیز، اپنے گھر بار، مال اسلام کے لئے قربان کیا، انہیں مدینہ منورہ میں ٹھکانا اور مرکز میسر آیا، دشمنوں نے ان کو گھیراؤ کیا، انہیں تباہ کرنے کا عزم کیا، اللہ نے ان پر جہاد فرض کیا، ہجرت و جہاد کرنے والوں کو اللہ نے غلبہ اور حکومت سے نوازا، غلبہ ملا اب ہے اس کی علت ہے جہاد، وہ فضل رب العباد، ایک بہت بڑے متقی، مجتہد، فاضل، حافظ الحدیث، امام احمد بن محمد بن حنبل نے اپنی مسند (نالیف) کی دوسری جلد کے صفحہ ۵۰ پر تحریر فرمایا ہے، کہ حضرت عمرؓ کے فرزند ارجمند حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِالسَّیْفِ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ

میں بھیجا گیا ہوں ساتھ تلوار کے قیامت تک کیلئے، اس کی توضیح آپ کے الفاظ میں یہ ہے،

الجہاد ماض الی یوم القیامۃ، جہاد قیامت تک جاری رہے گا، یہ ایک واقعہ ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، عقائد و اعمال کا حسین و دلنشین مجموعہ ہے، بنیادی اصول یہی ہیں، وحدت، ختم رسالت، آخرت، ہمارا ایمان ہے، حاکم مطلق ہے اللہ، دنیا میں اختلاف اختلاف فساد آزار سے پیدا ہوتا ہے، رائے کے اختلاف سے ایک بھائی دوسرے بھائی سے جدا ہو جاتا ہے، ان میں محبت کے بجائے عداوت پیدا ہو جاتی ہے، جب ہمارا مذہب، ہمارا تمدن، ہماری تہذیب، ہماری سیاست، ہماری معیشت، ہمارا اخلاقی تصور، ہمارا نظام عمرانی و معاشی و حکمرانی اقوام عالم کے نظریوں سے جداگانہ ہے، تو تخالف ہم سے ضرور الجھیں گے، ہر قوم اقتدار و غلبہ چاہتی ہے، ہم جب تک قوی، مضبوط، متحد نہیں ہوں گے، عزت و آبرو کے ساتھ آزاد اسلامی زندگی بسر نہیں کر سکیں گے، یہ ہے قانون قدرت، نظام فطرت، ضروری ہے، کہ ہم اپنے اموال، ناموس، ملک، دین، ایمان اور وجود کے تحفظ کے لئے ہر آن تیار رہیں، بیدار رہیں، اس جد و جہد، بیداری، اور تیاری کا اصطلاحی نام ہے جہاد، اسلام قیامت تک رہے گا، لہذا جہاد بھی قیامت تک رہے گا، اس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ فرمایا، آپ نے یہ بھی فرمایا، جُعِلَ رِزْقِیْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِیْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھا گیا ہے میرا رزق میرے نیزے کی نوک کے سائے میں، واضح ہوا آپ کے اُمتی کا رزق جہاد میں ہے، ہم جہاد سے ہی اپنے اموال کی حفاظت کر سکتے ہیں، ہم خدا کو مانتے ہیں اور منکرِ خدا کو کافر گردانتے ہیں، دہریے ہمیں اسلام سے ہٹانے کی سعی کریں گے، ہم توحید سے کنارہ کش نہیں ہوں گے، نبوت و آخرت کے انکاری ہم سے اُلجھیں گے جھگڑا ہو گا، ہم اس کے قائل ہیں کہ اپنا نقطۂ نگاہ معقول دلائل سے منوانا چاہئے، حکمت سے موعظت سے عمدہ طریق مجادلت سے اپنے دین کی اشاعت کرنی چاہئے، لا اکراہ فی الدین، اشاعتِ دین میں کسی نوعیت کا جبر یا تشدد جائز نہیں، یہ عقیدہ ہے ہمارا، مگر دوسروں کی راہ یہ نہیں ہے، حضورؐ نے تبلیغ کی، مخالفوں نے تشدد، جنگ کا طریقہ اور حربہ اختیار کیا، مسلمانوں کو جائدادوں سے محروم کرنے، آزادی سے محروم کرنے، انسانی حقوق سے محروم کرنے کے لئے انتہائی سختی سے کام لیا، اسے کیونکر ہضم کیا جا سکتا ہے؟ آخرکار مسلمانوں کو بھی اپنے دفاع، بقا، نشوونما و ارتقاء کے لئے جہاد کرنا پڑا، ہم کیوں کر اس سے بے نیاز رہ سکتے ہیں، ہمارے اس راستے میں سب سے بڑا استدلال جدید ترین آلاتِ حرب سے جدال و قتال ہے، ہم قوت، سطوت اور عسکری طاقت کے بغیر کیوں کر زندہ رہ سکتے ہیں، اور کس طرح اغیار کی غلامی اور محکومی کے شکنجے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتے ہیں، جو قوم غفلت کرتی ہے، کمزور ہوتی ہے، وہ دشمنوں کے حملہ کے وقت ایسی ہی گھبراہٹ، پریشانی اور بے چینی کا شکار ہو جاتی ہے جس طرح باز کے جھپٹنے سے کبوتروں کے غولوں میں ابتری پھیل جاتی ہے، یا زلزلہ، آب و باد کے طوفان کے وقت لوگ ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں۔

واقعاتِ حقہ

حضورؐ رحمۃ للعالمین ہیں، آپ کے مخالفوں نے بھی آپ کو قابلِ اعتماد امین کہا اور تسلیم کیا کہ آپ صادق ہیں، بایں ہمہ اختلافِ مسلک کی بنا پر آپ کو دکھ دیا گیا، آپ کی راہ میں کانٹے بکھیرے گئے، آپ پر پتھر برسائے گئے، آپ کی شان میں گستاخیاں کرنے کے لئے ایک مستقل گروہ تیار کیا گیا، آپ کو قتل کرنے کے منصوبے تیار کئے گئے، آپ کا تین سال تک مقاطعہ کیا گیا، ذی ثروت و صاحبِ حیثیت صحابہؓ کو ان کے قریبی رشتہ داروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ریتوں میں پھینک کر درختوں پر لٹکایا، بھگے بھائیوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کے سر کے بال پکڑ کر ان کو کھینچا، ان کی گردنیں مروڑیں، ان کے مبارک جسموں کو گرم لوہے سے داغا، کافروں کے پیشوا ابوجہل نے خدا نبیوں اسلام کو ہولناک اذیتیں دیں۔ ظالم انسانوں نے مسلمانوں کو گرمی کے ایام میں جھلسا دینے والی جلتی جھلتی ریگ پر پٹ لٹا کر ان کے سینوں پہ پتھر رکھے، کیا کبھی بھی یہ خیال آیا، کہ یہ لوگ گناہگار ہیں، بے ضرر ہیں، انہیں دکھ نہیں دینا چاہیے؟ انہیم پاکستان کے وقت کیا ہوا؟ مسلمانوں پہ کیا بیتی؟ ستم کیش بنگلہ دیش میں محبان پاکستان بنگالیوں اور بہاریوں کا حشر کیا ہوا، کیا اس کا سبب یہ نہیں، کہ طاقتوروں نے کمزوروں پر کرم نہیں کیا، بلاشبہ ہمارے آقا نے مکہ والوں کو معاف کر دیا، فتح کے بعد ان کے خلاف کوئی اذیت پہنچانے والا کلمہ بھی زبان سے نہ نکالا۔ یہ صحیح ہے کہ اس خلق نے پتھر دلوں کو موم کر دیا، دشمنوں کو جان نثار دوست بنا دیا، یہ سیرت حضورؐ اور کردار صحابہؓ کا اعجاز و کرشمہ ہے۔ کہ جن لوگوں نے ان کے خلق و کرم کے نظارے دیکھے، چودہ سو سال ہو گئے ہیں: ان کی نسلوں میں سے ایک شخص بھی ایسا پیدا نہیں ہوا جو خدا اور رسول کا کلمہ گستاخ ہو، مگر کیا اغیار بھی ایسے ہیں؟ یہ واقعہ ہے کہ ہم نے بیت المقدس کی فتح کے وقت فتح مکہ کا نظارہ بار دگر پیش کیا، مگر کیا عیسائیوں اور یہودیوں نے بھی اپنے غلبہ کے وقت ہمارے نوجوانوں پر نہیں، بوڑھی عورتوں اور معصوم بچوں پر بھی رحم کیا؟ ان میں کسی ایک کا نام تو لیں جس نے اس مروت کا مظاہرہ کیا ہو، جس کا اظہار فاروق اعظمؓ اور سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے کیا، ہم ہسپانیہ میں غیر مسلموں کا بہ جبر ستھراؤ کر سکتے تھے، مگر ہم نے ایسا نہ کیا، ہم نے ہند میں ہزار سالہ حکومت کی، ہم نے اسلامی اخلاق سے کام لیا، مگر ہنود اور سکھ تو مظالم و شعائر سے کبھی بھی باز نہ آئے، ترک یہودی کو نابود کر سکتے تھے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا، آج مساجد، مدارس، کارخانوں، کھیتوں، ٹیلوں، باغوں، گلستانوں، بچوں، جوانوں، بوڑھوں، خواتین، دین، آئین آزادی کی حفاظت جہاد کے بغیر نہیں ہو سکتی، نجات اس میں ہے کہ ہم سنت نبوی کو اپنائیں، حضورؐ نے فرمایا: جُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي۔ ذلت ہے خواری ہے، نحوست مار رہا ہے، بستی ہے، اس آدمی کے لئے اس گروہ کے لئے جو فرمان نبوی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرتابی کرے گا، سرفرازی، ارجمندی، بلندی، فیروزمندی اس کے لئے ہے جو ختمی مرتبت کا سنت کا دلدادہ و فریفتہ ہے۔ مشرقی پاکستان میں ہماری جائداد برباد ہو گئی، ہماری آبرو لٹ گئی، دولت دعزت و منزلت کی بازیابی جد وجہد کے بغیر ممکن نہیں لابدی ہے کہ ہم یکجا تحاد ہو، ایثار ہو، ہم تعمیر میں مصروف ہوں، ہم فساد سے گریزاں ہوں، ہمارا وظیفۂ حیات بنانا اور سنوارنا ہو، ہم بگاڑ کو کفر تصور کریں، ہم پاکستان کے ایک ایک ذرے سے محبت کریں، ہم اس کی ہر شئے کا تحفظ اپنا ایمانی و انسانی فریضہ تصور کریں، ہم تخریب سے بیزار ہوں، حب اسلام اور حب وطن سے سرشار ہوں۔

قابل توجہ حقیقت

بیت المالی نظام فقہ اسلامی کی تخلیق ہے، یہ فقہ صدیوں تک اپنی زندگی، اپنی تازگی، فرح بخشی کا ثبوت دیتی رہی ہے، اس ربانی چراغ نے عمرانی تاریکیوں کو ہمیشہ ہی دور کیا ہے، یہ وہ حسن ہے، یہ وہ رعنائی و دلربائی ہے، کہ اس کا مثل تو کجا اس سے ملتی جلتی خوبصورتی اور خوبی بھی کسی اور نظام نے پیش نہیں کی، یورپ، اور امریکہ کے نظام ہائے اقتصادی نصف صدی سے زیادہ عمر کے نہیں ہیں، جب ان ممالک نے اپنے مذہب کو مملکت سے علیحدہ کیا، سیاست، تمدن و معاشیات کے میدانوں سے اپنے مذہب کو یکسر پرے ہٹا دیا، ان کی اپنی خواہش، اندر تمنا یہ فطری بھی یہی تھی، کہ اسے ان جھمیلوں سے دور رکھا جائے، یہ زمین کی چیزیں مادہ کی پیداوار ہیں، ان کا آسمان سے کوئی ربط و ضبط نہیں، ان کا روح سے کوئی واسطہ نہیں، ان نظاموں کے زہریلے جواہر سے اشتراکیت کا خمیر طیار ہوا، روس میں اس کا تجربہ ۱۹۱۷ء سے اور چین میں ۱۹۴۹ء سے آغاز پذیر ہوا، ان دونوں نظاموں میں سے ہر ایک کا دعوے یہ ہے، کہ اصلی اور حقیقی اشتمالیت اس کے پاس ہے، دوسرے کی اشتراکیت زرکاری ہے، ملوکیت ہے وغیرہ وغیرہ۔ فقہ اسلامی چودہ صدیوں سے خطۂ ارض پر موجود ہے، اس کے نقوش کو ابھارنے کے لیے پاکستان کا وجود عمل میں لایا گیا، جس کا نام ہے اسلامیہ جمہوریہ پاکستان، اس کا سرکاری مذہب ہے اسلام، اس کا ایمان یہ ہے کہ سلطانی اور حکمرانی کا حق ذات باری کو ہے ہم اس کے ایک ہیں فرمانبردار بندے ہیں، اس کے احکام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت میں مرقوم ہیں وہ تجربے کی کسوٹی پہ پرکھے جا چکے ہیں، ہمارا عروج اسلام کے باعث ہوا، اسلام سے منحرف ہو کر ہم گر جائیں گے، یہ ہے نوشتۂ تقدیر مبرم، اس کی گواہ ہے تاریخ عالم۔

اسلامی مملکت کے فرائض

بہ روئے فقہ اسلامی بیرونی حملوں سے ملک کا تحفظ، ہر فرد رعایا کے مال، جان، آبرو کی حفاظت، تمام باشندگان ملک کے لئے بنیادی ضروریات خوراک، پوشاک، گھر، تعلیم، علاج، روزگار کی فراہمی ریاست کا فرض ہے، اگر ملک کا خزانہ معقول و وافر حد تک بھرپور ہو تو مقروض افراد کے جائز قرضہ جات کی ادائیگی بھی حکومت کے ذمے ہے۔ قیام نظام صلوٰۃ و زکوٰۃ، معروف کی اشاعت اور ممنوعات و منکرات کی روک تھام اس کا خصوصی و امتیازی فریضہ ہے، ان فرائض سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اسلامی حکومت کے اختیارات بے حد وسیع ہیں۔

اشتمالی راس المال

مختصراً اشتمالی نظام کا ادعا یہ ہے کہ جب تک پیداوار کے تمام ذرائع کلیۃً و قانوناً حکومت کی تحویل میں نہ ہوں اور نجی ملکیت بہر وجوہ ممنوع نہ ہو، حکومت کے لئے افراد رعایا کے پیٹ روٹی کے ٹکڑے، تن کپڑے، اور سر چھونپڑے کا اہتمام ممکن نہیں، محال ہے، یہ بھی لازمی ہے کہ کوئی فرد اشتراکی نظام کی تعلیم کے بغیر دوسرے نظاموں کی جانب رخ کرنے کا قانوناً مجاز نہیں، علم وہی ہے جسے حکومت علم تصور کرے، اور حقیقت وہی ہے جس کا نام حکومت کی لغت میں حقیقت ہے، اس کے سوا سب لغو ہے۔ برخلاف ازیں راس المالی نظام مدعی ہے کہ پینے کو مئے ناب کا جام، لذیذ ترین طعام، بیش قیمت لباس، عیش و نشاط کا اہتمام اس صورت میں ممکن ہے کہ ملکیتوں پر تصرف، ان کے حصول و انتقال، علم و فن کی تحصیل پہ قطعاً کوئی پابندی نہ ہو، مطلق آزادی ہو، ظاہر ہے کہ ان دونوں نظریوں کے درمیان بعد المشرقین ہے، دونوں کا علم بردار ذہنی دنیا کے ملکے روشن ستارے ہیں، اعلیٰ درجے کے دانشور ہیں، افق سائنس کے آفتاب ہیں، روشن ضمیر ہیں، روشن خیال ہیں، جدت سے سرشار ہیں، ہر روش کہنہ سے بیزار ہیں، انہوں نے زمین، ہوا، فضا، فلک کو مسخر کر لیا ہے، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے، کمزوروں کو اپنا بنانے، انہیں ڈرانے، دھمکانے اور ورغلانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مکے در پے ہیں، اسلامی ممالک ایک ہو جائیں، تو ایثار، اتحاد و جہاد کے ذریعے ان کا کامیاب مقابلہ کر سکتے ہیں۔

پاکستان کی مختصر تاریخ

جن علاقوں پہ پاکستان مشتمل ہے وہ اسلام کے خصوصی طور پر رہین منت ہیں۔ سندھ پہ مسلمان ۷۱۱ء میں مسلط ہوئے۔ ان کا آنا اس طرح ہوا کہ مسلمان تاجر عرب سے جنوبی ہند پہنچے، وہ بڑے دیانت دار تھے، وہ مبلغ دین بھی تھے، انہوں نے مالا بار، مالدیپ وغیرہ جنوبی ہند کے لوگوں کو اسلام سے آگاہ کیا، کئی ایک راجے ان کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے، ان نومسلم فرمانرواؤں نے مرکز اسلام سے اپنے تعلقات استوار کرنے کا عزم کیا، کہ راجے اور اکثروں کے نمائندے، اور بہت سے مسلمان باشندے جہازوں میں سوار ہو کر عازم مکہ ہوئے، اس جہاز پر جہاں آج کراچی ہے، اس سے متصل ایک بندرگاہ تھی دیبل، یہ ڈاکوؤں کا اڈہ تھا، ڈاکوؤں نے جہاز پہ حملہ کیا، مسافروں کو قید کیا، ان کا مال لوٹ لیا ان میں دو خواتین بھی تھیں، انہوں نے چیخ کر کہا اغثنا یا حجاج، اے عراق کے مسلمان گورنر حجاج ہماری اعانت کر، دو مسافر بچ کر عراق پہنچے، حجاج نے اپنے داماد اور بھتیجے محمد بن قاسم کو ان کی مدد کے لئے بھیجا، اس کے لشکر کی تعداد ۱۲ ہزار تھی، ۶ ہزار مسلمان اور شامل ہو گئے، جب اس نے سندھ کو فتح کر کے ملتان میں قدم رکھا، اس کی فوج ۵۰ ہزار تھی، ان میں ۲۸ ہزار نومسلم تھے، انہیں ایک سپہ سالار محمد بن قاسم اور غازیوں کے کردار نے مسلمان بنایا، پنجاب، بلوچستان، سرحد پر غزنویوں اور غوریوں نے قبضہ جمایا، لیکن انہیں اسلام کی دعوت حضرت داتا گنج بخش نے دی، اور ان میں سے اکثر قومیں خاندان غلامان کے عہد میں حضرت بابا فرید الدین شکر گنج، اور حضرت زکریا ملتانی کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئیں، غزنی سے متصل دو چھوٹی سی بستیاں ہیں، ایک بستی میں غوری آباد تھے، دوسری میں خلجی، قطب الدین ایبک کے زمانے میں غازی نمازی محمد بختیار خلجی نے بہار، بنگال اور تبت کو فتح کیا، اولیاء اللہ اور علماء نے پنجاب، بنگال میں دین کی اشاعت کی، اس زمانے میں مغلوں نے تاتاریوں نے متعدد اسلامی ممالک کو تاراج کیا، لاتعداد مسلمان شہید کئے، پنجاب، دہلی، اور سرحد کے مسلمانوں

www.KitaboSunnat.com

نے شمس الدین التمش اور اس کے صاحبزادے ناصر الدین محمود کی زیر قیادت مغلوں کو ہندوستان میں داخل نہ ہونے دیا، اگر وہ آجاتے تو ہند پر ان کا تسلط ہو جاتا، اور ہندو ختم ہو جاتے مسلمانوں نے ہند کو بچایا، اور مغلوں کو کلمہ پڑھایا، اگر ہندوستان کے مسلمان فرمانروا دین و تبلیغ کرتے تو پاکستان بہت جلد قائم ہو جاتا۔ چین اسلامی اقالیم کے فرمانروا عیاش ہو گئے، اور جبھی افراد دل کے مسلمان فرقہ وارانہ تعصب کا شکار ہو گئے، ان کی ہلاکو خان کی اولاد نے اینٹ سے اینٹ بجا دی لیکن ہندوستان میں غلام خاندانوں کا فرزندان توحید صاحب اقتدار و اختیار تھے - اس نے مغلوں کے دانت کھٹے کیے، اس لیے کہ یہ بادشاہ نیک تھے، پرہیزگار تھے اسلام کے فدائی تھے، اس زمانے میں بھی اگر ان خطوں کے مسلمان نظام اسلام کی شمع کے پروانے بن جائیں، تو عہد حاضرہ کے تاتاریوں کو نیچا دکھا سکتے ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں متحد ہو جائیں، مجاہدین جائیں، تفرقے اور عیاشی سے بیزار ہو جائیں، مسلمانوں نے ۱۱۴۶ سال تک ہند میں حکومت کی اور عیاشی نے تفریق پسندی نے ان کے سطوت کا چراغ گل کر دیا، ۲۰۰ سال انہوں نے غلامی میں بسر کیے، ۱۹۴۷ء میں از سر نو وہ ممالک آزاد ہوئے جنہیں محمد بن قاسم، محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، قطب الدین ایبک، اور بختیار خلجی نے فتح کیا تھا، اگر پاکستان میں بیت المالی نظام رائج ہو جائے، اور وہ از سر نو ایک مثالی اسلامی حکومت بن جائے یہاں کے عوام خوشحال ہو جائیں، معاشرہ میں عدل و مساوات و اخوت جاگزیں ہو جائے، علماء تاجر، شیوخ، اور حکام اسلام کی اشاعت کے درپے ہو جائیں، اور وہ مسلمانوں کو مسلمان بنانے کے لیے بھرپور سعی کریں، اپنی زندگیوں کو مثالی اسلامی زندگیاں بنا سکیں، تو انہیں وہی کامیابی نصیب ہو سکتی ہے جن سے ان کے اکابر بہرہ ور ہوتے،

عام ہیں اس کے تو الطاف شہیدی سب پر
تجھے کیا ضد ہے اگر تو کسی قابل ہو جائے

اسلامی معاشی ہدایات و تصریحات

پاکستان میں بیت المالی نظام ہونا چاہیے اس نظام کا ہدایت نامہ اور طریقہ عمل یہ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) قرآن شریف میں ہے، فلیعبدوا ربّ ھذا البیت الذی اطعمھم من جوع وامنھم من خوف (پارہ ۳۰ سورۂ قریش) "اس پروردگار کی عبادت کرو جو کعبۂ مکرمہ کا رب ہے اور اس نے تمہیں بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف سے امن بخشا" حکومت کا فرض ہے کہ وہ ملک کا تحفظ کرے، اسے بیرونی حملوں سے بچائے، ملک میں امن قائم رکھے، ملک میں انتشار ہو، بے امنی ہو، تو چین نہیں ہو سکتا، کوئی کاروبار نہیں ہو سکتا، جس کی ملازمت محفوظ نہ ہو، جسے کھانے کو میسر نہ ہو، جو اہل وعیال کے لئے خوراک کا اہتمام نہ کر سکتا ہو، اسے امن وراحت کا سانس نصیب نہیں ہو سکتا، از بس لازمی ہے، کہ ملک بیرونی حملوں سے بے خوف ہو، رعایا کو یقین ہو، کہ اگر حملہ ہو تو حملہ آور کو ناکام بنایا جا سکتا ہے، اہل ملک فاقہ میں مبتلا نہ ہوں، انہیں اچھی روٹی میسر ہو۔

(۲) ارشاد باری ہے، ارأیت الذی یکذب بالدین فذالک الذی یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین (پارہ ۳۰ سورۂ ماعون) "تم نے ایسے شخص کو دیکھا، جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے، یہ وہی بدبخت ہے، جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور محتاج کو کھانا کھلانے کے لئے لوگوں کو رغبت نہیں دلاتا۔ یتیم کی پرورش نہ کرنے والا اسے دھکے دینے والا، مسکینوں کے لئے طعام کا اہتمام نہ کرنے والا انتظام حکومت لادینی نظام ہے، منکر قیامت نظام ہے، اسلامی حکومت یتامیٰ کی پرورش اور مسکین کی اطاعت سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔

(۳) ابوداؤد کی حدیث ہے، "جسے اللہ نے مسلمانوں کے بعض امور کا نگران بنایا: اور وہ ان کی ضروریات اور فقر سے بے پرواہ ہو کر بیٹھ رہا، اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات اور فقر سے بے نیاز ہو جائے گا،

(۴) ارشاد نبوی ہے، "جس بندہ کو اللہ نے کسی رعایا کا حکمران بنایا، اور اس نے اس کے ساتھ پوری خیر خواہی نہ برتی، وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا (بخاری شریف کتاب الاحکام)

(۵) حضورؐ فرماتے ہیں، "اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مَوْلٰی مَنْ لَّا مَوْلٰی لَہٗ" (ترمذی ابواب الفرائض) جس کا کوئی سرپرست نہ ہو اس کا سرپرست ہے خدا اور رسولؐ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) دوسری حدیث شریف میں ہے اَلسُّلْطَانُ وَلِیُّ مَنْ لَّا وَلِیَّ لَہٗ، جس کا کوئی سرپرست نہ ہو، اس کی سرپرست ہے اسلامی حکومت، یہ ارشاد کرتی ہے، کہ اسلامی حکومت امینِ خدا ہے امینِ رسولؐ ہے،

(۷) حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ راشد تھے، امینِ رسولؐ امین تھے، آپؓ کو عامۃ الناس کی معاشی ضروریات کی کفالت، بہمرسانی کا کتنا خیال تھا، اس کا اندازہ اس خطبۂ مقدسہ سے لگایا جا سکتا ہے، جو آپ نے قادسیہ (فارس) کی فتح کا مژدہ سناتے ہوئے ارشاد فرمایا" انی حریص علیٰ ان لا اری حاجۃ الا سددتھا۔ میری دلی تمنا یہ ہے کہ جب بھی مجھے یہ نظر آئے کہ فلاں شے کی تمہیں حاجت ہے میں تمہارے لئے اس کی بہمرسانی کے درپے ہو جاؤں لست معلمکم الا بالعمل میں تمہیں جو کچھ بھی سمجھانا چاہتا ہوں اسے صرف عمل سے سمجھانا چاہتا ہوں، انی واللہ لست بملک فاستعبدکم مجھے رب العزت کی قسم ہے میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو غلام بنا کر رکھوں ولکنی عبد اللہ، میں تو ایک بندہ خدا ہوں، عرض علی الامانۃ، حکمرانی ایک امانت ہے جو اللہ نے میرے سپرد کی ہے، واتبعتکم حتی تشبعوا فی بیوتکم، میرا فرض ہے کہ تمہاری خدمت کے لئے تمہارے پیچھے پیچھے چلوں، یہاں تک کہ تم اپنے گھروں میں کھا پی کر سیر ہو کر سو سکو (تاریخ طبری، تاریخ البدایۃ والنہایۃ)

یہ ارشاد صداقت نہاد ہے، واضح الدلالت ہے، اپنی تشریح و توضیح خود کر رہا ہے

عمر ابن عبد العزیزؒ کی اشکباری کفالت عامہ کی ذمہ داری

(۸) آپ کی زوجہ محترمہ فاطمہؒ بیان فرماتی ہیں" میں ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں پہنچی، دیکھا کہ آپ اپنی جائے نماز پر ہیں، اور آپ کی داڑھی میں آپ کے آنسو تیر رہے ہیں (دموعہ تجری علی لحیتہ) عرض کی، کیا ماجرا ہے؟ فرمایا، فتفکرت فی الفقیر الجائع والمریض الضائع والعاری والمظلوم المقہور والغریب الاسیر والشیخ الکبیر وذی العیال الکثیر والمال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القلیل، مجھے یہ فکر و اندیشہ کھائے جا رہا ہے، مجھ کے فقیر، بے سہارا بیمار، اللہ کے غازی، ستم رسیدہ افراد، قہر زدہ اشخاص، ان بوڑھوں کا، ان انسانوں کا جن کا سرمایہ تھوڑا ہے اور کنبہ زیادہ ہے، اُن کا کیا بنے گا، ڈر ہے کہ ان کے متعلق مجھ سے بروز حشر اللہ پوچھے گا، اس کا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سوال کرے گا ان کی خدمت نہ کی تو میرا حشر کیا ہوگا! ۔ (تاریخ ابن الاثیر، کتاب الخراج قاضی ابو یوسف ؒ)

(۹) حضرت عمرؓ کے یہ ارشادات اوراق تاریخ اسلامی کی زینت ہیں،

لَوْ مَاتَ جَمَلٌ ضِيَاعًا عَلَى شَطِّ الْفُرَاتِ لَخَشِيْتُ اَنْ يَّسْأَلَنِي اللّٰهُ عَنْهُ ۔ اگر دریائے فرات (عراق) کے کنارے پہ کوئی اونٹ بے سہارا ہوکر مر جائے گا تو مجھے خوف ہے کہ اللہ اس کے بارے میں مجھ سے جواب طلب کرے گا۔

لَوْ مَاتَ كَلْبٌ عَلَى شَاطِئِ الْفُرَاتِ جُوْعًا لَكَانَ عُمَرُ مَسْئُوْلًا عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اگر ساحل فرات پر کوئی کتا بھوک سے ہلاک ہوگیا، تو قیامت کے دن اس کے متعلق عمرؓ سے جواب طلب کیا جائے گا۔ لَوْ ضَاعَتْ شَاةٌ بِالْفُرَاتِ خَشِيْتُ اَنْ اُسْأَلَ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ اگر فرات کے کنارے کوئی بکری بھی ضائع ہو جائے۔ تو مجھے اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے اس کے باب میں بازپرس کی جائے گی۔

سرکاری فرمان

(۱۰) حضرت عمرؓ نے بستیوں کے والیوں اور حاکموں کے نام یہ فرمان جاری فرمایا۔ اوسعوا الناس فی بیوتھم واطعموا عیالھم۔ لوگوں کے گھروں میں ان کے لئے فراخی کا سامان فراہم کرو اور ان کے کنبہ والوں کے لئے خوراک کا اہتمام کرو، ان حقائق کا اس نص نبوی کی روشنی میں مطالعہ کرو، عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کا اتباع تم پر واجب ہے، اس سلسلہ میں حضورؐ کے اس ارشاد کو توجہ کا مرکز و محور بنائیے، جس بستی میں کوئی شخص صبح کو اس حال میں اٹھے، کہ رات بھر بھوکا رہا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ پر اس بستی کے تحفظ و بقا کی کوئی ذمہ داری نہیں رہتی (مسند احمد بن حنبل ؒ) آؤ سب مل کر سوچیں، غور کریں، ہماری بستیوں، ہمارے علاقوں، ہمارے محلوں، ہمارے شہروں، ہمارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوبوں کا حال کیا ہے؟

ممتاز علماء وفقہاء وائمہ کی تصریحات

علامہ سید علی زادہ حنفی شرح شرعۃ الاسلام بحث فرائض امیر میں تصریح فرماتے ہیں۔

لا یدع فقیرا فی ولایتہ الا	امیر کا فرض ہے کہ اپنی ولایت میں ہر نادار کو
اعطاہ ولا مدیونا الا قضی عنہ	مال عطا کرے، ہر مقروض کا قرض ادا کرے
دینہ ولا ضعیفا الا اعانہ	ہر کمزور کو سہارا بہم پہنچائے، ہر
ولا مظلوما الا نصرہ ولا ظالما	مظلوم کی اعانت کرے، ہر ظالم کو
الا منعہ من الظلم ولا عاریا	ظلم سے روکے، اور ہر ننگے کو کپڑا
الا کساہ کسوۃ	پہنائے۔

علامہ ابن قیم اپنی کتاب زاد المعاد میں تحریر فرماتے ہیں۔

وقالوا کما یرثہ اذا مات	علماء نے بیان کیا، کہ جیسے جو شخص لاوارث
ولم یدع وارثا فکذالک	فوت ہو جائے، اس کے مال کی وارث حکومت
یقضی دینہ اذا مات ولم	ہوتی ہے، ایسے ہی اگر کوئی شخص کوئی شئے
یدع وفاء۔	چھوڑے بغیر مرجائے، تو اس کے قرضہ کی ادئیگی
	کی ذمہ دار حکومت ہے۔

معاشی کفالت

فاضل اجل حافظ الحدیث علامہ ابن حزم اندلسی فرماتے ہیں۔

ہر ایک بستی کے ارباب ثروت کا فرض ہے، کہ وہ فقراء وغرباء کی معاشی زندگی کے کفیل ہوں اگر بال حکومت ان غرباء کی معاشی کفالت کو پورا نہ کرتا ہو، تو حکومت ان ارباب ثروت کو اس کفالت کے لئے مجبور کر سکتی ہے اور ان کی زندگی کے اسباب کے لیے کم از کم یہ انتظام ضروری ہے، کہ ان کی ضروری حاجت کے مطابق روٹی مہیا ہو، پہننے کے لئے گرمی اور سردی دونوں موسموں کے لحاظ سے لباس مہیا کیا جائے، اور رہنے کے لئے ایک ایسا مکان ہو جو ان کو بارش، گرمی، دھوپ اور سیلاب جیسے امور سے محفوظ رکھ سکے۔ (محلی جلد ۶ صفحہ ۱۵۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ شہاب الدین احمدؒ کے نزدیک خوراک، پوشاک، اور مکان کے علاوہ طبیب کا معاوضہ دوا کی قیمت اور معذور کے لیے ملازم پہنچانا بھی حکومت پر واجب ہے۔

(نہایۃ المحتاج الیٰ شرح المنہاج جلد ۷ صفحہ ۱۹۴)

بروئے حدیث تمام بیوگان، اور یتامیٰ کی کفالت بھی اسلامی حکومت کے ذمے ہے علم سے بہرہ ور کرنا بھی اس کا فریضہ ہے، ارشاد نبویؐ طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم، خلفاء نے حکومت کی جانب سے معلمین بھیجے، اور ان کے اخراجات برداشت کیے۔

آئینی تدابیر

لازمی ہے، کہ منشور دستور پاکستان میں یہ مذکور ہو "کہ ہر پاکستانی کے لئے خوراک پوشاک، مکان، دوا، تعلیم اور روزگار کی بہم رسانی حکومت پر واجب ہو گی"

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ نے تاجدار خراسان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی کے نام ایک خط ارسال فرمایا، اس کا مندرجہ ذیل اقتباس قابل غور ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں،

" اے سلطان عدل و انصاف کی ایک گھڑی سو سال کی عبادت کے برابر ہے، طوس کی رعایا پر رحم کر کہ انھوں نے بہت سے مظالم سہے ہیں، وہ سردی اور قحط کی وجہ سے تباہ ہو گئے ہیں، سو سالہ درخت جڑ سے خشک ہو گئے، تمام کسانوں کے بدن پر کھال اور ہڈیوں کے سوا اور کوئی چیز باقی نہیں رہی ہے عیال کے بچے بھوکے اور ننگے ہو گئے، اب اس کا موقع نہ دیجئے، کہ ان کی کھال بھی کھینچ لی جائے، اگر ان سے کوئی چیز مانگی جائے گی تو یہ تمام بھاگ جائیں گے، اور پہاڑوں سے اپنے سر ٹکرا کر ہلاک ہو جائیں گے۔ (مکاتیب امام غزالیؒ)

مسلمان اور ہندوستان

ہندوؤں سے پوچھو، سکھوں سے دریافت کرو، انگریزوں سے سوال کرو، ہندوستان کی زمین کو زرخیز کس قوم نے بنایا؟ تلسی داس کی رامائن کا مطالعہ کرو، اس میں پڑھو کہ مہاراجہ رام چندر کی شادی کے وقت کیا کھانے کھلائے گئے؟ یہ لوگ زردہ، پلاؤ، بریانی کے نام سے بھی آشنا نہ تھے! ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے پیشتر کیا پیدا ہوتا تھا، زمین کی حالت کیا تھی، کونسی سبزیاں یہاں اگتی تھیں، کونسے پھل ہند کی ارضی سے پیدا ہوتے تھے، لوگوں کا لباس کیا تھا؟ ہندو مہاراجگان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کونسی یادگاریں چھوڑ کر فوت ہوئے، ؟ جن راجوں پر مسلمانوں نے کرم کیا ان کے محلات، ملبوسات کیسے تھے ؟ اور جو لوگ کرشن کے زمانے میں، رام چندر کے زمانے میں، چندر گپت کے زمانے میں داہر کے زمانے میں یہاں حکمران تھے، ان کے زمانے میں ہندوستان میں وحدت و مرکزیت کا عالم کیا تھا؟ آج جو اس ملک میں ان گنت میوے ہیں، بے شمار سبزیاں ہیں، لاتعداد قسم کے پھول ہیں، نفیس لباس ہیں، دیدہ زیب دلفریب پارچات ہیں ان کے موجد کون تھے، بھارت کی حکومت بیرونی دنیا کو اپنے بزرگوں کے کونسے عجائبات دکھاتی ہے، کن کی بنائی ہوئی عمارتوں پر بھارتی گھمنڈ کرتے ہیں، ان کے رشیوں، مہاتماؤں کا لباس ہے لنگوٹی، ان کی زینت ہے نیم عریانی، ان کا پھول ہے گیندا ان کے پھل تھے بیر، گاجر اور پھوٹ ان کی خوراک تھی دال، سبزی تھی مولی، حلوا کدو، یہ آم جو مطلوب خواص و عوام ہے، اس کے گوناگوں اقسام کس کے ذہن کے ثمرات شیریں ہیں ؟ کیا مسلمانوں کے زمانے میں بھی وہ سود تھا جس سے ہندو مہاجنوں نے مسلمانوں کو نابود کیا، ذات پات کے پجاری کیوں کر جان سکتے ہیں کہ آدمیت کیا ہے ؟ اچھوت کے گھر میں پیدا ہونے والے، اس کے سایے میں پروان چڑھنے والے کیا جانیں کہ اخوت کیا ہے ؟ مساوات کیا ہے ؟ عدل عمرانی کیا ہے ؟ عورتوں کو مردہ مردوں کی چتا پر زندہ جلا دینے کو دھرم تصور کرنے والے خواتین کی قدر و قیمت سے کیوں کر آگاہ ہو سکتے تھے،

پاکستان کے مسلمان

بڑے نجیب ہیں، مضبوط و توانا ہیں، آزاد علاقوں کے فرزندان توحید غایت درجے کے نڈر ہیں دلیر ہیں، اسلحہ ان کا زیور ہے، اگر ان کی صلاحیتوں کو پروان چڑھایا جائے تو وہ جدید ترین سامان حرب طیار کرنے پر قادر ہو سکتے ہیں، ایسی فوج اگر جدید اسلحہ سے مسلح ہو، مجاہد ہو، ان کی خوبیوں اور توانائیوں سے کام لیا جائے، وہ اپنوں کا خون بہانا حرام تصور کریں، تو غیروں کے مقابلے سے بھاگ جانے کو کفر یقین کریں، تو ایسا لشکر کس ملک کے پاس ہے کیوں نہ سند جیبوں کو مجاہد بنایا جائے، حرکر غازی بنانا آسان ہے، توجہ درکار ہے، کیوں نہ فوجی اور غیر فوجی اقوام کی تمیز کو معدوم کیا جائے، ہر مسلم کی نسبت یہ یقین کیا جائے کہ وہ جیسے روزہ دار ہو سکتا ہے، الحاج ہو سکتا ہے، زکوٰۃ دینے والا ہو سکتا ہے، نمازی ہو سکتا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غازی بھی ہو سکتا ہے، پاکستان کو اسلام کے سانچے میں ڈھالا جائے، پاکستان کی گندم لاجواب ہے پھل بے نظیر ہیں، پھول بے حد خوب ہیں چاول بہت اچھے ہیں، یہ ملک معدنیات کا خزانہ ہے، اکیلا بلوچستان ہی ملکی تمول میں خاص گونا اضافہ کر سکتا ہے، قائد اعظم بڑے حقائق شناس انسان تھے، ان کا ارشاد ہے، کہ خدا نے پاکستان کو بے شمار وسائل عنایت فرمائے ہیں، محترم بھٹو صاحب صدر پاکستان کا یہ دعوٰی درست ہے کہ پاکستان مغربی جرمنی کی مانند ترقی کر سکتا ہے ضرورت یہ ہے، کہ یہاں کے ساکنوں کا رخ اسلامی نظام حیات کی طرف کرایا جائے، انہیں بارے دیگر اپنی تہذیب کا شیدائی بنایا جائے، اس وقت تو پاکستان کے مسلمان کی نسبت یہی کہا جا سکتا ہے

بینی جہاں را و خود را نہ بینی

تا چند ناداں غافل نشینی

نوجواں کو دیکھ رہا ہے، مگر اپنے آپ کو نہیں دیکھ رہا، تجھ پر کب تک غفلت طاری رہے گی؟

اے بہ عشقِ دیگراں دل باختہ

جلوہ ہائے خویش را نشناختہ

کیا ہوا تو دوسروں کو دل دے بیٹھا، تو نے اپنے حسن پر نگاہ نہ کی؛ یہ ناممکن تو نہیں ہے، کہ مسلمان از سرِ نو مسلمان ہو جائے، مسلمان تاجر مبلغ بھی تھے، آج کیوں نہیں ہو سکتے، ہماری کاروباری دیانت مسلمہ تھی، دوبارہ ہم کیوں ایسے نہیں ہو سکتے، ہندو کہا کرتے تھے، تو مسلمان ہو کر جھوٹ بولتا ہے، صداقت کو ہم اپنا شعار بنا سکتے ہیں، علماء و مشائخ میں کافر دل کو مسلمان کر لینے اور مسلمانوں کو باخدا مسلمان، باصفا مسلمان، باوفا مسلمان بنا لینے کا جو عشق تھا جنون تھا، وہی اس زمانہ کے ان واجب التعظیم بزرگوں میں پیدا ہو سکتا ہے ہم اپنے جوانوں کو اسی گردوں کے ستارے بنا سکتے ہیں، کہ جس سے ٹوٹ کر وہ زمین پر گر پڑے ہیں، ہمارے حکمرانوں کے لیئے یہ محال تو نہیں ہے، کہ وہ اسلامی زندگی کے شیدائی ہو جائیں، ایسے پاکستانی بھی ہیں، جو قبیح صورتوں کی مصنوعی ٹیپ ٹاپ پر جانیں فدا کر رہے ہیں، وہ پیکرِ عصمت زہرہ جبینوں کی چاہت سے کیسے بے نیاز ہو سکتے ہیں، جو بے معنی فلمی گانوں پر مست ہیں، کس بنا پہ یہ تصور کر لیا جائے، کہ وہ خوش نوا قاری کی قراءتِ قرآن پر متوجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوں گے ، مشرقی پاکستان میں ہم نے اپنے بچوں کو ہندو استادوں کے سپرد کر دیا ، پنڈتوں نے انہیں گاندھی ، نہرو اور ٹیگور کا پرستار بنا دیا ، انہیں اقبال و جناح سے خدا واسطے کا بیر پیدا ہو گیا ، یہ بچے مکتی باہنی کے سپاہی بن گئے ، یہ قصور ہمارا ہے انہیں تو کس کا ہے ؟ یاد رہے

انقلاب ذہن طفل و شیخ و شاب
نیست ممکن جز بہ تعلیم کتاب

علامہ اقبال فرماتے ہیں ،

گر تو مے خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

ملت اسلامیہ کی خصوصیت

آنحضرت کی تصریح یہ ہے ، کہ ہر کلمہ گو مبلغ اسلام ہے ، آپ کا ارشاد ہے ، بلغوا عنی ولو آیۃ (بخاری شریف) ہر مسلمان پر واجب ہے ، کہ خواہ اسے قرآن کی ایک آیت ہوتی ہو ، یا ایک حدیث جانتا ہو ، یا اسے شریعت کا ایک ہی حکم کیوں نہ آتا ہو ، وہ اس کی تبلیغ کرے قرآن نے واضح کیا ، ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے ، جس کا وظیفہ حیات ہی تبلیغ اسلام ہو ، وہ خیر کی دعوت دے ، نیکی کی رغبت دے اور برائی سے بچائے ، قوم کا فرض ہے ، کہ وہ اس جماعت کے ارکان کی ضروریات معاشی کی کفیل ہو ، امت محمدیہ ، ملت اسلامیہ کی امتیازی خصوصیت یہ ہے ،

کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ - پارہ ۴ آل عمران)

تشریحی ترجمہ :- تم بہترین امت ہو ، اس امت کا قیام اس لئے عمل میں لایا گیا ہے کہ اے فرزندان توحید تم جو اس کے ارکان و افراد ہو ، تمہاری خصوصیت یہ ہے ، کہ تم نیکیوں کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو ،

اسلامی حکومت کا فریضہ یہ ہے ، کہ وہ نماز کا نظام قائم کرے ، زکوٰۃ کا نظام قائم کرے ، نیکیوں کا حکم کرے ، برائیوں سے روکے ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری مملکت ہے اسلامیہ جمہوریہ پاکستان، ہماری حکومت ہے اسلامی، اسلام ہمارا نصب العین ہے،

آنحضرتؐ کی بیان کردہ تمثیل

آنحضرتؐ نے حیاتِ اسلامی کے نظم و ربط و ضبط کو ایک تمثیل سے واضح فرمایا، آپؐ فرماتے ہیں۔

"فرض کرو ایک بحری جہاز ہے، جس کے اوپر نیچے لوگ بیٹھے ہیں، اور سب کی ضرورت کا سامان (پانی وغیرہ) جہاز کے بالائی حصہ میں رکھا ہوا ہے، جس سے لوگ اپنی ضرورتیں پوری کرتے رہتے ہیں، نچلے درجے کے لوگ (مثلاً) پانی کے لئے اوپر آتے رہتے ہیں، اور اوپر والے (جذبہ اشتراک کے تحت) پانی دیتے رہتے ہیں، تو کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آتا، بلکہ اطمینان کے ساتھ سب کام چلتا رہتا ہے لیکن اگر اوپر والے پانی دینے سے انکار کرتے ہیں، اسے تنہا اپنی ملکیت تصور کرتے ہیں یا ان کی آمد و رفت سے معمولی تکلیف ناقابل برداشت ہوتی ہے، تو وہ لوگ زیادہ دیر تک پیاس برداشت نہیں کر سکیں گے، بلکہ پانی کی فراہمی کے لئے دوسری تدبیریں اختیار کرنے پر مجبور ہوں گے، چارہ و ناچار انہوں نے سوچا کہ جہاز میں چھوٹا سا سوراخ کر کے سمندر سے تھوڑا پانی لے لیا جائے، چنانچہ وہ کرنے لگے، اب اگر اوپر والے نہ سوراخ کرنے سے روکیں، اور نہ ان کے لئے پانی کا بندوبست کریں (ایسی حالت میں سوراخ سے محض منع کرنے سے کام نہ چلے گا، بلکہ پانی کا بندوبست ضروری ہوگا) تو ظاہر ہے کہ جہاز میں سوراخ ہونے کے بعد اس میں پانی بھر جائے گا، اور وہ ڈوب جائے گا، پھر نہ سوراخ کرنے والے بچیں گے، نہ اس سے غفلت و چشم پوشی کرنے والے"۔

عیاں ہے کہ جہاز کی سلامتی سے ہی مسافروں کی سلامتی ہے، اگر وہ ڈوب گیا، تو مسافر بھی غرق ہو جائیں گے، پانی زندگی کے لئے لازمی ہے، اس سے محرومی آدمی کو مضطرب کر دیتی ہے اور وہ بہر صورت اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے، اور پیاس بجھانے کے درپے ہوتا ہے، جہاز کے دو درجے ہیں، ایک اوپر کا درجہ ہے، دوسرا نیچے کا، جو ان میں بیٹھے ہیں، ان میں تعاون کا ہونا ضروری ہے، ہم پاکستان نامی جہاز میں سوار ہیں، خوراک پوشاک مکان سب کے لئے ضروری ہے، لازمی ہے کہ مالدار، حکومت کے اہلکار، عامۃ الناس کا خیال رکھیں، ان کی ناداری، ضروریات حیات سے محرومی انہیں بے چین کر سکتی ہے، اور وہ اس صورت میں اضطراری حرکات پر مجبور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائیں گے، لازمی ہے کہ ان کی ضروریات کا بندوبست کیا جائے، ورنہ بڑی خطرناک خرابی رونما ہوگی، ضروری ہے، کہ ہر فرد اور ہر طبقہ کو حیات اسلامی سے آگاہ کیا جائے اور انہیں اس کا علم ہو، زیادہ ذمہ داری امراء، وزراء، علماء اور زعماء کی ہے، اللہ کرے کہ ہم پاکستان کو اسلامی مملکت بنانے میں کامیاب ہو جائیں۔

خیر، معروف و منکر

بروئے شریعت ہر وہ اقدام وہ کام وہ کلام جو ملک افراد امت کے لئے مفید، امن، عافیت، راحت وخیر وبرکت کا موجب ہو وہ خیر ہے، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، معروف ہے، ہر امر خیر معروف ہے ہر نیکی معروف ہے، شراب، بدکاری، قمار بازی، غداری، بددیانتی، خیانت، رشوت، بے پوشا فساد، بغاوت، قانون شکنی، منکر ہے۔

ضروری ہے کہ پاکستان کا ہر بالغ مرد اور ہر بالغہ خاتون نمازی ہو، مسجدیں صاف ہوں ستھری ہوں دیدہ زیب ہوں، اتحاد کا مرکز ہوں، ایثار وجہاد آموز ہوں، وہاں سے وحدت ملت، خیر، معروف کی صدائیں بلند ہوں، منکر کے خلاف صدائیں بلند ہوں، اس کار خیر کے لئے منبر ومحراب کا مقام سب سے اونچا ہے، لازمی ہے کہ خطیب عالم ہو، خوش اخلاق ہو، خوش مزاج ہو، اس کی پوشاک اچھی ہو، وہ نباض زمانہ ہو، وہ نظریہ پاکستان کا پاسبان ہو، داعی ہو، ضروری ہے کہ پاکستان کا ہر اہل نصاب زکوٰۃ ادا کرے، حکومت اس کی وصولی کا اہتمام کرے، اس کے لئے ایک نظام اور عملہ کا اہتمام کرے پاکستانیوں میں حجاج کی کثرت ہو، پاکستان کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا مجاہد ہو، ہر خاتون مجاہدہ ہو، اس زمانہ میں محض فوج سے فوج نہیں لڑتی، بلکہ ایک ملک کا ہر فرد دوسرے ملک کے ہر فرد سے لڑتا ہے اس زمانے میں ہر لڑائی عمومی ہے، کشور گیر ہے، اس کا دائرہ صرف فوج تک محدود نہیں ہے، اس لئے ضروری ہے، کہ ہمارا ہر شہری دیہاتی اپنے بچاؤ کے اپنی ملت کی حفاظت اور اپنے محبوب وطن کے تحفظ کے جذبے سے سرشار ہو، اس کا جذبہ عقلی وعملی نوعیت کا ہو، وہ صحت مند ہو، دشمن سے لڑنے پر قادر ہو،

بدکاری، مے خواری، قمار بازی

پاکستان کو فحبہ خانوں، عصمت فروشی کے اداروں سے پاک کرنا راعی ورعایا دونوں کا فرض ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کو عصمت فروشی کے لیے اجازت نامہ یا لائسنس دینا اسلامی حکومت کا شیوہ نہیں ہو سکتا، عفت و حیا پاکدامنی کے باب میں اسلام کا معیار بڑا اونچا ہے، کفار کا معیار بڑا گھٹیا ہے، ہم قطعاً اس اوباشی و بے حیائی کے متحمل نہیں ہو سکتے، کہ جو امریکہ و فرانس و برطانیہ وغیرہ کا طغرائے امتیاز ہے، سرکاری طور پر اعلان ہو جانا چاہیے، کہ آئندہ کسی کو عصمت فروشی، آبرو فروشی کی اجازت نہیں ہوگی، جو اسے چاہے اس پر واضح کر دیا جائے، باز آ جاؤ، ورنہ تمہیں سخت ترین سزا دی جائے گی، بدکاری کے خلاف عام جہاد کیا جائے، منبر سے محراب سے، ریڈیو سے، ٹیلی ویژن سے حکومت کے اداروں سے پیر صاحبان کی خانقاہوں سے جرائد صحائف کی تحریرات سے، لیڈروں کی تقاریر سے بدکاری کے مورچوں پر مسلسل گولہ باری اور بمباری کی جائے بار بار ان سزاؤں کی تشہیر کی جائے، جو اسلام نے ان افعالِ شنیعہ کے لیے تجویز کی ہیں، مرکزی و صوبائی مجالس آئین کے ذریعے اس کا انسداد کیا جائے،

شراب خانہ خراب

یہ شرف اسلام کو حاصل ہے، کہ اس نے ہر نشے کو حرام ٹھہرایا، نبی کریمؐ نے شراب کو ام الخبائث قرار دیا، قرآن کا بیان یہ ہے، کہ شراب اثم ہے گناہ ہے، شیطانی فعل ہے، دماغ میں فتور پیدا کرتی ہے، افتراق کا سرچشمہ ہے، اللہ کے ذکر سے روکنے والی شے ہے، انسان کو نجات کی راہ سے ہٹاتی ہے، بدکاری کی ڈگر پہ چلاتی ہے، یونان، انگلستان، امریکہ، روم، فرانس، ایران، جرمنی، مصر، ہند کے بے شمار شاعروں، ادیبوں، دانشوروں، نے خمر کی تعریف و توصیف میں زمین اور آسمان کے قلابے ملا دیئے، اس کے متوالوں نے مسیحؑ کا یہ معجزہ قرار دیا، کہ انہوں نے پانی کے مشکوں کو مے میں تبدیل کر دیا، ظالم یہودیوں نے انبیاءؑ پر بادہ نوشی کا الزام لگایا، بھارتیوں نے کہا ہمارے رشی سوما کا رس پیتے تھے اور جیتے تھے، جب امی نبیؐ نے یہ اعلان فرمایا، کہ شراب علاج نہیں بیماری ہے، برائیوں کی جڑ ہے، سب سے زیادہ پینے والے عربوں نے اس کے مٹکے توڑ دیئے، وہ اصنام شکن اور جام شکن بن گئے، ایرانیوں نے اس کی بھٹیاں جلا دیں، میخانے منہدم کر دیئے، سب ہار گئے، امی نبیؐ جیت گیا، عہد حاضر کے تمام مسلم و غیر مسلم ارباب دانش اس امر پہ متفق ہیں، کہ سیف اسلام سے ہی اس نبت عنب کا گلا کاٹا جا سکتا ہے۔ عرب میں شراب اثم قرار پائی، عرب کہتا ہے شربت الاثم، میں نے شراب پی، از بس ضروری ہے، کہ پاکستان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہ ہر قسم کی مسکرات و منشیات سے پاک کرایا جائے، غازیوں کی جوانیوں کو اس سے بچایا جائے، ہزارہا پاکستانی چرس، راکٹ، ایک شاٹ، بھنگ، افیون، گانجہ، افیم، کوکین کے ہاتھوں برباد ہو رہے ہیں، ان پامالی کن طوفانوں کا کوئی سدباب کیا جائے — امریکہ کا نامور زیرک قائد جارج واشنگٹن کہتا ہے، قمار بازی جرائم کی آخر ہے، یورپ اور امریکہ میں یہ روگ عام ہے، ان ممالک کے خردمند چاہتے ہیں کہ بدکاری، فحش کاری، مے خواری اور قمار بازی کے جرائم سے ان کے معاشرہ کو نجات حاصل ہو جائے، وہ تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام کا ایک لفظ ان خباثتوں کے قلعہ کو مسمار کر سکتا ہے، امریکہ کے سیاہ گورے اور کالے مسلمان ہو جاتے ہیں، وہ مے پینا اور جوا کھیلنا چھوڑ دیتے ہیں، ضروری ہے کہ جمہوریہ اسلامیہ پاکستانیہ میں تمام قمار خانے ویران کر دیئے جائیں، ہر ریس کورس کی لاش پر نفرت کے گھوڑے دوڑائے جائیں، برج کی چال کو بھی زیر خاک کر دیا جائے، مستقل آئین میں یہ اضافہ کیا جائے، پاکستان کو شراب خواری، منشیات، بدکاری، اور قمار بازی سے کلیتہً پاک صاف کر دیا جائے گا۔

حیاتِ طیبہ

قرآن کے نزدیک بہترین عطیہ حیاتِ طیبہ ہے، یہ ایک پاک درخت ہے، جس کی جڑ ہے کلمہ طیبہ لا إله إلا الله محمد رسول الله،

یہ پاک کلمہ پاکستان کی بنیاد ہے، جان ہے اللہ کرے کہ معاملات کی صفائی، بول قول کی سچائی، جذبہ جہاد، ولولہ ایثار، ذوقِ اتحاد، دینی دنیوی ارجمندی، سربلندی کی تڑپ وطن کی محبت، بنی نوع انسان کی خدمت، خدا کی عبادت، رسول ؐ کی اطاعت و الفت، ہمارا امتیازی وصف اور شعار بن جائے، ہمارے ملک میں آئینِ اسلام اور بیت المالی نظام کارفرما ہو،

ربنا بارك لنا في پاكستاننا واجعلها بلدة آمنة وارزقنا
حياة طيبة

---

www.KitaboSunnat.com

330 ب 1304
11550-EU-64